

Checked 1969.

684

اردو ترجمہ

تذکرہ تیمور

دجیں

فاتح اعظم امیر صاحب قران تیمور نے خود اپنے تمام فتوایاں اور امو

چہانداری کو غلبہ کیا ہے

مترجمہ

مولوی محمد الشاء الدین عفی عنہ اولیٰ شیر و مالک خبار طعن حمیدہ بختی

حمیدہ پریس لاہور

جاری سلسلہ پریس لاہور میں پختام لالہ ایش روشن نگاری

قیمت - ۱۰ روپے

بار اول

حضرت عالیٰ

جہاں تک مُحْمَدٰ پڑا اُر روز بان ہیں سوت تک توک تیموری کا رہ جگہ ہیں شاہزادی نہیں ہوا۔ غنیماً زبان کی اصل کتاب بھی شاید مٹ جاتی۔ اگر ۱۸۸۴ء میں لندن کا مطبع کلارنڈن اوسے شایع کر کے نیا منیا ہو جانے سے محفوظ نہ کروتیا۔ اسکے بعد اس کی خبر نہیں۔ ہندستان میں فارسی نسخہ کو سنه ۱۳۱۵ء میں اپنے ستائیں۔ اس سال پہلے مطبع کریمی بھٹی نے لندن نسخے سے ہی تقلیل کر کے شایع کیا تھا۔

یہ لائب ہیئتی مرضی میں سے بیرہمی۔ اون کی تشریع کی ضرورت نہیں۔ مطلاع سے خود اسکی کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ مختصر ایک کہنا کافی ہو گا کہ یہ دشوار العمل اسی شخص کو القا ہوا ہے ال العالمین نے عمل اگدا یہ شیخ شاہی تھا۔ اور وہ اس دشوار العمل کو فضل ایزدی کے بعد اپنی کامیابی اور کامرانی کا اصل حصہ پہنچتا ہے۔ دوسرے صفحی پر بیرہمی صاحب قرانی کی تصویر صیبی کہ تھیا ہوئی وجہی ہے۔ اس ترک تیموری کا حق پڑا کیسے طو تتمہ بھی ایزا دکر یا ہو۔

یکم مختصہ نسخہ

اویپروطن الہور

۱۹۱۴ء

مطابق ۲۷ ربیعہ

Checked 1975

ٹط کمپنیشن

بخور بندگان اقدس علیہ السلام
حضرت شہریار ناظم الملک
آصف جاہ نہ رائی نس پسند عثمان خان بنا

خلاء شد ملکہ و حشمت

جن کی

KUTABKHANA

علم دوستی - روشن فہری - پیداوار فہری - رعایت پندتی - ادارہ صاف

ملک داری کا ایک مان مرفک

یوک یہم کے پہلے ارد ترجمہ کو مادب مسنوں کوئی جو ات کھاتی ہے

گر قبول افتخار سے غر و شرف
المجد المخلص

بندہ محمد انصار اللہ عفی عنہ ادیپرو مالک اخبار وطن ہو

یکم فروری مسراں ۱۳۷۵ء



شیخ امیر صاحب قران امیر تیمور گورگان امار الله بر راه

T I M O U R .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسْبَاوْ حَالاً فَتْوَاهَا صَاحِفَةٌ

وتفاصیل چہانداری و ملک رائی امیر گورگانی پر خود پڑھ کرختے کی روشن
کرنے کی بیکاری میں علم ہوا کہ امیر تیمور کی کہانی خود ان کی زبانی حرف
بحرف بیان کر دیجاتے ہے جہاں اس سے اندنوں اور زمانہ سابق کے
فن معرفہ آرائی کا وچپ تفاوت معلوم ہو گا۔ وہیں ساقہ ہی یہ بھی
منکشف ہو جائے گا کہ عدل و انصاف اور ضابطہ و آمین ہی ہمیشہ^۱
چہانداری کے پناہ میں ہیں۔ امیر مددوح نے اپنی سوانح عمری بزبان
فارسی لکھی تھی۔ افادہ نظرین کیلئے ہم اسکا سلیمانی محاودہ اور وقار جمکہ میش کرتے ہیں۔

پہلہ مقالہ تدبیر و آراء

میں نے امورِ لکھنگی و حکمرانی اور انہر امام و شمن اور دشمن کو اپنے
دام میں لا کر مخالفوں کو دوست بنالینے اور دشمنوں اور شمنوں سے
میل جوں اور برناویکی تدبیر و رائے یہ فراری کہ بے سوچے اور مشورہ کئے
ہوئے کوئی کام نہ کروں یکیونکہ میرے پیر نے مجھے تحریر کیا تھا کہ بالمشقو
نیمور! تم کار و بار سلطنت میں چار بیاتوں کی خوب ماضی و ماضی پر رائے رہنا۔
مشورہ باہمی۔ ذاتی رائے۔ دورانیشی اور بیدار مغزی۔ یکیوں سلطنت
پا دننا کی زبردست ذاتی رائے۔ اور مشیروں کی نیک صلاح سے خالی ہو
وہ ہاصل اس جاہل شخص کے شباب ہے جسکے تمام افعال و احوال سریلو
غلط ہوتے ہیں۔ اور اسکی باتیں اور اس کے کام ازاں اول تا آخر پہنچانی
اور نہامت ہی سے سابقہ ڈالتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہی ہے کہ اپنی
سلطنت کے کار و بار کو چلانے میں دنالوگوں کے مشورہ اور اپنی تدبیر
پر عمل کرنا کہ آخر یہ پچانا نہ پڑے۔

تم کو یہ بھی خوب یا اور ہے کہ سلطنت کے کاموں میں ایک حصہ

برداشت اور محل کا ہے۔ اور دوسرا حصہ جانتے اور سمجھنے کے بعد
غافل اور نادان بنتے کا۔ مگر سچتہ ارادہ صبر پا مردی و استقلال۔
دورانِ لشی اور انجامِ بینی کے ذریعہ سارے کام مُصدر جاتے ہیں
والسلام ۴

پڑھنے کو یا ایک رہنمای تھا جسے مجھے راہِ راست دکھائی اور بتسا ویاک
سلطنت کے کاموں میں لوچتے تدبیر و مشورہ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ اور
صرف ایک حصہ تلوار کے ویلے سے۔ داناؤں کا مقولہ ہے کہ ایک ہی
عمرہ تدبیر سے ایسے ملک فتح کئے جاسکتے اور اس قسم کی فوجیں نہیں
یجا سکتی ہیں جو سینکڑا دل شکر دل کی تلواروں سے بھی قابو میں آسکیں
مجھے تجربہ ہوا ہے کہ ایک آنہ دوہ کار بہادر جواں مرد، صاحبِ عزم
تدبیر اور دورانِ لشی آدمی نہ رہتے تدبیر اور غیر دورانِ لشی آدمیوں سے
کہیں بڑھ کر اچھا اور مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک ایک کار دال آدمی نہ
بہر آدمیوں سے اپنے ماتحت کام لتیا ہے۔

مجھے یہ بھی تجربہ ہوا ہے کہ شمنوں اور مخالفوں پر غالب آنے
میں لشکر کی زیادتی کوئی سبب نہیں ہوتی۔ اور نہ فوج کی کمی دشمن

میں ٹھیک تدبیرگی ہے۔ پہلے دیکھ لیا ہے کہ اس کام کے پر آنے کا
کیا طریقہ ہے جب اسکو شروع کیا ہے۔ اور یوں کہ درست تدبیر و علوم
دانی اور ہوشیاری پیش بینی اور دو اندیشی کے ساتھ اسے
انجام کو پہنچاویا ہے۔

میرا یہ بھی تجربہ ہے کہ صلاح مشورہ کے قابل اور اہل الرائے ہی
لوگ ہوتے ہیں جو بالفاق اپنی بات اور وہن کے پتے ہوں جو کچھ کریں
یا کہیں اس کے طرح یا نہ رہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہم اس کام نہ کریں گے تو
پھر چاہئے کچھ ہو جائے بہرگا اس کام کے تدبیر پر بھی نہ پہنچیں۔ تجربہ نے
مجھ کو بتا دیا ہے کہ صلاح میں والے کی رائے فرم کی ہوتی ہے۔ ایک
زبانی - ذرسری تہذیبی زبانی مشورہ سے تو میں صرف کافیوں سے میں بیا
ہر تاحد اور نہ دلی رائیں منکرا نہیں دل دے مانع میں جگہ دیدتا تھا۔
لٹکر کشی کی وقت صلح و جنگ کے متفرق لوگوں کے خیالات معلوم کرنا تھا
اپنے سردار ان سپاہ کے دل ٹھوٹنا تھا کہ وہ لڑائی کے خواہاں ہیں یا
صلح پر اہل۔ اگر ان کی لٹکنگو صلح کے حق میں ہوتی تو صلح کے فوائد فوجنگ
کے نقصانات سے مقابلہ کریا کرتا۔ اور وہ جنگ پر آتا ہو پہلے چھالتے تو

لڑائی کے قریب کا صلح کے خبر دستہ تھا ایں کہ کسکو وحشیان پھر جو پیلو زیادہ سو دشندہ ہوتا اسی کو اختیار کرتیا۔ مال جو صلاح دشمنو نخج کو دو دل اور مدبر بہ بنا دیتا۔ اسکے سنتھی ہی سچ پرہیز کیا کرتا تھا۔ اور جو شیر کا دل آپس از بھٹکتے رہتے تھا اسکی بات بھی سنتھا تھا۔ اور عاقل انہوں نہ رہا۔ لیکن دل کے دینے والی کی گلگولی ہی ساعت فرما۔ صلاح سبک پوچھنا۔ لیکن ہر لاسکے کی بہالی اور ہر الی پر خود فکر کر کے اسکے اسی پیلو کو اختیار کیا۔

کرتا جو بہتری اور دشی کا ہوتا تھا۔

KUTAB KHANA

چنانچہ وقت تھا کہ شیخور خاں نیز چنگیز خاں نے علاقہ ماں ولیمہ کو فتح کئے کے عزم ہے جیسا کہ جنہوں کو عبور کیا اور نیزے اور ایمیر حاجی پلاس اور ایمیر بیرونی بھالے کے نام فرمان علمیہ صادر کیا۔ ورنو تاہم بروہ ایمیر دل نے مجھ سے جو اسکی لائی کیا کہ راجھ ہے۔ اپنی پاہ اور گھنیت کے ساتھ خراسان کو بھالیں۔ یا کہ ایمیر بیرونی کے ساتھ جاتا ہے تو وہہ میں نے ان کو حواب دیا کہ اسکی شیخور خاں کی نیازگات میں لامسٹہ دو ہیں اور نقصان صرف ایک۔ اور خراسان کو بھالنے میں نقصان تو دو ہیں اور نفع بھل ایک۔ ان سوراہوں نے یہی صلاح نہ مانی اور خراسان

کو روانہ ہو گئے۔ اور میں اس تذبذب میں پڑ لیا کہ خود کیا کروں، بخراسان
کو جاؤں یا تعلق تیمور خاں سے ملنے کو میں اس بارہ میں اپنے پیر سے
صلاح پوچھی۔ اور انہوں نے میرے عرفیہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔
”خلیفہ چہارم کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ حسبوت
آسمان کمان بخایں۔ اور زمینیں ان کمانوں کی زہ ہوں۔ حادث
زمانہ تیر نہیں اور انسان ان تیروں کے ہدف ہوں۔ اور تیز انداز ہو۔
خدا ہے بزرگ و بزر۔ اس وقت بنائے آدمی بھاگ کر کہاں جائیں۔
خلیفہ صد و ح نے جواب دیا۔ آدمیوں کو لازم ہے کہ وہ خدا ہی کے سلیے
عاطفت میں بھاگیں، پس بخہ کو بھی اس وقت بھی لازم ہے کہ تعلق
تیمور خاں کے سایہ مہربانی میں بھاگ جا اور اس کے ہاتھ سے تیزوں کا
لے لے۔ یہ جواب پاتے ہی میں دل مضبوط کر کے تعلق تیمور خاں کے
پاس حاضر ہو گئیا۔ لیکن میں ہر ایک کام میں جپڑا کر رائے بھی جنم جایا
کرتی۔ قرآن تشریف سے فال بیا کرتا۔ اور جو حکم اسمیں برآمد ہوتا اسی پر
حمل کرتا تھا اس نے جب تعلق تیمور خاں کی ملاقات کے بارہ میں
قرآن سے فال کھولی۔ سورہ یوسف برآمد ہوئی اور میں نے قرآن مجید

کے حکم پر عمل کیا۔

تغلق تیمور خاں سے ملاقات کے بارہ میں سب سے پہلے ہیرے دل نے
یہ مشورہ دیا کہ جب تغلق تیمور خاں نے بیگچک حاجی بیگ آئندہ اور ان
تغلق تیمور کرتی کو جن چند دیگر امیران اور سرداران جتنے کے ساتھ تین
فوجوں میں تقسیم کر کے ملکت ماوراء النهر کی تاخت و تاریخ پر مأمور کیا ہے
اور ان تینوں سالاپیروں کی فوجیں خزار کے مقام میں آگزیبہ زن ہو
چکی ہیں۔ تو پہلے چالکاران سرداروں ہی کو بطبع زر و مال ملک پر حملہ کرنے
اور لوٹ مار پھانے سے اسوقت تک کیلئے باز رکھنا مناسب ہے جب تک کہ
میں خود تغلق تیمور خاں سے جا کر نہ ملوں میری یہ رائے ٹھیک ہے میں اور
میں نے دیکھا کہ سرداران مذکور مجھ سے مرعوب ہو کر تعظیم و تکریم کے ساتھ
پیش آئے ہیں۔ ان کے تنگ دلوں کو جو آنکھوں کی طرح چھوٹے
ہوا (وچھے) تھے میرا وہ ہدیہ اور زند رانہ جو میں نے انہیں دیا بہت زیادہ معلوم
ہوا۔ اور وہ ماوراء النهر کے ملک کو تاخت و تاریخ کرنے سے بازاگئے اور
میں تغلق تیمور خاں کے پاس جا پہنچا۔ اور اس سے ملا تغلق تیمور خاں نے
میری ملاقات کو فال نیک خیال کر کے مجھ سے صلاح پوچھی۔ اور میری تمام

رالیوں کو مُسکارہ جید پہنچ کیا۔

اسی اثناء میں تعلق تھیور خاں کو اطلاع ملی کہ اسکی فرستادہ سردار افواج کے پس سالار بولنے والے ماوراء النہر سے پچھر قم نخرا تھے وہ بیدیا بیر خڑبو برد کر لیا ہو تعلق تھیور خاں نے فوراً اس رقم کو ان سے طلب کیا اور ایک تفصیلہ اس کے لئے کو مقرر فرمایا۔ نیز انہیں حکم بھیجا کہ ماوراء النہر کو نہ جائیں اور انہیں مغزول بھی کرو دیا۔ ان کی جگہ حاجی محمود شاہ لیوری کو سردار افواج سے گانا ش مقرر کیا۔ تینوں سے سالار ان مذکور یہ خبر پاکر باغی ہو گئے اور صیدان جنگ سے پلٹ کر جتہ کی طرف چلے۔ راستہ میں انہیں غلان خواہ بیکیا جو دیوان بیکی اور مجلس شوراء مملکت کا رئیس تھا۔ باغی سرداروں نے اسکو بھی اپنا شر کیے حال بنایا۔ اسی وقت یہ بھی خبر ملی کہ تعلق تھیور خاں کے ماتحت سرداروں نے دشت بچاق میں بغاوت برپا کر دی ہے۔ خاں نے دشت پر لشیان ہوا۔ اور بھی سے مشورہ لے کر دشت جتہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ماوراء النہر کا ملک مجھ کو ویدیا۔ اور اس کے متعلق فرمائی شاہزادی اور

سلہ بیٹھے کرا غلان کہتے ہیں۔

سلہ امیر دیوان۔ وزیر عدالت۔

معاہدہ لکھ دیا۔ امیر قراچار نویان کے توانگ کو جواہر لالہر سے اسکے لئے مقرر تھا اور واسطے چھوڑ دیا۔ اور میں ملک ماڈر لالہر پر دیا کے جیون کے نارہ ٹکرائیں کیا یہ تدبیر دراے میری سلطنت دولت کے اتنے میں ہوئی تھی۔ اور اسی سے مجھ کو تباہ ہو گیا کہ ایک ہی شیک تدبیر ایک لاکھ سوار لوگ کام بنتی ہے۔

میں نے اپنی سلطنت کے آغاز میں دوسری تدبیر درائے یہ کی کہ چیز وقت تغلق تیمور خاں دوبارہ ملک ماڈر لالہر پر حملہ کرنے آیا اور اپنا عہد نامہ توڑ کر ماڈر لالہر کی حکومت مجھ سو واپس لے لی۔ اور اپنے بیٹی ایسا خواجہ کو حوالہ کی۔ مجھ کو صرف اس کا پہ سالارا وزیر کا سلطنت رکھا۔ اور فوجوں بہادر اور قبل خاں کا عہد نامہ بطور سند کے دکھایا۔ میں نے بھی بُزرگوں کے قول و پیمان کی بن اپر سپر سالاری ہی کو قبول کر لیا۔

تغلق تیمور خاں نے ۱۳۷۲ھ میں ماڈر لالہر پر دوبارہ لشکر کشی کی تھی۔ اس نے مجھ کو طلبی کا خط بھیجا۔ اور میں استقبال کر کے اس سے ملا گیا۔

۱۵۔ جائیر اور مظیفر۔ ۱۶۔ چینیز خاں کے دادا کام تھا۔

لیکن تغلق نیمور خان نے عہد تنخنی کی۔ ما دراء النہری حکومت مجھ سے بیکار ا پنچھی بیٹے الیاس خواجہ کے حوالہ کی۔ اور مجھ سکا سپہ سالار بنادیا۔ اور جب دیکھا ہیں اس بڑناو سے ناخوش ہوں تو سوچت میرے دادا اور ہورش اعلیٰ قاجولی بہادر اور قبیل خاں کے عہد نامہ کو دکھایا یہ عہد نامہ فولاں کی تنخنی پر کندہ کیا گیا تھا۔ اور اس کا مفہوم یہ تھا کہ خانی (شاہی) فرمانروائی قبیل خاں کے بیٹوں اولاد کا ختن ہو گا۔ اور قاجولی بہادر کی اولاد ان بادشاہوں کی سالاپر رہے گی۔ دونوں کی اولاد بائیم کوئی مخالفت نہ رکھے گی۔ میں نے اس عہد نامہ کو دیکھ کر تسلیم خرم کر دیا۔ اور بے غدر و حیلہ سپہ سالاری کو منظور کر لیا۔

مگر چونکہ قوم اوزبک نے ملکہ و رانہ میں بڑی انداختا و محنہ چار کہی تھی۔ اوز ظلم و تعدی کو حد سے بڑھا دیا تھا۔ انہوں نے ستر سیدوں اور سیدزادوں کو قیدیں ڈال رکھا تھا۔ الیاس خواجہ کو سلطنت و فرمانروائی کا دماغ نہ تھا۔ اس کے اوزبکوں کا ظلم اور انکی وحشیت، درازیاں، بڑی نہ جاسیکن۔ آخر میں نے دبا دوال کر اوزبکوں کو بینچا و کھایا۔ اور منظوموں کو ان کے ہاتھوں سے رہائی دلوائی۔

الیاں خواجہ کے ماتحت فوجی سردار اور امیران دببارا اور انہیکے بوجوگ اس باتے میرے شمن ہو گئے۔ انہوں نے تعلق تیمور کو لکھا کہ تیمور پا غی ہو گیا ہے۔ خان نے اس افتر اکوچ مان لیا۔ اور میرے قتل کا شایدی فرمان صادر کر دیا۔ وہ فرمان خوش قسمتی سے میرے ہی ہاتھ میں پڑا۔ اور میں نے دیکھا کہ اب جان کی خیر نہیں۔ گردان ماری جائیگی۔ اسکا چارہ کرنا چاہیے۔ لیں یہ تدبیر کی اوس بلاس کے جوانوں کو اپنے پاس جمع کر کے انہیں اپنے ساتھ متفق بنانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں میں سے جس شخص نے رب کے پہلے میری متابعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اسکا نام ایک تیمور ہے۔ دوسرا امیر چاکو بلاس تھا۔ اور دوسرے پہاروں نے بجان دوں میری ماتحتی اور جان نثاری منظور کی۔

ماوراء النہر کے باشندے میرے ارادہ سے خود رہ ہوئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ اس دیں ہے اذبکوں پر حملہ کرنے اور انہیں پامال بنانے کا قصہ کیا ہے۔ تو چونکہ ان کے دل بھی نظام اذبکوں کے گروہ پر گشته تھے۔ نہ کم پرے اور چھوٹے باشندگان ماوراء النہر میرے ہم خیال وہ جدم ہو گئے۔ اور علماء و مشائخ نے گروہ اوزبکیہ کو ملک سے دور و قع

کرنے کا فتویٰ لکھ دیا۔ اور چند قبائل اور قوچوں کے سردار بھی اس
بازار میں تفقیت الائے بن گئے علماً و مشائخ کے فتویٰ اور اہل ما در انہر
کے عہد نامہ کو ایک کاغذ پر اس طور سُو لکھا گیا کہ:-

خلاف کے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام کی صور و بیت
کے مطابق اہل اسلام سپاہ و عربیت اور علماء و مشائخ نے آنکو مغزہ و
صاحب کرم دیکھ کر سلطنت کے لقب "قطب السلطنة امیر تمور ایدہ اللہ"
سے ملقب کیا ہے۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ اہل دھان سے گروہ اور بکیہ
کو رفع و نفع اور قلعہ تعم کرنے میں جس نے مسلمانوں کے نام و ناموس د
آبردا اور بال دھان پر درست ظلم و تعددی دراز کر رکھا ہے کو شیش
کریں گے۔ اور اپنے قول پیمان میں پچھے رہیں گے۔ الگہم اس قول و
اقرار کے خلاف کریں تو خدا کی مدد و قوت سے بخل کر شیطان کے بندے
ہوں گے۔

یہ فتویٰ اور معاہدہ میرے پیش کیا گیا۔ اور میں نے آنکو دیکھتے
ہی چاہا کہ جنگ و پیکار کا نشان ملند کر کے اوزپکوں پر فوج کشی کروں
اومنظلوں کا حق اور بدله ظالموں سے لوں لیکن چند کمیتی خصلت

آدمیوں نے راز کو فاش کر دیا اور اس بات کا موقعہ قرہبندی کا
 اچانک شمن پر تاخت لائی جائے میں نے دوبارہ پانے دل میں سوچا
 کہ اگر ستر قند ہی میں رہ کر اوزبکوں سے جنگ چھیڑ دوں تو ایسا نہ ہو کہ
 اور ارادت نہ کرے باشدے مد میں کوتا ہی کریں۔ پس یہ رائے قرار دیا تھا
 اس بات کو مناسب سمجھا کہ شہر ستر قند سو باہر تکلپ پہاڑی علاقے میں ڈیرہ
 ڈالوں تاکہ جو میرے ساتھ وینی کو ہے وہاں آکر مجھ سے ملے۔ اوزبک بعیت
 بھم کر کے اوزبکوں سے میدان کا زار گرم کروں چنانچہ بوقت میں شہر
 ستر قند سے باہر تکلا سامنہ سواروں سے بڑھ کر اونکوئی میرے ساتھ نہ آیا
 تھے نے جان لیا کہ میری رائے غلط نہیں۔

میں ایک ہفتہ تک پہاڑ میں پڑا رہا۔ کوئی بھی اور نہ آیا۔ آخر پر
 دل میں ٹھان لی کہ بد خشائی کو چکڑو ہاں کے حکمرانوں کو اپنا شریک
 بناؤں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ امیر کلال رہ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے
 مجھ کو رائے دی کہ خوارزم جاؤ۔ تو اچھا ہو گا میں نے ان کو ستر قند کی
 ایک سال کی آمدی نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ مجھم اوزبکوں پر
 فتح ہو گی تو یہ رقم آپکے نذر کیجاۓ گی۔ انہوں نے فاتحہ فتح و ظفر تکریم

مجھے رخصت کر دیا۔

امیر کمال کے پاس ہی رخصت ہوئے کے بعد بھی کل ساتھ ہی سواری پر
بھر کا بٹھے میری خوازم میں آمد کی خبر ایساں خواجہ کو مل چکی تھی۔ اسی نے
شہر خوبی کے حاکم تھل بہادر کو لکھا کہ مجھ پر حملہ کرنے کے موجب قتل کر دے اور
تھل بہادر ایک ہزاروں کی جمعیت سے مجہہ پر حملہ آؤ دہوا۔ میرے پاس
کل وہی ساتھ سوار تھے۔ اور راستے میں میر اسالا امیر سین مجھ سے
اگر ملکیا تھا ہم دونوں نے اپنی ہمراہی سواروں کے ساتھ معاند کے کیشور
لشکر کا مقابلہ کیا۔ اور لڑائی آغاز کر دی اور اس درجنہ لیری اور سفر و شی
سے لڑاکہ شمن کے ہمراہ سواروں ہیں میں پھیاس زندہ باقی رہتے اور
میرے ساتھ سواروں ہیں صرف وس پچھتے۔ مگر اخلاصاً فتح میری
ہوئی تھی۔ اور شمن پھاگ کر پیچ گیا تھا۔

ایساں خواجہ اور امیر ان تجھ کو میری طفہ مخدی کی خبر ملی۔ تو وہ
کہنے لگئے کہ تیمور عجیب بالقابل اور تایید ایزدی سے بہرہ یافتہ ہے
اویں نے اس فتح کو اپنے لئے نیک شگون تصور کیا۔ افسر بکوں
کی انکھیں مجھ سوچ پک گئیں۔ اور وہ بڑے کاف ہو گئے۔

پھر میں نے اپنی سلطنت کی اصلاح میں تمیری ندیہ سے

حسب پیدا کی:-

تکل بہادر کی جنگ میں میری سلطنت دولت کی بنیاد درہم پر ہم
ہو گئی تھی۔ اور صرف وس آدمی سے پاس تھے کہ ان میں سے بھی ست سوار
اویں پیدا تھے اور کوئی میر فیق مدعین نہ تھا۔ امیرین کی بہن جوہری
معزز گیم تھی میں اسکو خود اپنے گھوڑے پر سوار کئے تھا اور خوارزم بیان
میں مارا پڑا پہتر تھا۔ ایک رات کو ایک کنوئیں پر مقام کیا تو ایں پیدا
خراستی پیوفا جوہر سے سانحہ تھیں میں گھوڑے پر بیٹھا گئے۔ اور اب
یہ وقت ہوئی کہ سات آریوں میں کل چار گھوڑے رہے۔ میری حالت
کمال ابتر تھی۔ اور پریشانی صد سے بڑھی ہوئی۔ مگر دل توی تھا اور
میں بدحاسی کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اس کنوئیں کے پاس سے آگے چلا
راستے میں علی بیگ رہنے کے مجہہ پر حملہ کیا۔ اور گرفتار کر کے لے گیا۔ اسز
مجھے کو ایک مکان میں جس کے اندر پسوبھرے تھے قید کر دیا۔ اور بہت سے ہے
نگہیان مقرر کئے جو حراست میں کہیں۔ ۶۲ دن میں اسکے یہاں قید رہا
آخر اپنے دل میں بھائی اور خدا کی موشامل ہوئی۔ ولیری وجہ بیازی اکر

نگہبانوں ہی میں سے ایک کی تلوار چینی اور ان پر حملہ کے ان کو
 بھگا دیا۔ میں زندگی نہ تکلکر علی گیگ کے سامنے جا کر ہوا ہوا۔ اور وہا پہنے
 مانشائیستہ فعل ہو کہ مجہد کو قید کیا تھا تھا منہ دنا مم ہو کر معافی کا طالب
 ہوا۔ میرے گھر سے اور سلحہ کو لا کر حاضر کیا اور ایک مریل سا گھڑا منع
 ایک کمزور اونٹ کے پنی طرف گزند کیا۔ اس کے بھائی محمد گیگ نے جو تحفہ
 مجھے بھیجا تھا اس میں سے طمع کر کے کچھ خود کہہ لیا۔ اور باقی مجہد کو مے کے
 رخصت کیا۔ میں پھر خوارزم کے جنگل کی طرف چلا۔ بارہ سو ایک پاس
 جمع ہو گئے تھے۔ وہی ساتھی تھے۔ دو دن بعد ایک گاؤں میں پہنچا۔ اور
 ایک گھر میں اتر۔ اس لشکر کی ترکمانوں کی ایک جماعت ہتھی تھی وہ
 لوٹ لینے کے ارادہ سے مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ میں نے اپنے ایسین کی ہیں
 کو گھر میں بھنفلت بھاولیا۔ اور خود تکلکر رہنے والے کا مقابلہ کیا۔ اسی حالت
 میں ترکمانوں میں ایک شخص حاجی محمد نامی مجھے پہچان لیا اور شور مچایا
 کہ یہ تو امیر تمہو ہے۔ لوگوں اسے نہ لانا۔ پھر میرے سامنے آگر سر اڑا
 جھکا دیا۔ میں نے اسکی دل دھی کی۔ اور اپنے اور مال اس کے سر پر ڈال دیا۔ وہ
 معا پہنے بھائیوں کے اگر میری خدمت میں ملازم ہو گیا۔

چو ختنی نہ بیر دلشنندی جو میں نے اپنی سلطنت کے اوائل میں کی
حسب ذیل ہے :-

میرے پاس اب پھر ساٹھ سوار جمع ہو گئے تھے میں نے دوسریں جمع کا
کہ الگ میں اسی گاؤں میں رہ پڑوں جہاں اب پہنچا ہوں تو اسیا نہ ہو کہ
اسی گاؤں کے باشندہ بجھہ کو ننانے اور آزار دینی پر آمادہ ہو جائیں۔ اور
اویز بکوں کو میری خبر پہنچا دیں۔ اپنی بہتری اسی میں نظر آئی کہ اس سبقتے
میکل آبادی سے دور کسی خیبل میں بھہر دن اور اس وقت تک پڑا ہوں
جب تک کہ سلطنت کی قوت بازو یعنی فوج میرے پاس آ کھی ہو جائے
چنانچہ میں اس گاؤں سے خراسان کی طرف چلا گیا۔

راستے میں مانخان کا حاکم مبارک شاہ سنجھی ایک سوسواروں سمت
میرے پاس آیا۔ اور عدہ عمدہ گھوڑے نزد دئئے۔ ساوات اوائل ملک
کی ایک جماعت اور بھی مجھ سے آئی۔ اور اس صحرائیں دو سوسواروں اور
پیدلوں کے قریب جمعیت میرے پاس جمع ہو گئی۔ اور میری رفیق بنی۔ اس وقت
مبارک شاہ سید حسین اور سید ضیاء الدین نے مجھ سے عرض کیا کہ اب تو
اس خیبل میں ہمیں رہنا پر نیافی کام منصب ہو۔ کسی اور جانب چلنا اور

رہنے ہنے کے لئے سی ملک پا صوبہ کا سخرا ناضر ری ہے میں نے اپنے
 دل میں غور کیا۔ اور ان کو جواب دیا کہ میرے دل میں تو یہ بات آئی ہے
 کہ ہم ستم قند کی حساب چلیں۔ تم لوگوں کو شہر بنوار کے آس پاس کے موضع
 میں پھیلا دوں گا۔ اور میں خود ستم قند کے اطراف میں جا کر وہاں کے قبائل
 اور جرگوں میں داخل اور ان کو لپٹنے ساقھہ ملانے کی کوشش میں مصروف
 ہوں گا۔ پھر اس طرح کچھ فوج جمع کر کے تمام کو بلواں اور جنہے کے
 لشکر اور الیاس خواجه کو رڑائی چھپر دوں۔ تا آنکہ ماوراء النہر کے ملک
 ستوں چکر لوں۔ ان لوگوں نے یہی اس تجویز کو بہت پسند کیا۔ اور اسی
 ارادہ پر فاختی خیر طریقہ کر ہم روان ہو گئے میں نے ان دو سو آدمیوں کو
 بنوار کے اطراف میں منتشر کر دیا۔ اور الجائے تکان آغا امیر حسین
 کی بہن کو بھی وہی پوشیدہ طور پر چھوڑ کر خود ستم قند کا راستہ لیا۔ راستہ
 ہی میں منور فوجیں پندرہ سواروں کے ساتھ امیرے ساتھ مل گیا۔
 اور میں اسے اپنا راز بیان کر کے اس کو مبارک شاہ کے پام بھیج دیا
 زار بعد خود قبائل اور جرگوں میں جا کر دو ہزار آدمیوں کے قریب اپنے
 ساتھ متفق بنائے اور اونکے قول داقرار لے لیا۔ کہ جیسے ہی میں

سمرقند میں اپنی حکمرانی کا اعلان کروں یہ لوگ میرے پاس پہنچ جائیں۔
 رات کو پوشیدہ طور پر شہر سمرقند میں داخل ہوا۔ اور اپنی بڑی بہن قتلغ
 تر کان آغاۓ کے گھر میں جاؤ ترا۔ ۸ دن یونہیں چھپا چھپا بیٹھا رہا۔ اور اس
 اپنے مقصد کو کرسی نشین کرنگی فکریں اور زندگی میری کیا کرتا تھا۔ تا انکے بعض شہر
 والوں کو میرے آئے کی خبر لگئی۔ اور قریب تھا کہ میرا زناش ہو جائے۔ اس لئے
 مجبوراً اون پھر اس سواروں سمیت جو شہر میں میر ساتھ تھے سمرقند سے نکل کر
 خوارزم چلا۔ میر ساتھ پیاروں کی بھی ایک جماعت تھی۔ راستے میں ترکمانوں
 کے گلہ اسپان میں چند گھنٹے یا کچھ پیدل ساتھیوں کو بھی سوار کیا۔
 اور دیباً آمویز کے کثابہ پر راجعی نامی ایک موضع میں آگزپت و بلند دشوار
 گزار زمینیں قیام کیا۔ اُسی جگہ میرے اہل حرم مبارک شاد اور حسین
 مع اس جماعت کے جیکوئیں اطراف بنارا میں چھوڑا تھا مجھ سے آئے۔ اور تو
 خواجہ اغلان اور ہرم جلال نے اپنی فوجوں سمیت آگر مازمت کی۔ اب ایک
 ہزار سوار کے قریب میر پاس جمع ہو گئے تھے۔ اور یہاں میں اپنے دل میں
 مٹھان کر باخترا اور قندہار کی سر زمین کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اس لئے
 کو فتح و تیخ کر لیا۔

پانچوں تمہیرا پئے ایام خروج میں مینیچ کی کہ
ملک پا خڑا وہ قندہار کی سر زمین کی طرف روان ہونے کے وقت دیا
بھرمن کے کنارہ پر پہنچ کر اتر۔ اور اپنے لئے ایک عالیہ رہائش سکا تھا تیار کی۔
اوہ جنہے رفعت فوج کو آسائیش اور ترتیب خٹکے کے لئے وہاں قیام و توقف کیا
اُس وقت میں ملک گرم سیر کی فوجیں اور عایا میری طرف رجوع لائیں۔
اور ترک تاجیک قوموں کے ایکہزار سوار کے قوبہ میسر پاس جمع ہو گئی۔ اور گفتگو
کا ملک سیر قبضہ میں آجیا میں نے اسوقت سیستان کے ملک پر حل کرنے کا
ارادہ کیا۔ والی سیستان کو اس بات کی خوبی پر تو اس نے تحفہ و نذر انتہی کر
مجھے دو ماگی۔ کہ دشمنوں کی ایک جماعت مجہہ پر غلام کر کے میرے ملک پر منع
سات غلوں کے قابض ہو گئی ہے۔ اگر دشمنوں کو میرے ملک سر رکوں دیں
تو جوہ ماہ کے قابل آجیکی سپاہ کے اخراجات حاضر کروں گے۔

مجھے اسی میں بہتری نظر آئی۔ کہ سیستان پر شکر کشی کرولی اور
دہاں کے حاکم کے دشمنوں سے ساتوں قلعے چھین کر اونہیں اپنے تصرف
یں لے آؤں۔ چنانچہ پانچ قلعے بزرگ تھیں وہ قوت بازو دفعہ کرنے لئے لیکن
حاکم سیستان کے دل میں خوف سما گیا۔ اور اس نے اپنے پہلے دشمنوں سے

میل کر کے باہم رائے قرار پائی کہ اگر امیر تمدید اس ملک میں رہ پڑا تو سیستان
ہمارے ہاتھ سرخچایا یعنی اس سے آہنوں کے تمام ملک، سیستان کی سپاہ و رعایا کو
جمع کر کے مجھ پر جعل کیا یعنی دیکھا کر حاکم سیستان لفٹے قول سرچھرگیا ہے تو
محبوب ہو کر اسکے خط درجت کو منقطع کر دیا۔ اور اس سے جنگ شروع کی ہے
کارزار میں ایک تیر میرے بازو پر اور دوسرا میرے پیڑیں ملکا زخم کا ری
نچھے۔ لیکن آخر کار یعنی ہی فتح پائی۔ اور چونکہ اس ملک کی آب و بہوا
میرے ملک کے حسوساتی نہیں۔ اس سے میں پھر گرم سیر ملک میں واپس آگیا۔ اور
وہاں دو ماہ تک تعقیم رہا۔ اس عرصہ میں میر زخم بھی لپھتے ہو گئے۔

اپنے خروج کے وقت میں نے چھٹی قرارداد اور غریبیت تجلی یا کی
نہیں کہ:-

چسوت ملک گرم سیر سے تسلط اور قبضہ میں آجیا اور میرے زخم بھی
اچھے ہو گئے جیرے دل میں یہ لئے آئی کہ اب اپنی رائیش کو سیستان
بلح میں قرار دوں۔ اور وہاں فوج دشکن جمع کر کے ملک مادر النہ کو فتح
کرنے جاؤ۔ اس را پر سچتہ ہو کر میں سوار ہوا۔ اور کل چالیس سوار میرے
سانہ تھے۔ لیکن یہ سب سب اسیل اور میل نداوے اور امیرزادے

ہی تھے میں خدا کے برقرار کا شکر گزار رخا کر ایسی پرشیانی کے حال میں بھی اس فرم کے بعد ساز و سامان گورنمنٹ میں آدمیوں نے اگر میر ساتھ دیا ہے۔ اور میری احتمالات تبoul کرنا ہے۔ اور میں اپنے دل میں کہتا رخا کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی کار سانہ ہے جو اس کے اس طرح کے ہم حشم اور برابر دالے آدمی بیٹھے ماتحت وزیر فرمان کر دے سکے ہیں۔

میں کوہستان بُلٹھ کو گیا۔ اور راستہ میں صدیق بِلاس جو یلدینِ تذاہا نویان کی اولاد میں سکے تھا۔ اور میری تلاش میں مارا پھر اگر تا تھا۔ پندرہ سواروں کے ساتھ اک رنجہہ سر ملکیا میں نہ سکھائے آنے کو نیک فال خیال کیا۔ ان دونوں ہم لوگ محسن شکار کے کوخت پر گذراؤ فقات کرتے تھے۔ اور اگے بڑھتے چلتے نہیں۔ اتنا راہ میں دیکھا کہ ایک بلند پشتہ پر ایک فوج ججی ہے اور وہ قدم ڈبرھتی جاتی ہے۔ میں قراولوں کو بھیجا کر جا کر خبر لائیں۔ قراولوں لوگ اس جماعت کے پاس گئے اور پلٹ کریں خبر لائے کہ امیر کا پرانا لونگر اپنی بہادر ہے۔ جو کہ جتنے کے اشکر سے ایک سو سواروں کے ساتھ جدا ہو کر امیر کی (میری) تلاش میں مارا مارا پھر تاہم۔ اور یہ سنکری میں نے خدا تعالیٰ کا سجدہ فیکر کیا۔ اور فرائیخی کے حاضر لائی جانے کا حکم دیا۔ وہ آیا اور میرے سامنے

آداب کے ساتھ زانویں کر شرط صفت بجا لایا۔ پھر میرے پیر کو بوسہ دیا اور میں نے اسکی درجہ کر کے اپنی منديل اسکے سر پر رکھ دی۔ اور درجہ اور کی طرف روانہ کیا۔

درجہ اصناف میں پنج کریں اُتر پڑا اور رات درجہ سو یا ہر سب کی۔ دوسرے دن پھر سوار ہوا اور کمپ قائم کرنے کے لئے کسی مناس مقام کی تجویز میں تھا کہ درجہ کے وسط میں ایک بلند جگہ نہایت عمدہ ہوا دار اور صحبت نجاش نظر آئی۔ میں نے اس بلندی پر قیام کیا۔ اور میرے ساتھی اہل اشکار پشتے کے گرد پیش ڈیپرے وال کراٹر پرے میں نے اس رات کو کہ شمعہ کی رات، تھنی شب، پیداری کی۔ اور صحیح کئے نکلتے ہی نماز میں مشغول ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد دعا کیلئے ہاتھ آٹھا یا۔ دعا کے دوران میں جو چھپر زفت طاری ہوئی۔ اور میں نے خدا کے بزرگوں کو درخواست کی کہ وہ مجھے اس سرگردانی ہو جات عطا کرے میں ابھی دعا کو فارغ نہیں ہو چکا تھا کہ دورے ایک فوج نمودار ہوئی اور معلوم ہوا کہ جس پشتے پر میں ٹھیک ہوں اسکے برابر ہو کر جا رہی ہو۔ میں سوار ہو کر اس فوج کی پشتے کی جانب سے آیا تاکہ ان کا حال معلوم کر سکوں۔ اور دیکھوں کیا کون لوگ ہیں۔ وہ کمل ستر سوار تھے۔ میں نے ان سے دریافت

کیا بہادر و ائمہ کون لوگ ہو، انہوں نے جواب دیا ہم امیر تمہور کے توکریں
 اور اسکی تلاش میں خاک بسر ہو رہیں۔ مگر اب تک اُس کو کہیں پایا نہیں ہے۔
 میں نے ان سے کہا میں بھی امیرتی کا ایک توکرہ ہوں۔ کیا ہو گر تو ہمیں راستہ بناؤ۔
 امیر کے پاس پہنچا دوں۔ میری یہ بات سن کر انہیں سے ایک آدمی اپنا گھوڑا
 دوڑا کے چلا گیا۔ اور سرداروں کو خبر کی۔ کہ ہم نے ایک رہنمایا ہو جو ہمیں
 امیر تمہور کے پاس پہنچا دیجتا۔ سرداروں نے اپنے گھوڑے روک لئے۔ اور میرے
 پیش کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ تین دستوں میں منقسم تھے۔ ایک دست کا
 سردار تغلق خواجہ بلال تھا۔ دوسرا دست کا امیر سرف الدین اور تیسرا دست
 توکرہ بہادر کے انتخاب تھا۔ مجھے کو دیکھتے ہی تینوں سردار گھوڑوں سے اتر پر
 اور سامنے اک شرط قدمت بجا لائے۔ میری رکاب کو جو ماں میں بھی اپنے
 گھوڑے سے مارنا۔ ہر ایک سے بغلگہ ہو۔ اپنی مندیل تعلق خواجہ کے
 سر پر رکھی۔ اپنا کمر سند کر ہوت پر کار اور زلفیت تھا۔ امیر سرف الدین
 کی کمر سے باندھ دیا۔ اور اپنا لباس توکرہ بہادر کو پہنایا۔ وہ رونے لگے
 اور مجھے بھی رقت آگئی۔ نماز کا وقت آپنیجا تھا۔ ہم بنے جماعت کے
 ساتھ نماز ادا کی۔ ابھر پھر سوار ہو گر کپ میں آگز قیم ہوئے۔ میں نے

دیبار کیا۔ اور فقا کو دعوت دی۔ اسکے دوسرے شیخہ رام بھی کہ دھپر
بھی میں مجھ سے الگ ہو گیا۔ اور بند و ستان کے ملک کو جانیکا لمیں راؤ
رکھتا تھا۔ آگیا۔ اور میری خدمت ہیں حاضر ہو کر غیر حاضری کا عذر کیا۔ قصور کی
معافی چاہی۔ میں اسکو گلے لگایا۔ اور اسکی مغذت قبول کر کے اسپرا تنی
مہربانی کی کہ وہ شرمندگی سرچھوٹ گیا۔ اور اپنے خروج کے ایام میں توں
تمہیرا اور دو راندشی میں کی کی کر۔

جن فت پنے لشکر کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ اب کل تین سو قیرہ سوار
ہو گئے ہیں۔ میں وہیں ارادہ کیا کہ کسی قلعہ کو فتح کر کے اپنی رہائش کا مقام
قرار دوں۔ اور یہ عمل کیا کہ پہلے الاجو کا قلعہ پر الیاس خوا بکی طرف
سے منگلی بوغا سلا دزو محافظہ حاکم مامور ہو۔ فتح و تسبیح کروں۔ اور اسی
کو اپنے اس بابت سامان کے حفاظ کرہئے کا مقام قرار دوں۔ چنانچہ اس
ارادہ سے الاجو کے قلعہ کو رو ان ہوا۔ شیخہ رام کی منگلی بوغا سی پڑائی
دوستی تھی۔ اس کے مجھ سے خواہش کی کہ اجازت ہو تو پہلے خود جا کر اسکو
امیر کا مطبع بنادوں۔ مگر جب وہ قلعہ کے پاس پہنچا تو وہاں سے یہ
لے ہرم ملک گیری اور حصول تاج و تخت کیلئے تھلنے سے مراد ہے۔ (مترجم)

پیغام بھیجا کہ منگلی بوفا کہتا ہے کہ قلعہ الیاس خواجہ کو پس رکیا
ہے۔ اسلئے مردی اور مردوں سے دور ہو کر میں امیر تمور کا مطیع ہن کے قلعہ
اُسکے حوالہ کروں۔ منگلی بوفا نے قلعہ کو حوالہ کرنے میں اہماں کیا مگر
اتنا پھر بھی ہو گیا کہ میرے اس طرف آنے کی خبر سے اسکے دلیل نہیں
سمایا۔ اور وہ قلعہ کو جچہ پڑ رہا گا تھا۔ اسکے ساتھ قلعہ میں تین سو
آدمی دولاں جاؤں کی قوم کے اسے لٹھو کر وہ میرے پولے نے ٹوکرہ
چکے تھے۔ یہ منگلی بوفا سے منقطع ہو کر میرے ساتھ آئے۔

اس کے بعد میں درود صوت کے سروض میں پہنچا۔ اور اُس وقت تو ان
بہادر کا بیٹا امس جو لمح کے اطراف میں لوٹ مار کیا آیا تھا یہی کرنے
کی خوشیں کر دوسوواروں کے ساتھ آیا اور میرا ملازم ہو گیا۔ میں اس کو
المینان دلاکر اپنیاگر دیدہ بنالیا۔ اور پھر اسی مقام سے نتوکہ بہادر کو
تین سواروں کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ دریاۓ نزند سے عبور کر کے جتنے
کے لشکر کی خرابی۔ اور اونکے ارادہ و غرض سے داقفیت حاصل
کرے نتوکہ نے چاروں کے بعد واپس اگر خودی کہ جتنے کا لشکر نزد کے
علاقوں میں اگر لوٹ مار کر ہا ہو۔ میں یہ خبر پاتنے ہی درہ کز کی طرف

کوئچ کر دیا۔ اور مصلحت اسی میں خیال کی کہ درہ کز میں جار قیام کر دیں۔ اور پھر دہاں سے فابو اور موقعہ پا کر جتنے کے لشکر پر اچانک جھٹے کر لئے ہوں میں درہ کز میں داخل ہو گیا اور دیا جی ہون کے لئے نارہ پر ایسی بوغا کے سیدان میں کمپ لگا دیا۔ الیاس خواجہ کو بیرے آنے کی اطلاع ہو گئی۔ اور ان نے سناکہ میں درہ کز میں پہنچ گیا ہوں۔ تو ان نے اپنی فوجیں مجھ پر حملہ کے لئے مقرر کیں۔

اس وقت مجھ گویہ اطلاع علی کہ امیر سلیمان برلاس امیر مرتی اور امیر جاکو برلاس۔ امیر جلال الدین اور امیر عینہ و کہ برلاس جو کہ جتنے کے لشکر پیش سردار ہتھ اپنی فوجوں کے ساتھ پہ سالاران جتنے سے با غنی ہو کر پڑنے مژہ مذہبیں گئے ہیں۔ انہوں نے تو ان پوختا کیمیرے پاس بھیجا۔ وہ آیا اور ان کے آنے کی خبر مجھ می دی کہ عنقریب سردار ان نامبرہ ایک ہزار سوالہ سمیت حاضر خدمت ہو جائیں گے بیسے ان لوگوں کے آنے کو پتوئے مبارک شگون تصور کیا۔ اور انہوں نے مجھ کو اطلاع دی کہ رات کے وقت جتنے کے لشکر پر اچانک حملہ کرنا چاہیئے۔ مگر جب میں اس ازادہ سے سوار ہو کر رو انہ ہوا۔ تو خبر ملی کہ جتنے کا لشکر میرزا چلا آ رہا ہے۔ اور قریبے

آگیا ہے میں نے بھی اپنی فوجوں کو مرتب کر کے ان کے مقابلہ میں جاویا۔ اور منتظر ہوئیا میرے شکرا و ختنہ کے لشکر کے ماہین دریا حائل تھا۔ اور مجھوں مصلحت یہی نظر آئی۔ ٹشمتوں کو با توں ہیں پھنسا کر ان کی جلن کی آگ تدبر کے پانی سے بچا دوں۔ اور انہیں اپنے موافق بنالوں۔ میں نے شکر ختنہ کے پس سلا رامیر ابوسعید بات چیت شروع کی۔ اس نے میری تمام پاتوں کو مان لیا لیکن دوسرا دراں سے اختلاف رکھ کر کے لڑائی پر تیار ہو گئے تھے۔ میری غیرت کی آگ بھی پڑک اٹھی۔ اور میں نے اپنی فوجوں کو جنگ کے لئے مرتب کر لیا۔

شکر ختنہ کو شکست دی کے بارہ میٹے یہ تجویز کی اور یہ میری آنھوں تجویز اور اے بھتی :-

میں نے دل میں سوچا کہ اگر میں جتنے کے لشکر سے معرکہ آ رہوں تو ایسا نہ ہو کہ یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور میرے لشکر کو کوئی صدم پہنچ لیکن اس حالت میں غیرت میری دامنگی ہوئی۔ اور اس نے کہا کہ جب تو نے سلطنت کے دعویٰ سے خود ج کیا ہو تو سلطنت کی شان اور اس کے رتبہ کے لئے یہی مناسب تھے کہ لڑائی پر ٹل جائے۔ پھر یا فتح پائے کجا

اور دشمنوں پر غالب آیا۔ اور یا اراجائے گلہ میں اس عزم کو پتکر کے
میں نے دیکھا کہ دشمن کی جمیعت تین فوجوں میں منقسم ہو کر آمادہ جنگ ہوئی
ہے میں نے اپنے لشکر کے سات حصوں بنا دئے۔ اور تجویز کی کل اپنی سالتوں
فوجوں کو باری باری دشمن پر حملہ کرنے کی اجازت دوں گا۔ جنگ پیکار
کی آگ روشن ہوئی۔ اور اسکے شعلے اٹھنے لگے۔ تو میں نے حکم دیا کہ ہر اول کی
نوجیں کمان سنبھال کر دشمن پر نیروں کی بوچھاڑ کریں۔ اور بقیادہ فوجی
دستوں کو غیر منظم حملہ کا اشارہ دیکر خود اپنی سپاہ کے بازوں کی چپ اور بازو
راستے ساتھ حملہ کیا۔ اور پہلے اور دوسرا دسی چھلوں میں امیر ابوسعید کی
فوج کو جو کہ لشکر جتنہ کا اپ سالا راعظم تھا پرہیز دیدی۔

اسی حالت جنگ میں حیدر انہ خودی اور نگلی بونامیدان میں نکلے
اور مبارز طلبی کرنے کے ارادہ سو بیہر سامنی آئے۔ اور میں نے خود ان کا مقابلہ
کر کے پہلے ہی حملہ میں انہیں منتشر نہایا۔ اور جتنہ کے تمام لشکر کو درہم رسم
کرنے کے ترتیب ترتیب کر دیا۔

تو میں تجویز اپنی سلطنت قائم کرنے کے بارہ میں یوں کی کہ:-
جس وقت امیران جتنے کے لشکر پر فتح پا چکا اور میرے سلطنت

حاصل کرنے کے دعویٰ سے خروج کرنے کی خبر توران کے مکاں میں مشہور ہو گئی۔ اس وقت بینویں ٹھان لیا کہ انصاف و تحسین کے ساتھ حکمرانی کر دوں گا۔ اور اپنی سلطنت کو پامدار و مستحکم بنانے کے تعلق یہی بات سمجھ میں آئی کہ جو خزانہ میں جمع کیا ہے۔ نقد تھایا جنس اس سب کو فوج پر تقسیم کر دوں۔ اور سب سے پہلے تہلقة کے قلعہ کو نیچ کر دوں۔

جب پہنچ کر تہلقة اور انعام وغیرہ دیکھا اس سر نو ترتیب کیا اور دیکھ جیون کے کنارہ پر ہنچا۔ ترند کے گھاٹ سے دریا کو اتر کر قلعہ تہلقة کی طرف قراول روانہ کئے۔ اور خود جیون کے دوسرے کنارہ پر چند روز قیام کر کے اسی انتظار میں رہا۔ کہ دیکھوں جاسوں کیا خبرے کر آتے ہیں۔

ادھر جبوقت الیاس خواجہ کو میری خبر ملی۔ اس نے سیکھ کے بھائی اپھوں بہادر کو زبردست فوجوں کے ساتھ مجھ پر منعین کیا۔ میر جب غافل ہو کر سو گئی تھے۔ اپھوں بہادر کی فوج ان کے پاس سے آگے بڑھ کر راؤں رات سے میر شکر پاڑی اور شخون کیا میں جس سر زمین میں اُترا ہوا تھا وہ جزیرہ نما تھا۔ اس کے تین طرف پانی تھا۔ اور صرف ایک جانب خلکی۔ اس جزیرہ کے باہر جو چند نیچے تھی، جتکے شکر نے ان کو لوٹ لیا۔ اور

ان خیموں میں کے آدمی نکل کر جزیرہ میں چلے گئے میں فوراً لڑنے سمجھ لئے تیار ہو کر جزیرہ کے کنارہ پر جم گیا۔ اور چونکہ دشمن کی آنکھ خوف زدہ ہو چکی تھی۔ اس نے لڑائی کی ابتداء اور جھرات نہ کی میں دس دین تک اُنی جزیرہ میں رہا اور اسکے بعد جزیرہ سُنگھار کر دیا کے کنارے پر کے کی پالیں سُنگھار کیا تھیں۔ دشمن کے شکر کے سامنے خیپہ زن رہا۔ آخر کار دشمن (یعنی افواج جتہ) خوف زدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ تب مینے دیا جیوں عبور کر کے اُن کے کمپے مقام پر اپنا معکر قائم کر دیا۔ اور ایک فوج دشمنوں کے تعاقب میں روانہ کی۔ دسویں تجویزاً پنی سلطنت کے ستحکام کے بارہ میں حرب میں کی۔ جب جتہ کے شکر کو میں شکست دیدی تو اپنے معاملہ کی خوبی اور بہتری اسی میں معلوم ہوئی۔ کہ اب جا کر بخشان کے ملک کو فتح اور اپنی امور سلطنت کو جاری کروں۔ میں دیا کے کنارہ سُر کو قح کر کے موڑھ خلیم میں اُٹرا۔ امیرین امیر قرغن کا پوتا جس کی ہن میک حرم میں ہتھیا بیرے پاس آیا۔ ہم دونوں یا ہم ملے اور خوب دعویں کیں۔ اب مصلحت اس بات میں نظر آئی کہ ہم بخشان کو جایاں جس وقت میں مقام قندز میں پہنچا۔ اس علگھ قیام کیا۔ اور اسوقت تک ٹھیک رہا کہ اہل بوردا ہو۔

سردار جمع ہو گئے مجھ سے آئے۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کی دلہی کی اور
ان کو خلوف عطا کئے۔

بختاں کے بادشاہوں کو میرے لشکر آراستہ کرنے کی خوشی پر تو وہ
ٹوپنے پر تیار ہو گئے مجھ کو اس موقع پر یہ رائے سمجھی کہ پشیدتی کر کے
جب تک وہ لوگ لشکر فراہم کریں میں پہلے ہی ان کو نہ لیت دیدوں۔ اور میں
یہ ریز چلک طامنخان پُرخ گیا۔ بختاں کے بادشاہوں کو معلوم ہوا کہ میں
طامنخان میں آگیا ہوں۔ وہ سر سیمہ ہو کر صلح خواہی اور من پسندی کی
راہ سے میری خدمت میں حاضر اور میرے مطیع بن گئے۔ اپنی تجویز سے
خوش ہو کر میں ویکھا کہ مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی۔ اب بختاں میں
میری سلطنت رعلج پا گئی۔ اور بختاں کی سپاہ کے بہت سے آدمیوں نے
اگر میری ملائمت اختیار کر لی۔

اپنی سلطنت کو پہلی نے کی گیا رہوں تجویز میں نے یہ کی ہے۔
جس وقت بختاں کے بادشاہ میرے مطیع ہو گئے میں سنک
سے ختلان کی طرف روانہ ہوا۔ اور ملکت ختلان داغل کے بعد میرے
سرداروں میں سے دو شخص پولاد بوغا اور شیخ زہرام۔ امیر حسین کی بسلوکی

کے باعث مجھ سے جدا ہو کر اپنے قبیلہ میں واپس چلے گئے میں نے آگے بڑھ کر صحرائے کولک کے مقام جلوکاے میں کمپ قائم کیا۔ اور شکرختہ اور الیاس خواجہ کی خبریں منگلنے کیہے اس طے چاہسون مقرر کئے۔

چاہسون وس دن بعد یہ خبر لائے کہ جتنے کے امیروں میں اول کوچ تیمور پیکچ کا بیٹا ہے۔ اور وہ تمیود نو بخان اور سارے یقیناً دادا اور شکر عالم اور تغلق خواجہ حاجی بیگ کا بھائی چار سو راہیں۔ یہ سب موضع خلائق سے پل نیگین تک مسلسل اترے ہو ہیں۔ ان سرواروں نے میرے پاس ایک قاصد بھیجا۔ اور ان کی غرض یہ تھی کہ میری اور میرے شکر کی حالت معلوم کریں میں نے ان کی ایمچی کو دوبارہ خود اپنے شکر کا معاہیدہ کر کے واپس بھیجا۔ اور اپنی بہتری اسی میں دیکھی کہ ان کے قاصد کے تیچھے ہی تیچھے خود بھی روانہ ہو پڑوں۔

لیکن چونکہ میں نے اپنے شکر کو اپنے ساتھہ نہیاں نہ پایا۔ تو اسکو انہی ساتھہ ہم آہنگ بنانے کی یہ تجویز سنکالی کہ کچھ لوگوں سے احسان و سلوک کروں۔ اول بعض کے ساتھہ نرمی اور محبت سے پیش آؤں۔ اور کچھہ لوگوں کو مال و نر کی لایچ دلاؤں۔ اور ایک جماعت سے قول و قرار

اور وعدے کر کے ان کا دل اپنے ہاتھ میں لوں۔ ابھی میں اسی فکر میں
تھا کہ مجھے خبر ملی کہ تنقیق سلا فرا اور سیخسر جو کہ پہلے میرے ہی نو کرتے
چھ ہزار جتنے کے سواروں کوئے کہ مجھ پر حملہ کرنے کو آ رہی ہیں۔ میر الشکار اس
خبر کو سن کر پرشیان و سراسیہ ہو گیا پیکن میں نے دیکھا کہ میرے
سردار ان میں سے امیر جا کو۔ ایکو تیمور۔ امیر سلیمان۔ اور امیر جلال الدین
ستقل مراج اور میر مخلص وہدم ہیں۔

اب میں نے اپنے اشکر متفق بنانے کیلئے بارہوں تجویز اور
تمدید پریا کی کہ:-

KUTAB KHANA
OSMANIA
پہلے امیر جا کو۔ ایکو تیمور۔ امیر سلیمان۔ اور امیر جلال الدین کو تہنائی
میں بلکہ انہیں اپنا ہم خیال اور ہم راز بنانا چاہا۔ اور ان سکھلوٹ
میں یہ بات کہی کہ تم میری سلطنت اور فرمائز والی کے شریک ہو گئے
اس بات سویا لوگ اپنے غزم پر اور خلم ہو گئے۔

پھر ان کے علاوہ غیر متفق لوگوں کی جماعت میں ایک کو خلوٹ
میں بلو اک الگ الگ ان سے ملا۔ اور باتیں کہیں جن لوگوں کو مال و
منال کی لائیج گئیں تھیں اور ان کی مال و زردیکر اپنایا پیدا بنایا اور

جاہ و نصب کے طلبگاروں اور لک و جاگیر کے خواستگاروں کو اپنے مقبوہ مالک کی حکمرانی کیلئے نامزد کیا۔ اور سب کو امید و خوف کے بین بین رکھا۔ پھر ہر کب کے ساتھ ایک ایک کوتل شفیعین کیا۔ امیروں اور سواروں نے تو یوں نہیں اور عام سپاہیوں میں سے ہر ایک کو چھڑ کر چھڑ کھلا دیا۔ اور پہنانے کا امیدوار بنا کر شیریں زبانی اور اخلاق سے اپنا گروہیدہ کریا۔ تا آنکہ دوست و شفیع بن سب میرے گروہیدہ ہو گئے۔ اور سچتہ قول دفتر کر لیا۔ کہ میرے ساتھ جان رہا نے اور اطاعت میں ہرگز کوئی کمی نہ کرنے گے۔

اپنے لشکر کی طرف سے مطمین ہو کر میں الیاس خواجه سے لونے کو نیاز ہوا اور جنگ کی روشنی سخنوار بر کی کہ پہل اپنی طرف سے گر کر کے جب تک ان کو خبر ہو میں ان پر اپانے ہنک حملہ کر چکوں۔

میں نے اس تجویز کے بارہ میں قرآن مجید سے فال کھوئی۔ فال میں یہ آیت کریمہ نکلی۔ *وَكُمْ مِنْ فَتَّةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فَتَّةٍ كَثِيرَةٍ بِأَذْنِ اللَّهِ* یہ

لہ۔ کوتل خالی گھرہ دی یا سواری دی گجا نور کو تھیں مگر مقام پر یعنی نہیں لگتی اسیلے قیامت ہتا ہو۔ لکوں سے گوئیدہ امنگل اس وجہ سے مراہب ہے۔

لہ۔ ترجیب بہت سے کم تعداد گروہوں نے بحکم خدا کثیر التعداد اگر وہوں پر غلہ پایا ہے۔ فال نیک اور مبارک شگون تھا۔ مترجم عقی عنہ۔

خوشخبری اور نیک فال پاتے ہی میں نے فوراً اپنی سپاہ کو مرتب اور زیارت کر لیا۔ اور اسکو سانت دستون میں تقسیم و ترتیب کر کے روانہ ہو گیا۔ صبح کے وقت میں تغلق سلا و فدا اور بخشش کے سر پہنچ گیا۔ جو ہر اول بنکار ہے تھوڑا۔ اور ایک حملہ کے بعد دوسرا سفر ہے میں ان کو زیر کر لیا۔ اور پھر ان کو پل بلیں کے کنارہ تک جو

البیان میں تو بھی کلی فرد و گاہ مخفی پیپا بنادیا۔

رات ہوئے پر میں جس مقام تک پہنچ گیا تھا۔ وہیں قیام کر دیا۔ مگر وہ لمبیں ٹھان بیان خدا کے سیدان جنگل کو افسر دہن کروں گھنہ اور گرم گرم (مبتدی تمام) الیاس خواجہ کے شکر پھر جو کہ تھیں ہزار کے قریب ہیں۔ اپا ناک حملہ کروں گا۔ میں نے سوچا کہ اگر درجنگ کرتا ہوں اور فوراً حملہ نہیں کر لٹلو الیاس نہ ہو کہ کوئی اس قسم کا معاملہ اپڑے جس کے علاج میں بہرہ کو کوکا (دوسرا کی امداد) کا محتاج ہو ناپڑے۔ افدا و جود اسکے کامیزین بیرسا لایبرے عقب میں منزل کو تھا۔ تاہم میں نے لپتے تھیں ان کی امداد کا محتاج نہیں بنایا۔ اور اپنے ہی غرم اور رائے سے الیاس خواجہ کے شکر کو شکست دے دی۔

پیشہ ہویں تجویز و تدبیر شکر جتہ اور الیاس خواجہ کو شکست دینے کے

بارہ میں یہ کی کہہ۔

میں نے سب سے پہلے الیاس خواجہ کے لشکر کو اپنی زبردست فوجوں کی ایک جماعت کے مقابلہ میں گرفتار اور دوسری جانب توجہ کرنے سے بکار بنائے رکھنے کا عزم کیا۔ اور اس عزم کو یوں بروئے کار لایا کہ امیر موید ارباب اور اوقیع قرابہ اور امیر موسمی تین نامور سواروں کو پل کے سر پر الیاس خواجہ کے مقابلہ میں تعینات کر دیا۔ اور خود میں پانچ ہزار سواروں کے ساتھ دریا کو عبور کر کے ایک پہاڑ پر جس کے اوپر سے الیاس خواجہ کا لشکر پر انکلیں پیش نظر تھا۔ اور وہ اپر سے پوری نویں آسٹلتا تھا۔ چڑھ گیا۔ پانچ سال پہلیوں کو حکم دیا گی بہت کثرت سے اگ جلائیں۔ اور خوب الاؤ بخاتا میں۔ لشکر جتنے پہاڑ کی چوٹیوں پر آگ کے الاؤ بکثرت روشن دیکھ کر اور پر ہنگین بنک کنار پر ایک بڑی فوج موجود پا کر سخت پر لیٹاں ہوا۔ اور اس رات میں الیاس خواجہ کے لشکر نے ایک دم استراحت نہ کی۔ تمام شب سب سیدار اور ہنپیار از میں نے پر رات پہاڑ پر یوں بسر کی۔ کہ خدا کے تعالیٰ کے حضور میں عجز نیاز نہ تھا۔ اور حضرت رسول خدا محمد ﷺ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود وسلام ہنچتا رہا۔ میں کچھ سوتا اور کسی قدر جا گتا تھا۔ کہ تمیر کان

میری آواز سن کرہنا ہستہ بہم ہوا غیظ و غصب میں لپٹنے لشکر کوڈا نٹا اور بھل گئے تو غیرت دلائی جس سے وہ لوگ پھر لپٹ پڑے۔ اور اڑنے لگے۔ علیوں آفتاب تک میری اور الیاس خواجہ کی سپاہ میں گھسان کی رائی ہوتی رہی۔ اور دلیران عرصہ زم باہم گھنخ کر لڑتے تھے۔ تکش تیروں سے غالی ہو چکے تھے۔ دشمن بھاگتا ہوا لڑ رہا تھا۔ تا انکہ وہ چار فرنگ تک پیپا ہو گیا۔ اور اپنے کمپ میں سخت خستہ حال دشکستہ بال پھوٹ کر مقسم ہوا۔ ایں مجھی زیادہ سمجھیا نہیں کیا۔ اور میدان فیروز ہی میں دشمن کو دہاں سے بھاگ کر اپنا کمپ لکھا دیا۔

جتنے کے لشکر نے اپنی تیس مغلوب اور قبور پا کر پھر میدان داری پر چھرات نہیں کی۔ ایک یہ کمپ میں موجود ہے کہیجھر ہا میں نے اپنی فوج کو الیاس خواجہ کمپ کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ اور چھوٹی چھوٹی خود نور کر کے اُس کے لشکر کو اتنا تگ کردا لا کر آخر کار الیاس خوجہ مجبور والچار ہو کر دیا۔ مجند کے اُس پار بھاگ گیا میں نے بھی اسکا زیادہ تعاقب نہیں کیا۔ اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر کامیاب ذلف مند تک ملکہ رہا، انہر ہیں والپس چلا آیا۔

اب میں نے اپنی سلطنت کو مستقل اور پامار بنانے کی تجویزیں
اور تمہیریں کرنی شروع کیں جنکی تفضیل حسب فیل ہے:-
بات یہ تھی کہ کے امیروں نے ہر ایک اپنے تینی غلطیم الشان امیر
سمجھنا اور آپ کو دوسرے سے بڑھ کر لگانا تائخا میں نے ان رب کو اپنا مطلع
و تابع بنایا تھا اسے قرار دی۔ ان میں اول امیر ہیں امیر نظر غوث کے پاؤں کو
کدھہ ما در انہر میں با و شاہی کا دعویٰ ادا رکھا۔ میں اپنی سلطنت کا شرکی
کرہ کر اسے میں ملک اور دوستی اور ہر یانی کا بڑتا کیا۔ لیکن وہ الچھپا ہر
مجھ سے دستی کا اٹھا کر تا تھا تا ہم اندر دنی طور پر میراثمن اور حاصلی
رہا۔ اسکی خواہش ما در انہر کے مخت سلطنت پر جلوس کرنے کی تھی۔ چونکہ مجھ
اد پس بھر دن تھاما۔ اسلئے اسکو خواجہ شمس الدین کے فزار پر لے گیا۔ اور اس سے
اپنی دوستی کی قسم کی۔ پہلے خود قسم کہائی۔ کہ میں اس کا دوست رہنے لگا۔ اور پھر
اس نے مجھ سے قول وقرار کیا۔ کہ بھی دوستی ہو دی پھر ہے گا۔ اور اس کے علاوہ
اس نے دوبارہ نین مرتبہ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بھی میری دوستی کی قسم
کھلائی تھی۔ اور چونکہ اس نے آخر میں اپنا اقرار توڑ دا۔ اس بعد ہمی نے اسکے
میرے ٹھکلے میں پھسا دیا۔

شیخ محمد امیر زیان سلاذر کا بیٹا اپنی تیئں ایک بڑا امیر سمجھتا تھا۔ میتوں اس کو بھی بہلہ پھسلہ کر سات نوجی جا غنوں سمیت اپنا ہم گروہ اور مطبع بنایا۔ اور لازمیت کے رشتہ میں نسلک کیا۔ اور اس کے ماتحت لشکروں میں سے ہر لشکر کے سرداروں کو ایک ایک صوبہ کا جماعت ارینا دیا۔

شیخ بہرام جو مجھ سے جدا ہو کر اپنے قبیلہ و جنگیں چلا گیا۔ اور کشی کر رہا تھا۔ اس کو دیجوئی کر کے بلوایا۔ اور اس نے لپنے گروہ کے ساتھ آگری اطاعت قبول کی۔ اس کو بھی اپنا لازم بنایا کے ایک صوبہ جائیں بخشیدیا۔ امیر سینے مجھ کو قراہت اور عزیز داری کا خیال تھا۔ مگر میں نے اس سے کتنی ہی مروٹ و دلہی کی۔ وہ میرادوست نہ ہوتا تھا انہوں نے اس کے بلخ اور شامان کے وہرے صوبے مجھ سے لے لئے۔ اور میں نے بھی اسکی بہن کی دلداری کے خیال سے جو امیری اہل خانہ تھی۔ ان صوبوں کے دینے میں کوئی منسایقہ نہیں کیا۔ بلکہ امیر سینے ایسی نرمی اور ہبہ باتی کا سلوک اور اپر اندا احسان کیا کہ اس برنا و کو ویکھ کر جو سرداران نامی میرے مخالف اور دشمن تھے۔ وہ بھی زیر اطاعت آگئے۔ اور ہوا خواہ ہو گئے۔ لیکن امیر سین کو ہمیشہ میرے یخچا ٹوکھا نے ہی کی فکر تھی تھی۔ اور وہ مجھ سے چوڑ توڑ چلتا ہی رہتا تھا۔ آخر

تہذیب آگر میں نے اسکے بارہ میں یہ تجویز کی کہ بڑو شمشیر اور سے اپنا مطیع اور فرمان برداشت بناؤ۔

توران کے ولایت پر قابض اور ماوراء النهر کو اونڈ بکوں کی خس و خاشاک سے پاک بنانے کا تو میں نے دیکھا کہ ملکی جرگوں کے بعض سروار ہنوز میرے مطیع نہیں ہوئے ہیں۔ انہیں ہر ایک کو لپٹنے اپنے قبائل پر نماز خٹا۔ اور میرے بعض ٹخت میں سردار بھی ان کی سنارش یوں کیا کرتے تھے کہ جب تمام اہل ملک آپ کی سلطنت میں شرکیں ہو گئی ہیں۔ تو ان لوگوں کو بھی دولت میں شرکی و شامل ہی سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ان لوگوں کی یہ باتیں سلطنت کی غیرت پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی تھیں۔ میں نے ڈمیس سوچا کہ جب خدا ایک ہر اور اس کا کوئی شرکیہ نہیں تو اس پاک و بزر خدا کے ملک کا حکمران دبادشاہی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اور یہ خیال سیکر دل و دماغ میں لبس رہا تھا۔ کہ اسی اشار میں بابا علیشاہ میر پاہ آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ تیمور اخلاق کے تعالیٰ فرمایا ہے کہ زمین و آسمان ہیں دخدا ہوں تو دنیا کا کام ضرور پگڑ کر رہ گیا۔ میں نے ان کی بات سے اور ہدایت پائی۔ اور قرآن مجید میں فال کھولی قال میت آیہ کریمہ تکلی۔ ”اناجلنناک خلیفۃ الارض“ بس اس فال کو فشگون یا ان کو

میں نے ان سرداروں اور امیروں کے مطیع بنائے کی تجویزیں شروع کر دیں۔ جو اپنی تیئیں میری سلطنت حکومت کا شرکیں اور حصہ را بھتو تھے۔

میں نے پہلے امیر حاجی براں کے اردوگاہ اور مقام قیام پر جا کر اسے اپنا نوست وہدم بنایا۔ اور امیر شیخ محمد بیان سلاذر کا بیٹا ہمیشہ شراب میں بدنست رہا کرتا تھا شراب کے آخر اس کا خانہ خراب کیا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اسکے علاقے کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ امیر بائز یہ جبار حاکم علاقہ و شہر جنڈ کوئی نہیں بہت کچھ نہماں نصیحت کی مجھ سے آفاق کر لے۔ اور قہادت میں داخل ہو جائے لیکن میری نصیحتوں کا اوس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کار اسکی جمیعت اور فتحہ ہی آدمی اسکے خلاف اور شمن ہو گئے۔ اور اوس پر خروج کر کے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور میری خدمت میں حاضر کریا۔ میں نے بائز یہ کی کوشش کا خیال نہیں کیا۔ بلکہ اوس پر کمال مہربانی اور نوازش کی اور اوسے احسان کی تلوار سے مقصود کر لیا۔

ایمچی بو غاسلا ذر نے بخ میں اپنی سلطنت قائم کر کر ہی تھی۔ امیر حسین اس شہر کو اپنے دادا امیر قرغن کی جھنگکاہ سمجھہ کر اوس کا طالب تھا۔ میں نے حسین ہی کو اس سے لڑا دیا۔ اور یوں دو مختلفوں سے ایک ساتھ ان کو

کمزور کرنے کا فائدہ اٹھایا۔

محمد خواجه اپر دی جو کہ تائین کے جرگ سے تھا اور شیر غانات کے صوبہ پر
قالبف ہو کر میری خالق تھا عیاں کر رہا تھا اس کو ایک اور علاقہ دے کر اپنا
نوكری نیا لیا۔

بدغشان کے باڈشاہ جو اس ملک پر قابض و خلیل بنکر پھر میرے خلاف
ہو گئے تھے۔ ان میں ہر ایک کے ساتھ میں دامتداکر کے آنہیں آپس میں
اور مختلف بنادیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہمی جنگ و جدل سے کمزور ہو کر بیکو
میری طرف رجوع لانا پڑا۔

کیخسرو اور الجایتو پر دی ختلان اور آزاد ہنگ کے صوبوں پر قابض
ہو کر خود مختار حاکم بن ہیئے تھے یعنی کیخسرو کو مدحیجی کہ وہ جا کر الجایتو پر دی
کامل چھینے۔ اور الجایتو پر دی ناچار ہو کر میری پناہ میں آگیا۔

امیر خضری سوری نے ملکت تاشکند کو احتشام لیوری کے ساتھ ملک قبضہ
میں لے لیا تھا۔ میں نے کیخسرو اور الجایتو پر دی کو باہم دولت اور متفق بنانے
ان کے ساتھ ایک جمیعت بھی کروی۔ اور حکم دیا کہ جا کر احتشام لیوری کو کوئی
تاخت و تاراج کریں۔ جب اس حکم کی تعییں ہو گئی۔ اس کے بعد امیر خضر

یسوسی عاجز ہو کر پھر میری پناہ میں آگئا۔ اور اس طرح میئے تمام ماوراء النهر کے ملک کو فساودہ نظری اور دو عملی سے پاک بنایا۔ اب میری زبردست سپاہ ہنایت قویٰ اور صاحبِ وبدبہ ہو گئی تھی۔ اور قبیلہ بہ لاس کا نام آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمک آئھا تھا۔ اور جنپتاں تمنوں کے لشکر اور گروہ میری تہمت کی وجہ سے نامور اور ذی شوکت بن گئے تھے۔ اب میں اس ملک کے مقامِ قابلی جگر گوں گرد ہوں اور تمنوں اور جماعتیوں پر حکمرانِ مطلق بن گیا تھا۔ لیکن مار لانہ کے چند فلمے جن پر امیریں کا قبضہ تھا۔ وہ میری حکومت کے دائرہ سے باہر تھے اور یہ بات خلافِ مصلحتِ ملکداری تھی۔

میری غلطت و شوکت کو ترقی و عروج کو ویکھ کر امیریں کی ریگ خند بھڑک آئی۔ اس نے مخالفت عیاں کی۔ اور اپنا قول و پیمان توڑا الا۔ میں اس سے پارہا ملنے خود گیا تھا۔ لیکن وہ میر پاس کبھی نہ آیا۔ حیله و فربتے قلعے قرشی بھی مجھ سے نہ لیا۔ اور وہاں امیریوں کو سات ہزار سواروں کے ساتھ متینیں کر دیا۔ پھر پانچ ہزار سوار اور بھیجو۔ اور میری بیکنی کے درپے ہوا۔ اس حالت کو متاثب کر کے میری شاہی غیرت بھی جوش میں آگئی۔ اور میں نے اس سے قلعے قرشی کو نواپس لینے کا ارادہ کیا۔ میر چند سرداروں کی صلاح تھی کہ چلکر بڑو شمشیر تکلو کو

لینا چاہئے۔ اور یہ نیت تجویز کی کہ اگر اس قلعہ کو کوئی زک ملے اور اسیا ہوا تو بڑی سبکی ہو گی جنگل کے متعلق کئی خطرات میرول ہیں۔ اس لئے یہ نے طوائف کا ارادہ ملتزی کر دیا۔ اوصیحت یہی سوچی کہ خراسان کی طرف روشن ہوں۔ تاکہ قلعہ داروں کو میرے حملہ آور ہونے کی طرف سے اطمینان ہو جائے۔ اور ان کو یوں بھلا وادے کر اچانک پلٹ کر لینا کرتا ہوا رانجے وقت قلعہ پر آپڑوں۔ اور اسکے نفع کروں۔ یہ بات لمیں ٹھان کریں خراسان کی طرف روشن ہو گیا۔

دریاے آمویہ کو عبور کرنے کے بعد یہ دیکھا کہ خراسان کی طرف سے ایک تاجروں کا قافله قلعہ فرشت کو جا رہا ہے۔ اس قافلہ کا سفر دار کچھ سچا نہیں کہیری خدمت میں آیا ہے اس سے امیران خراسان کے خلاف یافت کئے۔ اور کہا کہ میں خراسان ہی کو جا رہا ہوں۔ پھر اسے رخصت کرو یا۔ اور قافلہ والوں کے ساتھ ایک جاسوس مقرر کیا۔ کہ حالات دریافت کر کے آئے خود وہیں دریا آمویہ کے کنارہ کمپ تباہ کر لیا۔ اور جاسوس کی واپسی کا منتظر ہا۔ وہ چند روز میں یہ خبر لایا کہ قافلہ والوں نے امیر سوی کو اطلاع کوئی ہے کہ انہوں نے امیر تیمور کو دریاۓ آمویہ کے اُس پار جا ستے۔

دیکھ لے ہے۔ ابیر موتی اور امیر حسین کے شکرنے یہ بات سنی تو وہ ملئیں اور یہ فکر

ہو کہ فرنگ کی مستعدی کے نامہ کش ہو گئے۔ اعشر دعائیں مصروف ہوئی۔

میں اس پھر کو سنتے ہی اپنے شکریں سے صرف ۲۷۰ جوانخوا اور کار آنزوں

بیا دیچنے اور دیا کو غبیر کر کے ایلغار لئاں موضع شیرکت میں پہنچ گیا۔ عہد

ایک رات دن قیام کر کے دم لیا۔ اور پھر ایلغار کرتا ہوا آگے بڑھ کر قلعہ قرشی

سے صرف ایک فرنگ کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ اور مقام کیا۔ اس جگہ میں حکم

دیا کہ سیرھیاں رسیوں کے ذریعہ باہم باندھ کر تیار کر لیں۔ تب امیر حاکو نے

آواب دربار کے مطابق تعظیم کرنے کے بعد یہ عرض کی کہ بہادروں کی ایک

جماعت پہنچ رہ گئی ہے۔ اور اس کے آنے تک توقف کرنا ضروری ہے

میں نے اسکی تجویز پر صاوگی کیا۔ مگر اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک بہادر پیرانی

آئیں میں خود اکیلا جا کر قلعہ ہی کو دیکھ آؤں۔ چنانچہ چالیس بہادر سوار ساتھ

لے کر قلعہ قرشی کی جانب گیا۔ تکلوہ کا سراو منایاں ہوتے ہی اپنے بہادروں کو پیغمبر

جانے کا حکم دیا۔ اور پسر اور عبد اللہ کو جو میرے خانزادوں فلامن پکے تھے

اپنے ہمراہ لیا۔ اور آگے بڑھا۔ تکلوہ کی خندق کے کنارہ پہنچ کر دیکھا کمعہ پانی

سے بھری ہے۔ چاروں جانب نظر وڑائی کے گز اور عبور کا کوئی راستہ ہے تو

معلوم کروں میں نے دیکھا کہ خندق پر ایک تناؤ بھس کے ذریعہ قلعہ کے اندر پانی جانا ہے۔ پڑی ہے۔ میں نے لھوڑا مبینہ کے حوالہ کیا اور اُسی تناؤ پر ہوتا ہوا خندق سے عبور کر کے قلعے کے ٹاک ریبر پر پہنچ گیا۔ پھر قلعہ کے دروازہ پر پہنچا۔ اور دروازہ پر ہاتھ کی تھیکی مارکر معلوم کیا کہ دربان سب فافل سور ہو ہیں۔ اور دروازہ کو لپٹت دیکھا بے سر تنقیہ کر دیا ہے۔ قلعہ کی دیوار کو ہر طرف گھوم پھر کر غور سے دیکھا اور وہ موقعہ چیاں سیرھیاں اور زینے سکا کر اور پڑھنا ممکن نہ تھا تجھر اور ملاحظہ کر کے والپس چلا آیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے بیادروں کے پاس آگیا۔

پساندہ فوج سیرھیاں دیگرے کا آپنچی۔ تو نبے مسلح ہو کر زینے اٹھ لئے۔ اور میں قلعہ کی طرف بڑھا۔ ہم خندق کو تناؤ ہی کے اوپرے عبور کر گئے۔ اور زینوں سکا کر قلعہ کی دیوار پر جا پہنچے جس وقت چالیس دلیر اور جانباز آدمی قلعہ میں داخل ہولئے تو میں نے بھی قلعہ میں قدم رکھا۔ اور قلعہ میں داخل ہو کر کنارے تکی اور بچل بجا یا گیا۔ اور خدا کے لئے۔ تناؤ سے وہ نہیں سیف مراد ہے۔ جو شتی کے طور پر دوسرا ہتھیار یا میں سے گذاہی جائے۔ تاکہ اس کے ذریعہ پانی دوسرا طرف جلا کے۔

تعالے کی مدد سیں نے قائد کو قبضہ میں کر لیا۔

امیر حسین پر بخوبی پاک اس فکر میں ہوا کہ دوستی اور شناسائی کے لباس میں میرے ساتھ چال کرے اور نزد وغا کہیں۔ اور مجھ کو گرفتار کرنے کا خواہ ہوا۔ میں اس کے دام فریبے بچنے کی یہ تجویز کی کہ جب وقت امیر حسین نے وہ صحاف شریف جپڑا اس نے قسم کھانی بھی کہ میرے ساتھ اُسکو دوستی اور قرابت داری کا خیال رکھنے کے سوا اور کوئی فکر نہیں ہے میرے پاس بھیجا۔ اور ساتھ ہی یہ پیام بھی دیا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میر دل میں اسکے خلاف کوئی بات ہو۔ اندھر میں اقرار کو توڑ کر تجھ سے کچھ سے کچھ براہی کروں تو یہی خدا کے پاک کا مصحف مجھے پکڑ لے اور سترھتے میں چونکہ اس کو مسلمان جانتا تھا۔ اس کی بات پر یقین کر لیا۔ اور انہمار مخالفت سو باراً آگیا۔

پھر اس کے چند دن بعد امیر حسین نے ایک آدمی بھیج کر مجبہ کو پیام دیا کہ اگر آیسا ہو جائے کہ وہ اور میں دونوں نگار (کھانی) چکچک میں یہ ملاقات کریں۔ اور سابقہ قول و قرار کی تجدید کر دیں تو بہت ہی اچھا ہو گا۔ مگر اس کا دلی مقصد یہ تھا کہ کسی طرح مکروہ فریبے مجھ کو گرفتار کر لے۔

ادمیں جانتا تھا کہ اسکے قول وقرار پر بھروسہ نہیں کرنا پا چاہئی تاہم
 مجید کی تنیم کے لئے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس سے ملنے جاؤں گنا۔ اور یہ تجویز کی
 کہ پہلے دلیر جو اندر دل کی ایک جماعت کو بحیثِ حکمی پک کی گھٹائی کے گرد پیش
 چھپا رہی کی ہدایت کر دوں۔ اور بھر خود ایک دستہ فوج کے ساتھ جا کر اسی
 حسین سے ملوں۔

میں اپنے ان دوستوں کو جو امیرین کی خدمت میں رہتے تھے۔ پیام
 بھیجا کہ مجھ کو امیرین کے اہل ارادہ سے مطلع کریں۔ شیر بہرام جو کمیر اوت
 مخلص تھا۔ اس نے امیرین کا ارادہ مجھ سے کہلا بھیجا۔ اور امیرین نے اس
 افتخار کی تقاضی کہ شیر بہرام کو قتل کر دیا۔ بھروسہ ایک ہزار سواروں
 کو ساتھ لے کر مجھ پر عمل کرنے کی نیت چلا میں اسوقت گھٹائی کے سر پر
 ٹھہرا ہوا تھا میں یہ خبر پائی تو فوراً اپنی فوجوں کو مرتب اور مدافعت کے
 لئے تیار کر لیا۔ اسی عالیع میں امیرین کے لشکر کا ہزاں دست آتا دکھائی دیا۔
 اور وید بان یعنی گروادری کی توسیع اور خبر لائے کہ یہ امیرین کی فوج ہے
 اور امیرین ابھی خود نہیں آیا۔ اس نے سن لیا ہے کہ امیر تنہ آیا ہے۔
 اس لئے آپ کے گرفتار کرنے کو یہ فوج روادہ کی ہے۔ بیس مقابلہ و بادفعت

بکے لئے تیار ہو گیا۔

میرے پاس اسوقت کل دوسوار تھے میں صبر کئے بیہار ہاتا آگے
امیر حسین کی فوج درہ کے اندر داخل ہو گئی۔ اب میں نے ان آدمیوں سے جن کو
ان پہنچانے تو قبل بھیجا تھا جکہ یا کہ وہ درہ کے دہاڑ پر جنم کر دشمنوں کی واپسی
کا راستہ منقطع کر دیں۔ اور خود اون سے مقابلہ کر کے غنیمہ کو درہ کے اندر گھیر لیا
اس طرح اکثر اون یہ میتو گرفتار کر لئے۔ اور پھر ان پہنچانے آدمیوں کو انھٹا اور
مرقب کر کے قلعہ قرشی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس واقعہ میں مجہد کو یہ تجویز مصائل
ہوا کہ دوست ہر چیز کام آیا کرتا ہے۔ اور میں نے امیر حسین کو اس شعر کا
مضمون ترکی زبان میں لکھ بھیا۔

صلیبائکوے آس یار دام مکنند + کفر باز ن گرد کرہ مکنند
امیر حسین میرا پیام پا کر مشرمندہ اول شہان ہوا۔ اور معدودت کی مگر پھر
میں اسکی یادوں پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اور میں اس کے جال میں پھنسا۔

ملک توران کو گردہ او زبک کے باقی ماندہ لوگوں سے جو اداوی میں قتل
ہونے سے بچ رہی تھے۔ پاک کرنے کے متعلق میں یہ تجویز کی کہ جس نفت جتہ
تکرا اور الیاس خواجه کو ملک ماوراء النہر سے خال باہر اور دریا خجند

کے اس پار بھگا کر پہنچا چکا۔ فونیہ ویکھ کر کہ ابھی اوزبکوں کی بیس فوجیں باوراء النہر کے قلعوں میں جبی مبھی ہیں۔ ان کے نکالنے کے درپیچے ہوا۔ ارادہ تھا کہ ان کے نکالنے پر فوجیں متعین کروں۔ لیکن ولی میں یہ خطرہ گذرا کہ ایسا نہ ہو۔ فوجکشی سے کام طوالنت پکڑ جائے۔ اسلئے یہ قصد متوقف رکھا۔ اسی عنان میں میر پاس یہ خبر آئی کہ اوزبک لوگ قلعوں میں جاگریں ہو گئے ہیں۔ مجھوں یہ صلاح سو جبی کہ فوج کا تواون متعین کرنا ٹھیک نہیں۔ کوئی تدبیر جیلی زنا لانہم ہے۔ فوراً ایساں خواجہ کی طرف سے ایک فرمان لکھ کر ایک اوزبک کے حوالہ کیا۔ اور اسکے ہمراہ تھوڑی اسی فوج بھی کروی۔ فوج کو حکم دیا تھا کہ خوب گرد و غبار ادا کر اپنی نالیش کرتے ہوئے جانا نقلوں بند اوزبک کو ایساں خواجہ کا فرمان طلبی پہنچا۔ اور اسی کے ساتھا ہنوں نے میری فوجوں کے آنے کا گرد و غبار بھی پوچھا۔ وہ راتوں ہی رات قلعوں کو خالی کر کے نکل گئے۔ اور یوں باوراء النہر کے نک کامیڈان ان ظالموں کے دھیودستے باخُل پاک ہو گیا جہوں نے میرے قتل کرنے کا قصد کر کہا تھا اور یہ لک بائُل میرے قبضہ میں آگیا۔

میں نے قرابت داری کا پاس کر کے بیخ کا صوبہ اور حصار شاہ و مان

کام علاقوں امیر سین کو بخش دیا تھا۔ لیکن اُس نے میری احسان و مردست کی تقدیر کی۔ اور میری پیشگوئی کے پھر وہ پے ہوا تب بہنے اوسکے استقبال کے لئے حرب فیل شجاعز کی۔

جس وقت امیر سین نے میری فتح و کامیابی کے آثار متابعہ کئے اور دیکھا کہ اب یہ بے غل و غش ملکت ما درا رانہ رپ قابل خلیل ہو گیا ہو اوسکی رُگ حسد بھڑکی۔ اور اُس نے مجھ کو اپنی بہن کو جو میری پیوی تھی کئی قسم کی تخلیفیں پہنچائیں۔ بلکہ ستاستا کر تنگ کر دیا۔ اور ما درا رانہ کا ملک مجھ سے چھین لیا ہوا تھا۔ میرے قتل کا خواب ایا ہوا۔ اور کئی متباہ مجھ سے معرکہ آ رائیاں بھی کیں۔ لیکن ہر ایک دفعہ اس کو شکست ملتی ہی اور دہ ناکامی سے ہمکنار ہوتا رہا۔

پس جب اوسکی بے اعتدالی اور بے انصافی حد سے افراد کو پہنچ گئی۔ اور قریب تھا کہ وہ مجھ پر غالب اکر مجھ کو باسلک اکھاڑہ ہی پھینکے اس تو اوس کے ماتحت۔ زار او اونکی بندلوکیوں سے جو دہ اون لوگوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ گرفتہ ہو گئے۔ امیر سین نے امیر کنجسر و حکمران صوبہ خلاف کے بھائی کو بلا کر بala و بہم و بے گناہ قتل کر دیا۔ جسکی وجہ سے کنجسر

صوبہ خداوند میں اس سے بگدا کر باغی ہو گیا۔ اوس کے دیگر صور اور ان
باخت بھی دل میں اس سے دشمنی اور علاقوں کا ہوتا تھا۔ مگر امیر سین اوسکو
دوست اور مخلص خیال کرتا تھا۔ آخر وہ بیسی رفع و نوع کرنے کا ارادہ کر کے
ملک پنج سے نکلنے کا عازم ہوا۔ اولین ڈوری رواد کروی۔ مجھ پر جنر
لئی تو بیس اپنا تابراً سی سورت میں پلتا دیجھا کہ جب تک ایمیر سین قصیدہ
جنگ رواد ہو میں آخر تسلیم ہو، خود اُس کے سپر پنچ جاؤں چنانچہ
میرے پاس جتنی اور موجود تھیں انہیں کو ساختہ کرنے کو رواد ہو گیا
راستے میں بزر دوست فوجیں آگامی سے لئی گئیں۔ اور میں نے سین میں
بنخ کے اطراف میں بیٹھ کر کپڑا بکا دیا۔
امیر سین بیسے زباناً میں جنگ کرنے کی غرض سے نکلا۔ مگر دیکھ
بھی دیکھا سکا۔ نہ بیٹھا۔ اور تلوار میں نصیر ہو کر راہفت کی تیاری
کرنے لگا۔ پھر اوس پر چوگز رہتا گزگزایا۔
جن لوگوں نے میرے ساتھ برا ایساں کی خصیں اور اس لیے اب وہ
مجھ سے اندیشہ مند تھے۔ اپنی بد سکولیوں کا خیال کر کے دل میں ڈرتے
تھے۔ کہ میں ان کو ضرور گردان زدنی قرار دوں گا۔ میں نے ان کو مطلع اور

موافق بنانے کی تدبیر پر کی کہ:-

امیرین میسر ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔ تو اسکے ماتحت سواروں اور نوکروں کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ میں ان کو بھی ضرور قتل کر دوں گا بلیکن مجھ کو بھی ان کے قتل ہی کرنے کا خیال تھا لیکن چونکہ وہ سپاٹھی مصلحت یہی نظر آئی کہ ان کے دل پانے ہاتھ میں لا کر اونے پے گری کے طام لوں اور اپنی قوت بڑھاؤ۔ امیرین کا پس سالا راعظ جو کہ بدختانات میں حکمران تھا۔ کئی مرتبہ میرے مقابلہ میں اُکرجنگ و پیکار کر جپا تھا۔ اس نے سنائے کہ امیرین قتل کر دیا گیا ہے۔ تو میری سزاد ہی سے خوف کہا کہ اپنی جمیعت تیار کرنے لگا۔ اب اگر میں اسکے پکڑنے کیلئے رشک مقرر کرتا تھا تو یہ مناسب نہ تھا۔ اسلئے میں نے اسکے بارہ میں حان بوجہ کر لیا جان بننے سے حامی لیا۔ اور اس کو گویا فراموش ہی کر دالا۔ مگر تجویزیہ کی کہ درباروں اور مجلسوں میں اسکی شباعت و مردانگی کی تعریف کیا کرتا تھا اور دوسرے لوگوں نے وہ سجلات اس کو لکھتے۔ اور تحریر کیا کہ اب تجھ پر مہربان ہو۔ یعنی کہ اس نے مہم عرض داشت بھیجی اور میری مہربانی اور عنایت پر بھروسہ کر کے میرے زیر شایہ آگیا۔

پا یہ تخت خراسان کو سخیر کرنے کی تجویز میں نے یہ کی کہ لمحے رحماء شاہزادے اور بخششانات کے مالک پر قابض و خلیل ہو کر امیر سین کو قتل کر جھاؤ تو خراسان کے حکمران امیر غیاث الدین کو یہ خبر سن کر لرزہ چڑھ آیا۔ اور وہ دہشت کی وجہ سے فوجیں اور لشکر جمع کرنے میں مصروف ہوا۔ سکا ارادہ تھا کہ اپنے تیس مضمون بنائے میں نے اپنی مصلحت اس تجویز میں پائی کہ خراسانیوں کو بھلا وادوں اور اسلئے میں نے ستم قند کی طرف کوچ کر دیا۔ مگر اس کے بعد میر پاس اسکا خط آیا۔ اور اس میں لکھا تھا کہ ملک غیاث الدین ستمگاری اور خلک و جوڑ میں مشغول ہے۔ ملک غیاث الدین میر ستم قند کو وادا ہے کا حال منکر مطمین ہو بیٹھا تھا۔ اور پیر سماں کی تحریر مجھے اپر حملہ آؤ ہونے کی محک ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ آج وقت اب خراسان میر ریاض کے بیفدا اور مطمین ہیں۔ اور یہی وقوع ہے کہ میں ان پر حملہ کر دوں۔ لیس یہ تجویز کرتے ہی لمحے کے اطراف سے پلٹ کر اس لشکر کو اپنے ساتھ لیا جس کو لمحے میں چھوڑا تھا۔ اور یعناد کرنا ہوا۔ سہرات میں پہنچ گیا۔ میں نے ملک غیاث الدین کو غفلت میں آدبو چا۔ تو وہ محبو را اور بے لیس ہو کر شہر سے خل آیا اور اپنی سلطنت کے تمام

امیروں نے میری اطاعت کر لی۔

سیستان، قند پار اور افغانستان کی فتح کی تدبیر حکومت خراسان پر تقاضا بپن ہو چکنے کے بعد میر سردار ان سیاہ نے رائے دی کہ اپنے سیستان قند پار اور افغانستان کے ہالک پر بھی بغرض تسلیم فوجیں منعین کرنی چاہیں میں نے ان کو جواب دیا کہ ذجوں سے کام نہ چلا تو ناچار خود مجھے کو اس طریقہ پڑے گا۔ اور اسوقت مجھکو بہت سے کام درپیش ہیں۔ کسی جدید فتح پر تو یہ کرنے کی فرصت کہاں۔ مگر مصلحت اور تدبیر اور نظر آئی کہ ان مکونوں کے حکمرانوں کو اپنی طرف مایل کرنے کے لذتی آمیز فرمانات تحریر کروں جبکہ مضمون پہ ہو کہ:- اگر مجھ سے موافقت اور ووستی کرو گے تو کامیاب ہو گے ورنہ منی الفتح۔ اور شتمی کرنے پر تباہی کا منہ و بخوبی گے۔ آگے تمہاری مرضی یہ تدبیر تقدیر کے موافق تھی۔ میرے فرمانات پر چھتے ہی ان حکمرانوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اور میں بغیر کسی خوبیزی، اور جنگ کے ان مکونوں کا شاہنشاہ بن گیا۔

آروس خاں کے استیصال اور دشت بچاق کے تسلیم کی تدبیر و آتفمش بدان خاں نے آروس خاں کے ہاتھ سے شکست کہا کہ میرے دہن

دولت میں پناہ لی۔ تو میں یہ لئے قرار دی کہ اب دو باتوں میں سے ایک
کرنا ہی چاہیے۔ یا تو تمہش بادخان کو فوجی لگک دیکاروس خاں پر حملہ کرنے کو
رواد کروں یا میں اسی فکر میں تھا کہ اردو خاں کا قاصدہ بیر پاس آگیلے اب
میں یہ تجویز سوچی کہ اسکے لیجی کی دل دہی کر کے اُسے رخصت کروں۔ اعتماد
کار استہ بند کرنے کے بعد لیچی کے پیچھے ہی پیچھے ایک فوج رواد کروں
تاکہ جس دن لیچی اروس خاں کے دبار میں باطنیاں داخل ہو جکے اُس کے
دوسرے ہی دن میری فوج اسکے سرچاڑی پر اور حملہ کرے۔

میرا لیسا کرنا درست آیا تدبیر تقدیر کے موافق ہوئی۔ اور ابھی قاصدہ
والپس جا کر اردو خاں سے میر دربار کے حالات بیان ہی کر رہا تھا کہ میری
زبردست فوہبیں بانا گہمانی کی طرح اروس خاں پر حملہ اور ہوئیں۔ اور وہ
مقابلہ کی تا پہ لا کر بھاگ گیا یوں دشت قچاق پر میر ارسلط ہو گیا۔

گیلان، جرجان، مازندران، آذربایجان، شروان، فارس، اور عراق
کے مالک کی تیزی کے لئے یہ تجویز کی کہ جس وقت اہل عراق کی دشمنی
آل نظفر اور ملوك الالف کے نظم اتم کی ڈکھ بیٹھ بہریز مجھے ملیں۔ میر نے
عراق پر نشکر کشی فاسمان فوراً کر دیا۔ انہوں اسی وقت محبھے یہ خیال ہیا کہ

اُن ملکوں کے شاہ اور حکمران بات متفق و متحد ہو کر مجھ سے مقابلہ کرنے آئیں گے تو وہ اپنی کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور کافی تیاری کے ساتھ چلنے مناسب ہے۔ میرے امیر والے بھی یہی صلاحیت دی کر جنگ کے لئے آمادہ ہو کر کوچ کرنا مناسب ہے۔ لیکن میں نے اپنے دل میں یہ سوچ لیا تھا کہ میں اُن حکمرانوں سے ایک ایک کو سرتاسری کرے اُسی کو سزا دوں گا۔ اور جو باشاہ میری اطاعت سے الگ الگ اپنا مطبع و ذیر فرمان بناؤں گا۔ اور جو باشاہ میری اطاعت سے سرتاسری کرے اُسی کو سزا دوں گا۔

مالک مذکورہ بالا کے امراء میں سے سب سے پہلے امیر علی حاکم مازندران میرے سپاہ دولت میں پناہ لایا۔ اوس نے تھالف و تقدیر میں بحث کرائی خط لکھا۔ اس میں تحریر تھا: ہم لوگ جو کہ اولاد علی کی ایک جماعت ہیں۔ اس سر زمین پر قیامت کئی بیٹھے ہیں۔ اگر تم ہم سے چھین لو۔ تو تھاری قدرت اُس سے بڑھ کر ہے۔ اور معاف گرد تو یہ بات خدا ترسی کے زیادہ قریب ہے۔ میں نے حاکم مازندران کے اپنی طرف رجوع لانے کو فال نیک شمار کیا۔ اور اسے درگذر کر کے گیلان اور جرجان کی ولایتوں کا اعزم کیا۔ مگر چونکہ ان ملکوں کے حاکم میری طرف رجوع نہیں لائے۔ اسواس طے نبردست فوجیں اور پریسیں کرتا ہوا خود عراق پر حملہ کرنے چلا گیا۔

میں نے اصفہان کو مسخر کر لیا اور اہل اصفہان پر اقتدار کیے قلعہ انہیں
کے حوالہ کر دیا۔ مگر بعد میں ان لوگوں نے با غی ہو کر اس داروغہ کو بھے میں
اُن پر مقرر کر آیا تھامہ تین ہزار سپاہیوں کے قتل کر دala۔ اور امن بات
سے برہم ہو کر میں نے بھی اہل اصفہان کے قتل کا عام حکم دیدیا۔
ملک فارس کے پایہ تخت اور عراق کے باقی ماندہ حصہ کو مسخر کرنے
کی تجویز میں نے یہ کی کہ حب شیراز کو آل منظفر کے لئے چھوڑ دیا۔ اصفہان
میں اپنے تین ہزار آدمی بغرض حفاظت چھوڑ کے خود قمش خاں کی سرکوں کے
واسطے و ثبت تھاق کی طرف لشکر کشی کی تو اہل اصفہان نے میرے پارو غہ کو
قتل کر دala۔ اور شیراز والوں بھی دائروہ احاطت سے قدم باہر نکال دیا یہی سکے
میں نے انسر نوع عراق پر فوج بخشی کی۔ اور اسی ہزار سوار تیار کے اوں پر
صلیہ درہونا چاہا۔ پھر سوچا کہ اگر اتنا بھاری لشکر ایک ہی مرتبہ عراق
میں داخل کر دوں گا تو اسکی سمائی بھی نہ ہو سکے گی۔ لہذا فوج مختلف
ملکوں کے ڈلے اور ایک ایک کام کو پیغم ملک عراق پر جعل کرنے کا حکم دیا
میر نے کل لشکر کے تین حصوں کے۔ اور اوں کو اپنے رواث ہونے سے قبل
بھیجا پر عراق میں جس قدر متفرق لشکر جمع ہو دے گئے۔ وہ میری فوج

کے پہنچتے ہی پر الگندہ ہو گئے اور میں نے شیراز پر حملہ کیا شاہ منصور حملہ
شیراز میسرے مقابلہ میں آیا اور اپنی ستر کو پہنچا۔

لقمش خاں کو شکست دینی کی تدبیر میں یہ کی کہ میرے اہل سپاہ پا چخ
ماہ تک بڑت قباق میں لقمش خاں کا تعاقب کرنے میں چسپور ہے اور
اس قدر عرصہ تک آمادہ جنگ رہنے کے سببے سامان رسخت ہو چلا تھا
تمام لشکر میں فحط احمد نگی پھیل گئی تھی۔ چند دن توجاری کی دلیا۔ لشکر کے ٹوٹو
اور بھلکی چڑیوں کے انڈوں ہی پر لذارہ کیا گیا۔ لقمش خاں نے میرے لشکر کا یہ
حال سنا تو وہ سمجھا کہ میں یہی موقع ہے اور مدد و ملک سے بھی بڑھ کر زیادہ لشکر
لئے ہوئے ہیں کہ مقابلہ میں آموجو ہوں۔ میرے سپاہی فاقوں کے مارے اور
اور بھوک کے ٹوٹے ہوئے تھے اور لقمش خاں کا لشکر آسودہ اور تردید تازہ
نخا۔ میرے ماختت سردار اور امیر حرب سے دل چڑاتھے تا انکہ میرے
بیٹوں اور شہزادوں بنائیں (ولی عہد) نے میرے روپر و آگر آداب دربار کے
سلطانی تعظیم کی رسم ادا کی اور جانبازی کا عہد کیا۔

اتفاق سے اسی وقت لقمش خاں کے نشان بردار سپاہ نے بھی جھسو
مسلاش کر لیا اور میں نے یہ رائے قرار دی کہ اٹنا ضروری ہے۔ مگر حرب میں

معرکہ کا رز اگر کر دیں اس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ شروع ہے
 ہی تفتش خان کا نشان بدار فوج فوجی نشان کو گردے پھر میرے
 لشکر کے سواروں اور امیران عظام کو فرزندان کے عہد جانشادی کرنے
 کی خبر ملی۔ تو وہ بھی قوی دل ہو کر جنگ پر آمادہ اور مستعد ہو گئے۔ میں نے
 امیرزادہ اب ایکر لواٹھ نہار سواروں کے ساتھ فوج ہرا دل مقرر کیا۔ اور
 جنگ و پیکار کی آگ روشن ہوتے ہی حکم دیدیا کہ خیمه لصب رکھنا پڑتا
 شروع کر دیں۔ جنگ آغاز ہوئے کچھ دیر نہیں گذری تھی۔ کہ تفتش خان
 کی فوج کا علم سر زمین ہو گیا۔ اور تفتش خان باحال تباہ جو جی فیل کے
 گروہ کو باسلی بر باد کر کے منہم ہوا اور میدان سو بھاگ پھلا۔
 دارالسلام بغداد اور عراق عرب کے مستحربانے کی تجویز میں نے
 عراق عجم اور فارس کو پوری طرح مستحربالیا۔ تو اسکے بعد ہی میرے
 پیر قطب الاقطاب کا (الانار صادر ہوا کہ عراق عرب و عجم دونوں کے
 حکمران مطلق (خدا سے مراد ہے) نے عراق کا سارا ملک تجھی کو تختیں دیا
 ہے۔ اس سے اشارہ تھا کہ اب عراق عرب پر بھی فاتحانہ حملہ کر
 بغدا کے فتح کرنے کی تجویز میں نے یوں کی کہ پہلے سلطانِ محمد

جلائر کے پاس ایچی روانہ کیا تاکہ وہ والٹی بقداد سلطان کی معاش
شجاعت اور تعداد شکر کے حالات معلوم کر لے۔ ایچی نے بقداد سے واپس
آگر بیان کیا کہ سلطان احمد مخصوص ایک پارہ گوشت اور معمولی آدمی ہے
آس کے دوہی آنکھیں ہیں۔ یعنی دوہیں اور اسجام انہیں نہیں۔ ہیں
بات کوئن کریں تائید ایزدی پر بھروسہ کیا اور ایغوار کنائں ہنا یت
عجلت کے ساتھ بقداد پہنچ گیا۔ میرے آتے ہی سلطان احمد جلاٹر
بھاگ رکھا۔ اور کربلا کی طرف چلا گیا۔ دارالسلام بقداد میرے قبضہ
میں آگیا۔

لتمش خان کے استعمال کی تدبیر میں یوں کی کہ وجہ تقمیش
فاس جوجی خاں کی جماعت کو تباہ کر کے اور منہزم ہو کر بھاگ گیا تھا
اس کے بعد اس نے موقعہ پاتے ہی بھاری فوصلیں جمع کیں۔ اور درجنہ
شیر و ان کے راستوں سے صوبہ آذربایجان پر شکر کشی کر کے فتحہ فساد
آغاز کر دیا۔ چونکہ اب میں عراق ہجم اور عراق عرب دونوں ملکوں کو خر
کر چکا تھا۔ اس نے لتمش خاں کی بیٹی کمی اور اُسے قطعی طور پر برپا کرنے
کے متعلق مصلحت یہ بھی کہ کشیر و بیشار پاہ کے ساتھ درجنہ ہی کے

راست سے دشت بچاق میں داخل ہوں۔ میں نے پہنے شکر کا چاندہ لیا
 اور اون کاملاً ویکھا۔ میری سپاہ کے دستے چار فرنگ کی مفت
 تہک صفیں باندھے کہڑے تھے۔ اس باہت کا مشاہدہ کر کے میں نے خدا کا شکر
 ادا کیا۔ اور دیگا تمور سے عبور کر کے دشت بچاق میں رہنے والے قبائل اور
 جرگوں کو فرمانات بھیجیں۔ انہیں تحریر تھا کہ: اگر میری اطاعت مانو گے
 تو فائدہ میں رہو گے، اور محبس مقابلہ کرو گے تو بر باد جاؤ گے۔

میں ^{۲۹} ہمیں دشت بچاق کے اندر داخل ہوا اور اسکی شمالی سرز
 کے انتہائی نوارہ تک پہنچا گیا۔ اس حلم میں میں نے جو جی کے قبیلہ
 و جگہ کو جو میری مخالفت کرتا تھا اسکی بالکل غارت اور تباہ کر دیا۔ اور
 اقلیم ہائے پنج اور ششم کے میلوں۔ قبائل اور قلعوں کو اپنا مطبع بنایا
 کامیاب و فتح مندوال پس آیا۔

تسخیر ہندوستان کی تجویز: ہندوستان پر عالم فتح و ظفر بلند
 کرنے کے قبیل میں نے فرزندوں اور امیران سپاہ سنتے مراجح وانی کے
 طور پر صلاحی۔ امیرزادہ پیر محمد جہانگیر نے کہا کہ حبیب ہم حملت ہندو کو
 فتح کر لیں گے۔ تو وہاں کے مال وزر سے عالمگیر ہونا ناممکن بنتے ہمیزہ

محمد سلطان نے رائے دی کہ ہم ہندوستان کو فتح تو لیں گے لیکن اس کے بہت سے مستحکم قلعے ہیں۔ اول تو ہمیں بہت سے دریا ہیں پھر جنگل اور میان اور دوم مسلح پاہ اور آدمیوں کو شکار کرنے والے تربیت یافتہ جنگی ہاتھی ان چیزوں کے عہدہ برآ ہونے کا سامان کر لینا دلچسپ ہو۔ امیرزادہ سلطان حسین نے کہا کہ جب ہم حملت ہندوستان پر ہیں گے۔ اسوقت آباد دنیا کے ایک پوختائی حصہ پر حکمران بن جائیں گے۔ امیرزادہ شاہ درخ نے یہ جواب دیا کہ اس نے ترک کے قوانین میں مطالعہ کیا ہے کہ دنیا میں پانچ بادشاہیں نہایت غلیظ الشان ہیں۔ اور ان کی غلطیت کا یہ عالم ہے کہ عزت و حرمت کی وجہ سے لوگ ان کا نام نہیں لیتھے۔ بلکہ ناص اتفاقی سے یاد کرتے ہیں باو شاہ ہندوستان کو رائے کہتھو ہیں۔ روم کے باو شاہ کی قیصر ختنا اور چین و ماچین کے فرماز و اکو فتنو ترکستان کے جہاندار کو خدا فان۔ اور ایران و توران کے اور یگش نشین کو خدا کے اکابر ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شاہ جنشاریم کو حکمران میں اور شاہ جنشاری رہا ہے۔ اس لئے ایران و توران کا حکمران ہے۔ اس لئے شاہ جنشاری میں آجیا ہیں ہمیں لازم اور واحبیت گر ہندوستان کو ہی فتح و سلطنت بنایں۔ غرض کے فرمان

والاقدار کی توبہ رائے ہوئی کہ ملک بہندوستان کی تحریر ضروری ہے۔ اور اسکا سامان مکمل کر کے چلنا ہو گا۔

اور دیگر سرداران سپاہ و سران لشکرنے یہ کہا کہ گوہم ملک بہندوستان کو فتح کر لیں گے بلکن الگ جنم نے وہاں قیام اور سکونت اختیار کی تو ہماری نسل بر باد جائے گی۔ اور ہمارے بیٹوں پوتے اپنی قوی ترکیب سے خارج ہو کر بہندی نر قاد اور عہدہ می زبان ہو جائیں گے۔ اور میں دیکھا کیا یہ لوگ عنہ تحریر بہندوستان میں مذنب ہیں۔ ملک چونکہ میں نے اس بات کو دل میں لے چکا کہ ضرور بہندوستان کو فتح کروں گا اس لئے لپٹے ارادہ کو ترک کرنا چاہا ہا اور امیران سپاہ کو جواب دیا۔ کہ میں خدا سے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن شریعت میں جنگ کی فال سمجھاتا ہوں۔ پھر تو جو خدا کا حکم ہو گا۔ اُسی پر عمل کروں گا۔ اور یہ بات سبھوں نے مان لی۔ میں نے قرآن مجید میں فال سمجھا۔ اور آیت کریمہ برآمد ہوئی۔ یا ایہا الہبی جاہد الکھارو المنفقین علما دریافت نے اس آیت شریفیہ کا مضمون سرداران سپاہ کو سمجھایا۔ تو وہ سب سرچنگا کر چپ ہو گئے۔ اور میں ان کی خاموشی سے ایجادہ خاطر ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ جو سرداران سپاہ تحریر بہندوستان

پر راضی نہیں ہوتے ہیں اون کو سواری کے مرتبہ سرالگ کر دوں۔ اور انگلی فوجوں اور جماعتوں کو ماخت افسروں کی حوالہ کر دوں۔ بیباۓ افسر کے اپنے تخت میں رکھوں۔ مگر چونکہ وہ میری ہی وست پروردہ تھو میں نے ان کو بر باد کرنا ان چاہا۔ اور ان سے نرمی اور لطف کے ساتھ پیش آیا۔ اگرچہ اون لوگوں نے مجھے کو بہت پسپیہ اور بہم کیا تھا۔ لیکن جب وہ آخر میں میرے ہم خیال ہو گئے تو میں نے بھی انکی اس لغزش سے دلگز کی۔ اور انکی بے حوصلی کا خیال اپنے ڈسٹرکٹ کا ڈالا۔

اب دوبارہ قرارداد اور مشورہ کر کے چلنے کی صلاح ہے۔ تو پیش خانہ اقبال ہندوستان کی سہمت روائی کے لئے بنخالا گیا۔ اور میں نے فاستحکم پڑھا۔ ہندوستان کے پایہ تخت پر اپنے شکروں کے متعین کرنے کی تجویز میں نے اس طور پر کی کہ امیرزادہ پیر محمد جاگیر کو چوہیں ہزار سواروں کے ساتھ کابل میں حکمران تھا حکم دیا کہ وہ کوہ سلیمان کے راست سے ہندوستان میں جائے اور دیائے سندھ کو عبور کر کے صوبہ ملتان پر حملہ اور اُس کو فتح کرے امیر زادہ مذکور رشکر جرأتیuar کا سپہ سالار تھا۔

سلطان محمد خاں امیرزادہ رسم اور گرائی امیروں کو تھیں ہزاروں

بلانفار کے ساتھ حکم کیا کہ وہ بیانیے کے مدد کو عبور کرنے کے بعد کوہ شمیر کے دامن سے صوبہ لاہور پر حملہ کرنے کو بڑھیں۔ اور خود میں تیس ہزار سواروں کے ساتھ بغرض جنگ قلعہ ہندوستان روانہ ہوا۔ چونکہ میرے شکر کی مجموعی تعداد ۴۹ ہزار سواروں کی تھی۔ اور یہ عدوفنام پاک حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد ابی سباب مُجل کے ساتھ باہمی موافق و مطابق ہے۔ اس نے میرے اس کو نیک اور مبارک خال تصور کیا۔ غرض کی میں سوار ہو کر سرحد پر خشائی کے موضوع اندر را بیٹھاں ہوا اور وہاں پر کوہستان کتوں کے کافروں کی گوتھامی کر کے اونچیں سیدھا بنایا۔ اور پھر واراجستہ ہندوستان کے راستے میں اونچائیوں کی خشیر جماعت سدراہ اور محب زحمت تھی۔ اولن کو رام اور ہموار کرنے کی ہی نے یہ بھرپور کی کھس وقت بعض اونچائیوں کا لاد ہندوستان میں راہ زنی کر لئے اور آئیندہ دروند کو بھرپور کیلئے نے سن پایا۔ اور معلوم کیا کہ خاص کر جو سی خال افغان جو کہ قبیلہ کرس کا سردار کلال ہے اور اس نے اپنے راہ پر میرے محمد کے مقرر کردہ شکر شاہ اور فان پر جو کہ میرا کمال اور ہوانخواہ تھا اور قلعہ ایسا بس کی خلافت کر رہا تھا جملک دیا ہے۔ اور اسکو قتل کر کے تمام سانو سہمان جو کچھ بھی قلعیں موجود تھیں ایسا نہ تھا لوث نے گیا پس سے نیز میں وقت شکر شاہ مقتول کا بھائی

اور میں نے ایک سال کے اندر ہی ہندوستان کے دارالملک کو فتح کر کے اسی سال کے آخری یا یام میں لپٹنے والہ سلطنت کو واپس بھی آگیا۔

مالک گرجستان کے فتح کرنے کی تدبیر میں ہندوستان سے منظہر و منصور دا پس اگر میں ابھی اس سقوط و راز کی تھکن بھی دور نہ کر سکتا تھا کہ اتنے ہی میں غراقین کے حاکموں کی عرضیاں مجھے ملیں۔ انہوں نے لکھا تھا کہ گرجستان کے رضاپنی حد سے باہر قدم رکھتے ہیں۔ اور میر مالک پر دست درازی کر رہے ہیں۔ مجھم تو ہمیشہ فکڑا ہی رہتی تھی۔ کہ بادشاہوں کے لئے جنگ اور پھروہ بھی شریروں کے ساتھ ہے۔ بڑھ کر اور کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا۔ اور مالک گیری اوجہاں ستانی ہی ان کا شیوه ہونا چاہیئے۔ اب جو بے ایمان گرجستان کی سرکشی اور شہزادت کی خبر ملی۔ مجھم بھی بہتر نظر آیا کہ جلد ہی ان کو فتح دفع کرنا ضروری ہے۔ درنہ تاخیر کرنے اور دھیل ڈالنے میں اختلال ہے۔ کہ کہیں مالک مقبوضہ کے مفسد بھی شورش نہ پا کر دیں پس عجلت سے کام لیا۔ اور ہندوستان کے حملے سے جو سپاہی واپس آئے تھے ان کو یہ اختیار دیدیا کہ چار یا پانچ جنگ پڑھنیں۔ یا آرام و استراحت کے لئے اپنے گہروں میں رہیں۔ خراسان، قندھار، سیستان کریں۔

گیلان۔ مازندران اور فارس کے شکروں کے نام پر وائے صادر کئے کہ
 وہ مستعد جنگ ہو کر اصفہان کے اطراف میں لشکر ظفر پیکے سے آمدیں۔
 میں یہ تجویز کی کہہ را ایک ملک کے شوریدہ سہ اور زبردست لوگوں کو تشریف
 اور مشغیرت کروں۔ تاکہ میری ہمیلت میں وہ کسی قسم کا فتنہ و فساد نہ کر سکیں
 چنانچہ خراسان و فارس کے بعض زبردست سراغناوں کو ملک توران
 میں بھیج دیا۔ اور خراسان و فارس کی مملکت کو ان کی مخالفت کے لذتی
 سے پاک بنالیا۔ پھر کم تہمت چوت کر کے گزبان کے قلعوں کی سنجپڑ
 متوجہ ہو گیا۔ میں ہرام میں اس راستے پر عمل کرتا جس کو سپاہی بھی پسند
 کرتے تھے خود فولادی سر پر زردہ داؤ دی جسم میں شمشیر مصری کمر پہن
 اور بھاکر جنگ بھوئی اور معرکہ آرائی کے تخت پر بٹھا۔ اور توران کے
 دلیروں خراسان کے بہادروں۔ اور مازندران گیلان جوانہ نہیں
 کو صلاۓ جنگ و صید اٹھنی دشمن دے کر سیواں اور گرجستان
 کے قلعوں کو بزرگ شمشیر فتح کر لیا۔ جتنی مفسدہ دل کی چاہتیں ان قلعوں
 میں رہتی تھیں سب کی قطعی بخوبی کروی۔ اور ان قلعوں کیں جس قدر مال
 ملک کو نظر مند پہاڑ پر قسم کرو دیا۔ اسی سلسلہ میں آندر بائیجان کے

عفشوں اور ادا و بآشونوں کی بھی گوشہ نمایا کی۔ اور اس کے بعد ملطيہ کے قلعوں
کو فتح کرنے چلا گیا۔

ملطيہ کے قلعوں اور علاقوں کی تحریر سے مطین اور فارغ ہو کر لگے ہاتھوں
حلب اور حمص کی ولائیوں کو بھی مسخر کرنے کا خیال دامنگیز ہوا۔ اور یہ
صوبے تہذیبی سی توجہ ہی میں فتح کرنے کے لئے گئے۔ زان بعد مصروف شام کے
ملکوں پر عزم فوج بخشی کیا اور انہی تحریر کے امداد ہی چلا۔

تدبیر تحریر مصروف شام: قیصر روم نے یہ مناکہ میں نے سیوا اسی اور ملطيہ
اور دون کے ماتحت مقامات کے قلعوں کو فتح تحریر کر لیا ہے، اور اس کے جتنے
لشکر اس قلعوں میں تھے سب متفرق اور منتشر نیادا الابہت۔ تو قیصر کی غیر
کو جوش آیا۔ اور وہ قراپسٹ ترکمان کے انغو سے لہائی پر مستعد ہو گیا۔
قراپسٹ ترکمان بیگ لشکر کے حلکی تاب نہ لا کر بجا گما اور قیصر روم کی
پناہ میں چلا گیا تھا۔ اسی نے قیصر کو میرے ساتھ مقابد کرنے کے لئے
ثیار و انغو اکر لیا۔

قیصر کی شامت اور بر بادی کا وقت تو آہی گیا تھا قراپسٹ کی
شعلیب ایک بہانہ ہو گئی۔ اور اس نے بروہت جمعیت کے ساتھ میرے

مقابلہ کئے فوجکشی کی۔ قیصر نے اس حملہ میں مصروف شام کے عالاک کی فوجوں پر کو بھی اپنی مدد کیلئے طلب کیا تھا۔ بیس سو چھا کہ میں بھی اپنے شکر کے تین حصوں کوڑاں والوں تو بہتر سے رہ گئی فتح دشکست یہ دہلوں باقیں پہنچہ تقدیر میں مخفی بیس۔ کوئی نہیں جان سکتا کہ کامیابی کس کے حصے میں تھی۔ اور کون ناکامی کا ہنہ دیکھیں گا میں نے اپنے پہ سالاران افواج سے جنگ کھیلائی میں مشورہ کیا۔ تو انہوں نے پاہیوں کی سی رائے دی۔ اور اڑاٹی کو کہا۔ اگلی رائے تھی کہ خود ہی جنگ کی ابتداء کرنی چاہیئے۔ مگر میں نے اپنے دل کو ٹھوٹلا۔ تو اس نے یہ تجویز بتائی کہ قیصر کی آگ اور اُسکے جوش و خروش کو نرمی و گرمی کے ساتھ بھجاوں۔ اسلئے میں نے قیصر کو ایک خط لکھا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا۔

”اس خلائے زین دا سماں کا شکر ہے جسنو ہفت افلم کے اکثر ملکوں کو میرے نیز فرمان بنا دیا ہے۔ اور بادشاہوں اور حکمرانوں نے اسی عنایت و محنت سے میری اطاعت کا حلقة اپنے دل و جان ہیں ڈالا ہے جو نیدہ اپنی حدکو پہچان کر پھر انپی حد کے دائرہ میں باہر دلیری کا قدم درکھوا پس خدا کی رحمت پوتی ہے۔ یہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ تیرانجہ

اور تعلق کیاں جاکر ختم ہوتا ہے۔ اس نے تیرے مناسِ جال پھی ہے کہ جڑ
 دیباکی کا قدم نہ بڑھائے۔ اور اپنی تیئں بیٹھے بھاٹے آفت و مصیبت
 کے بھنوں میں نہ پھنسا سے۔ بدجتوں اور دولت کے رانے گئے لوگوں کی ایک
 جماعت کے بہکانے سے جوابی اغراض حاصل کرنے کیلئے تیرے دامن میں پناہ
 گزیں ہوئے ہیں۔ اوس تو بھڑوں کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فرب میں
 آؤ اور فتنہ و بر بادی کا دروازہ اپنے رو برو نہ کہلو۔ تھیں چاہیے کہ قرايوں کو خود
 میرے پاس ارسال کر دو۔ ورنہ پروہ تقدیر میں جو کچھ مخفی ہے۔ وہ دونوں شکار
 کے مقابلے میں آنے کے بعد تم پر آپ ہی گہل جائے گا۔

یہ خط خبرہ کا دل پھیلوں کے ہاتھوں قیصر کو صیحا اور جب تک ادھر سے کوئی
 جواب آئے۔ اس عرصہ میں اپنی مصلحت اور بہتری اسی بات میں دیکھی
 کر ملک شام کے پائی تخت پر حل کر دوں چنانچہ میں حلب اور حفص کے راست
 سے روانہ ہو گیا حلب میں پہنچنے پر مجھ معلوم ہوا کہ ملک فرج بن ملک بر ترق
 میرے آنے کی خبر پا کر مصر سے دمشق کو آرہا ہے۔ میں نے اس بات کا عالم
 ہوتے ہی عجلت کے ساتھ کوچ کیا۔ تاکہ مصر اور شام کی فوجوں کو یا ہم ملنے
 دونے۔ لیکن ملک فرج نے پشیدتی کر کے دمشق میں داخل کر لیا تھا۔ اور

اسکے سچھے ہی پیچھے آپنھا اور میں نے دشمن کو فتح کر لیا۔

مالک روم کی فتح اور قیصر کو خدا دکھانے کی تدبیر بہ نلک شام کو فتح اور اپس سلطنت کر لینے کے بعد میں نے مصروف شام کے باڈشاہ ملک افریق کو اپنے مقابلے سے گزیراں کر دیا تھا۔ کہ اتنے میں میرا الیچی قیصر روم ایلدرم کالغوا در غضب آور جواب بھی لے کر آگیا۔ اور اس نے زبانی عرض کیا کہ قیصر نے مصروف شام کی اوج کو مہنمہ ہونے کی خبر سنی تو وہ بناست فکر مندا اور بزم ہوا اور اب خود اپنے مقابلہ پر آنے کا سامان کر رہا ہے۔

میں دشمن اور نلک شام کے دیگر شہروں کو تباہ کر کے مصلح کے راستہ سے بنداد میں دارو ہوا۔ اور یہ تجویز کی کہ دیاں سے صوبہ آذربائیجان کی طرف روانہ ہوں تاکہ اگر قیصر اپنے ارادہ پر جما ہوا ہے تو اس کا پتہ چل جائے گا۔ خود قیصر زیکو جاتے ہوئے چند امیرزادوں کو زبردست فوجوں کے ساتھ بنداد پر حملہ کرنے بھیجا۔ حاکم بنداد سلطان احمد جلائڑا ایک نوکر فرخ نامی کو فلوادواری کا سامان اور کشیر سپاہ دیگر شہروں کا

لئے قیصر بیان روم کا قدیم قلب ہوا مسلمان فرمان راجھیوں نے مصروف دم اس شہر کو چینا سلاطین بہلائیں مسلمان یا یزید ایلدرم عثمانی ترک فرمازدا کو تیون قیصر لکھتا ہے جس سبھم،

کی حفاظت نکلے چھوڑ گیا تھا۔ میرے امیرزادے بغداد میں پہنچا اور انہوں کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ لوائی چھڑ گئی۔ امیرزادہ سخان نے یہ بحال مجہد کو لکھا اور میں نے مصالحت یہ دیکھی کہ خود چاکر بغداد کے قلعہ اور شہر کو فتح کر دوں چنانچہ میں تبریز کے راستہ ہی پٹ پڑا اور یلغار کر کے بغداد آپہنچا۔ یہاں پا گزی احتیاطوں اور تدبیر اور قلعہ گیری کے سامان کے دو ماہ اور چند دن لام کے بعد آخر قلعہ اور شہر دونوں فتح کر لئے۔

فرغ قلعہ دار ناکامی و ہمدردی کی شرم سے دریا سے وجہہ میں ڈوب جبرا میں شہر کے اندر داخل ہوا۔ حکم دیدیا کہ شہر کے تمام اوباش اور مفسدہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور شہر کی فصیل اور قلعوں کی عمارت کو منہدم کر کے زین کے برابر کروالیں۔

ادراس طفرستہ می کے بعد میں بغداد سے آور بائجان کی طرف داس گزیا اور کچھہ عرصہ تک اس نک میں قیام نہیں رہا۔

میں تبریز میں اقامت گزیں تھا کہ یہ بھرنی کی قیصر و مذہبے حلب حمسن اور دیار بکر پر اپنی فوجیں مامور کی ہیں۔ اور قرب البوسفت ترکمان جو بھجھتے بھاگ کر قیصر کے پاس پناہ گزیں تھا۔ بوک مارا راون

قافلوں کوستانے اور لوٹنے میں مصروف ہی جو کہ حرمین شرپین گوائے
جاتے ہیں۔ نیز اسی وقت ایک جماعت آئی اور وہ قرايوسف کے طلم و ستم
سے فریادتی اور دادخواہ ہوئی۔ اب مجھ پر واحب ہو گیا کہ قرايوسف کو اسکر
اعمال کی سترادوں۔ اور قیصر کو بھی خواب غفلت سو بیدار کروں۔

اس بارہ میں ہیں یہ تجویز کی کہ ہر ایک ماخت شہر اور قبیلہ سے ایک
ایک فوج طلب کروں اور ان کو فراہم کر کے قیصر پر حملہ آور ہوں جس
وقت یہ سب لشکر کر کٹھے ہو گئے۔ میں نے ماہ جب ۱۷۰۸ھ میں
آذربائیجان سے قیصر کے ساتھ معور ک آرائی کا ارادہ کر کے کوچ کر دیا اپنی
پنجھ فوجوں کو پہلے ہی سے مقرر کر دیا تھا۔ وہ مملکت روم پر حملہ آور
ہوں۔ اور ان کے بعد ایک نوج مامور کی کہ دہ لشکر بجزار کی منزلوں اور
سامان رسدرسانی کا ملاحظہ و انتظام کرنی رہے۔ پھر انگوریہ کے رہنماء
سے روانہ ہو گیا۔ قیصر چار لاکھ پیارہ و سوار پیاہ کی جمعیت سے میرے
مقابلہ اور مدافعت کیوں سے بڑھا اور ہمارے لشکر دوں میں باہم جنگ ہوئے
گئی۔ اس صورت میں بھی میری ہی فتح ہوئی۔ اور قیصر کو میرے پیاہ کی فتا
کر کے میرے حضور میلائے۔ اور میں اسکے بعد سات سال کی یورش کو

ختم کر کے منظف و منصور سہ قند کو واپس آگیا۔

تزوکات تیمور مقالات دوم

(قوانين و ائمین جہانگیری و جہاداری)

فرزندان - ملک گیر کامگوار اور بنا بر ذری القدر جہاندار!
 واضح ہو کہ مجھو خدائے پاک و بزرگی درگاہ سے اس بات کی اسید ہے
 کہ میرے فرزندوں اور پیٹے پوتوں میں سے بہت آدمی سلطنت و حکمرانی میں
 پرستی ممکن ہونگے۔ اسلئے میں اپنے امور سلطنت کے متعلق قواعد و ائمین بنانکر
 اور ان دوستیہ العمل کو قید تحریر میں لارہا ہوں۔ تاکہ میرے فرزندوں اور
 بیٹوں اور پوتوں میں سے ہر ایک اسی کے مطابق عمل کر کے میری آن
 سلطنت و شاہنشاہی کی خفاظت کرتا رہے جس کو میں بڑی تخلیفوں
 سعیتیوں۔ رہنمیوں اور معرفہ آرائیوں کے ذریعہ حاصل کر سکا۔ امراض
 خدا کی تائیدوں اور لیلت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت کی آل
 پاک اور اصحاب کرام کی دوستی کی یرکتوں سے اس پر فائز
 ہوں۔

میری غرض یہ ہو کہ میرے جانشین اپنے امیر سلطنت حکمرانی میں
قواعد و ضوابط کو دستور العمل بنائیں تاکہ جو دولت سلطنت مجھ سے
ان کو ملیگی و خلل اور زوال سے مامون رہے۔

اب فرزندان کا میا ب نامار اور بنائیں مالکستان ذمی الاقتدار
کاظمیہ یہی ہونا چاہیے کہ جس طرح میں نے بارہ باتوں کو اپنا طریقہ بنایا کہ
سلطنت حاصل کی۔ اور ان باہم امور یہی ذریعہ ملک گیری اور حکمرانی کے
اپنے تنخواہ فرمائی کو زیریں زینت دی۔ وہ بھی انہیں قواعد و ضوابط
پر عمل کریں۔ اور میری اور اپنی سلطنت کی حفاظت میں سرگرم رہیں۔
میں نے اپنی سلطنت و فرمادی کے جو قواعد باندھ رکھ تو انجملے
اول قاعدہ یہ تھا کہ دین خدا اور شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں رواج
دول اور پرشہ ہر چند دین اسلام کی تقویت کرتا رہوں۔

دوم یہ کیا نے بارہ طبقہ و گروہ کی جماعت کے ساتھ فتوحات حاصل کیں
اور فرمادی کی۔ میں نے اپنی سلطنت کے ارکان کو انہیں کے ذریعہ سے مشتمل
بنایا۔ اور اپنی مجلس کو بھی انہیں سو آراستہ کیا۔

سوم یہ کہ مشورہ تکمیلیہ تیر کی۔ احتیاط اور دو راندیشی و انجام میں۔

کے ویلے سے زبردست نیز دست فوجوں کو منہم بنا یا اور ملکوں کو قبضہ میں لایا۔ اور اپنی سلطنت کے کاروبار کو نرمی، درگذر، تحمل اور پشم پوشی کے ساتھ انجام دیتا رہا۔ دکتور اور شمنوں دونوں سے سلوک ہم بانی کی۔

چھٹو ہم۔ تورہ و خالطہ کے ساتھ اپنے کارخانہ سلطنت کی حفاظت

اور اس کا بند و سبب کیا۔ اور اسی پابندی آئین و خالطہ کے ذمیعہ اپنی تینیں ایسی مرتبہ پرتفائیم رکھا کہ امیر و فذیر اور سپاہ و رعایا ان میں سے ایک کو بھی اپنے مرتبہ سے تجاوز کرنے کی توانائی نہ مل سکی۔ اور سب کو حفظ مرتبہ کا پاس و حاظر رکھنے کی سخت تاکید رہی۔

پنجم میں نے اپنے سرداران فوج اور سپاہیوں کو سب سے اول رکھا اور ان کو زریور سے خوش بنا یا۔ ان کو بزم سرو میں باری یا جس کی وجہ سے آنہوں نے میدان جنگ میں جلنباڑیاں کیں۔ میں نے روپیہ پیس کو بھی سپاہ کے حوالہ کرنے میں تردود تماش نہیں کیا۔ بلکہ ان کے کاموں کو آسان بنانے کیلئے ان کی محنت و مشقت کو اپنے ذمہ لیتا تھا۔ اور سپاہیوں اور افسران سپاہ کی تربیت کرتا رہتا۔ تا انکے مردی و مردانگی کے یادو اور امیریوں اور سپہ سالاروں اور بیادروں کے الفاق کی بدولت

ستانیں بادشاہوں کی ساخت گاہوں کو بزرگ شیخ فتح کیا۔ اور ایران قرآن
ردِ مغرب۔ شام مصر عراق عرب و عجم۔ مازندران۔ گیلانات۔ سرداران
آذربایجان۔ خراسان۔ خراسان۔ دشت جند۔ دشت پچاہ۔ تخارزم۔ هفت
کابلستان۔ سرزمین باختر اور سندھ وستان کا بادشاہ اور فرمادار اپنا۔ اور اپنے
وقت سے قبائلے بادشاہی زیب جسم کی راحت و آرام اور علیش و عشرت سے
ترک تعلق کر لیا۔ بارہ برس کی عمر ہی سے شہسواری اور برداشت مصائب
و نکالیف کی عادت ڈالی۔ فوجوں کو نہ مریت دی۔ فوج اور سرداران پیاہ
سے دشمنی اور بذریبائی دیکھی۔ اور سُنی۔ مگر برا اشت اور حشیم پوشی کی کے بات
کو آیا گیا کروایا۔

ششم۔ عدل و انصاف کے ساتھ خلق خدا کو اپنی طرف سے خوش
رکھا۔ گناہ گکار اور بے گناہ دونوں پر رحم و کرم ہی کیا۔ بہمیشہ حق اور سچا
فیصلہ کیا۔ لوگوں کے دلوں میں احسان و اکرام کے فریبیہ گھر بنا یا۔ رعایا
کو سیاست اور انصاف کے مابین خوف و رجاء کی حالت میں رکھا۔ باکل
اپنی طرف سے آزا دنباویا۔ اور عدّے زیادہ سخت گیری کی۔ رعایا اور ماتحتوں
پر بہمیشہ نظر رحم رکھی۔ اور فوج کو الفعام ویمار بارے مظلوم کا حق ظالم بخوا

دلہ دیا۔ اور کسی پر مالی یا بدنی ظلم کرنے کا پختہ ثبوت ملا تو تو ائین شربوت کے مطابق اس کو بسراہی کسی کو دوسرے کے گناہ میں ہرگز نہیں پکڑا۔ جن لوگوں نے مجھ سے بدیاں کی تھیں اور مجھ پر تلواریں انھائی تھیں نیبی مقابله میں آئے تھے۔ میرے کام بگاڑے تھے اور ایک بار نہیں۔ بلکہ پار بار حب وہ میری طرف رجوع اور پناہ لائے میں کی عرفت و محترم کر کے ان کا رتبہ برپا یا۔ اور ان کی بداعمالیوں کو فراموش کر دیا۔ اور ان سے الیاسلوک کیا کہ اگر ان کے دل میں میری طرف سے کوئی شدید بھی تھا تو وہ بالکل وود ہو گیا۔

ہفتہم۔ ساوات ملما۔ اور شانچ کو اور دیگر عالمند اور دنیا کے حالات سے باخبر تاریخ دانوں کو اپنی صحبت میں چین لیا۔ ان کی تعلیم اور توقیر کی۔ بہادروں اور شیاعت والوں سے خاص طور پر صحبت رکھی۔ کیونکہ خدا کے پاک بھی شجاع آدمی کو پسند فرماتا ہے۔ علماء کے ساتھ صحبت رکھنا اور صاحب دل بزرگوں کی خبرگیری اور خاطرداری کرتے رہنا اپنا شیوه بنایا۔ اہل دل اور دریشوں سے دعا کے خیر کا طالب ہوا۔ اور ان کے متبرک الفاس سے فاتحہ (کشاکش کار) کی خواہش کی۔ دریشوں اور فقیروں

سے محبت رکھی۔ اور بھی ان کو آنندہ اور محروم نہیں بنایا۔ اپنی مجلس میں شری النفس اور بیگ لو آدمیوں کو آنے ہی نہیں۔ اور الگ کوئی ایسا آئی آجی کیا تو اس کی بات پر توجہ اور عمل نہ کیا۔ انہوں نے ہزار بار خلیاں لکھائیں اور وہ سروں کی بڑائیاں بیان کیں۔ مگر میتوں کی بات سنی ہی نہیں۔

تہشت میں نئے ہوا کی خنگی سے کام لیا جس کام کے کرنے کا ارادہ کر لیا ہے پرانی تھام توجہ اور تہمت اسکی طرف گناہی۔ اور جب تک وہ کام پورا نہ کر لیا اسکی طرف ہاتھ نہیں روکا۔ میں اپنے قول کا پختہ تھا۔ جو کچھ کہتا وہی کرتا۔ میں نے کسی پر خست گیری نہیں کی۔ اور نہ کوئی کام علیٰ اور غلب کے ساتھ کیا۔ یہ اسلئے کہ خدا نے تعالیٰ مجھ کو سخت نہ پڑا۔ اور میرے کام کو مجھ پر تنگ و دشوار نہ بنا فر۔ گذشتہ اور پیشین بادشاہوں کے قانون اور طرزِ عمل کے متعلق ہمیشہ علماء و مورثین سے سوال کر کے ہڑا کیے اطوار دافع اور طرز حکومت و طریقہ معاشرت سے آسکا ہی پانے کے بعد ان سبھوں کی بہترین صفات اور پسندیدہ ترین اوصاف کو چن کر ایک بہشتی قیمتی دستور العمل بنالیا۔ یہی دریافت کرتا رہا تھا کہ آخر زمانہ کے سلف بادشاہوں کی سلطنتوں میں کون اس بابے زدال آیا۔ اور کیا وجہ ہوئی کہ انکی

سلطنت نقل ہو کر دوسروں کے قبضہ میں چل گئیں۔ پھر ان ایسوں کو معلوم کر کے خود اون سے پرینہ کریا۔ اور ظلم و بدکاری جو کنسل کو نہ کر دیتی اور تحفظ اور وبا کی آفتیں لاتی ہیں اسے محترز رہنا بحید ضروری خیال کیا۔

تم۔ رعايا اور برایا کے حالات سکھ گا ہی حاصل کی۔ ان میں سے بڑی بڑی لوگوں سواد کی زبان بھائی اور پھر لوگوں اور علم مخلوق کو اپنے فرزند کی سجا گیا۔ کیا میں نے ہر کیا۔ ملک اور شہر کے مراج اور دہان باشد و نکی طبیعت سے بھی آسکا ہی بہم پہنچائی۔ ہر ک کے رہنے والوں اور دہان کے اشراف اور سداروں سے راہ درسم اور میل جوں پیدا کیا۔ ان مراج اور طبیعت کا نگہ معلوم کر کے اُسی کے موافق ان پر حاکم مقرر کیا۔ مجھ کو ہر وقت ہر ملک کے حالات کی پوری خبر رہتی تھی۔ یعنی لکھنے والے بادیانت اخبار نویس ہر ایک صوبہ و ملک میں مقرر کر کھٹکھٹک کر دے پیا اور رعایا کے اوضاع و اطوار۔ اعمال و افعال اور ان کے باہم بیش آنیوں کے معکوں کی خبریں مجھ کو لکھتے رہیں۔ اگر ان پر چہ نویسون کی تحریر مجھ کو خلاف راستی مطمی ہوتی تھی۔ اور ثبوت بل جاتا تھا کہ الواقع انہوں نے فلطبیانی سے کام لیا ہے تو ان کو سزا دیا تھا۔ اور حاکم اور پیا اور رعایا کے ظلم و جور کی جو خبر پاہا سکتا تھا اس پر اپنے انصاف و عدل سے گردیتا تھا۔

وہم۔ تک تاجیک عجم اور عرب کے قوموں میں سے جس گروہ اور قبیلے نے
میرے قلمرو میں اگر پناہی اور میری اطاعت قبول کی ان کے سواروں کا
میں نے ہنایت اعزاز و احترام کیا۔ اور عام اہل اقوام سے ان کے حرب
حال فرواؤ فرواؤ امہر بانی کی۔ ان میں سے جو لوگ اچھے اور نیک تھے ان کے
ساتھ نیکی اور احسان کیا۔ اور بدلوں کو ان کی بدی کے حوالہ کر دیا۔ کہ وہ خود
ہی اپنے کیف رکار کو پہنچ جائیں گے۔ مجھ سے جس شخص نے دوستی اور نیک
حلالی کی اسکی دوستی کی قدر میں نے فراموش نہیں کی۔ اس کے ساتھ برابر مرد
اور احسان کیا۔ اور جس نے میری خدمت کی میں نے بھی اسکی خدمت کا
حق ضروراً اکیا۔ اگر کسی نے میرے ساتھ دشمنی کی اور بعد میں وہ اپنی دشمنی
پر لشمان ہو کر پھر میرے زیر سایہ آگیا اور شرط آداب و اطاعت بجا لایا اسکی
دشمنی میں نے فراموش کر دی۔ اور اسکی دوستی و محبت پر اعتماد کر لیا چنانچہ
شیز بہرام ایک قبیلہ کا امیر اور میرا رفق تھا۔ لیکن عین کام کے وقت
میں مجھ کو چھوڑ دیا۔ دشمن سے جاملا۔ اور میرے مقابلہ پر آیا۔ آخر میرے
نمکن نے اس کو پکڑا۔ اور وہ پھر اگر میرا مطیع بن گیا۔ چونکہ وہ ایک ہیں
اور مرداں آدمی تھا اور خدمت گزاریاں کرچکا تھا۔ میں نے اسکی بد سلوکیوں کو

نظر انداز کر دیا۔ اور اسے عَزَّت و حِمْت کے ساتھ پی خدمت میں رکھ کر
اس کا مرتبہ بڑھایا۔ اور اس کی مردانگی کی وجہ سے اُس نے گناہوں کو
سنجش دیا۔

دُوازِ ہم۔ فرزندوں۔ عزیزوں۔ دستوں اور ہسائیوں اور اونٹوں کو
جو میرے دوست و آشنا اور شناسانچے دولت و نعمت کے وقت میں سب
کی خاطرداری اور مدد و کر تارہا۔ اور ان کا حق ادا کر دیا۔ فرزندوں اور عزیزوں
کے ساتھ رشتہ و قرابت کا سلسلہ نہیں توڑا۔ اور ان کے قتل کرنے یا قید
کرنے جانے کا کبھی حکم نہیں ویا جس شخص کو جس کنیڈ سے او طبیعت کا جان
لیا تھا اوس کے ساتھ اپنی شناخت کے موافق سلوک کر تارہا۔ اور چونکہ دینا کا
نیک و بد نہیں کچھ دیکھا تھا۔ اور بڑے تجربے اٹھا کر نئے اسلوُد و سوت و شون
سب سازگاریاں کرنے میں کامیاب ہوا۔

دُوازِ ہم۔ دوست اور شمن دنوں کی فوجوں اور سپاہیوں کو عزیز
خیال کیا۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی بیشتر رہنے والی چیز یعنی جان واخیاں کو
فانی مال کے عوض میں فروخت کیا کرتے ہیں۔ اور امید انہائے جنگ
نے جاں بازیاں اور سرفوشیاں کرتے رہتے ہیں۔ جس جوان نہ نے

و شمن کی طرف سے میرا مقابلہ کیا۔ اور اپنے آقا اور ولی نعمت سرستھی محبت
رکھنے والا پایا گیا۔ میں اس کی بڑی فدر کی۔ اور اس کو ولی نعمت پسند کیا۔ ایسا
جو شخص میرے پاس آیا میں اُسے اپنا مقصد بنایا۔ اور اس کو سچا وفادار ادا
گئیں سپاہی نے حق نعمت اور وفاداری کو فرمائش کر کے کامہ کے وقت
انپے مالک و آقا کو دغادی اوس سے روگردان ہو کر میرے پاس چلا آیا۔ اور
میں نے پدر تین و شمن جانا اور اُسی مرتبہ میں رکھا۔ تو قمش خان سے جگ ہوئے
کے وقت اس کے ماتحت سرداروں نے مجھے بارہا پیام اور عرضیے بھیے۔ اور اپنے
آقا اور مردی تو قمش خان کا حق نمک فرمائش کر کے میرے ساتھ آلنے
کو آمادہ ہو گئے۔ میں ان کو بہت سخت ملامت کی۔ اور جب وہ میر پاس
آگئے تو میں نے ول میں سوچا کہ انہوں لپٹنے قدم مالک سے دفانہ کی۔
تو میرے ساتھ کیا وفا کرنے لگے۔

چونکہ مجھے یہ تجھر ہو گیا تھا کہ جو سلطنت کسی دین و آئین پر قائم
ہوا اور قواعد و قوانین سے استوار نہ کی جائے اُس سلطنت میں شان شکوه
اور بندوبست ہرگز نہیں رہ سکتا۔ اور اس کی حالت ایک نگے آدمی کی
ہوتی ہے۔ کہ اس کوہرا ایک دیکھنے والا شرم و خجالت سے اینی ہو جائے۔

بند کر لے۔ بلکہ ایسی سلطنت بے در حاذہ اور حچت و دلیوار کے لہر کی طرح ہوتی ہے جسمیں ہر کنس و ناکس داخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نہ پنی سلطنت کی بنیاد کو اسلام کے دین و آمین اور قواعد و قوانین کے تقریب سے استحکام نختا۔ اور ملک رانی حکومت جو امور دو اقیامیہ پر پیش آتے انہیں ہمیشہ آمین و ضابطہ کے مطابق انجام دیا کرنا تھا۔

سب سے پہلا قاعدہ جو میرے دل میں آیا یہ تھا کہ شریعت محمدیہ صلم کی ترویج و تکمیل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے اپنے ماتحت عالک و صوبیات میں اسکو رواج دیا۔ اور استحکام نختا۔ اور اپنی سلطنت کو پابندی شریعت کے ساتھ آراستہ بنایا۔ دین مبین کے راجح کرنے کا یہ ڈھنگ اختیار کیا۔ کہ ایک ذی مرتبہ سید کو تمام مسلمانوں کا صدر و سردار مقرر کیا کہ وہ اوقات کی پابندی کرائے۔ اور متولیان مساجد اور امور دین کو مقرر کرے۔ ہر شہر اور سبھی میں قاضیوں اور قاضی القضاۃ مفتی اور محدث سب کی تعین کرے۔ اور سادات۔ علماء مشائخ۔ اور اہل اتحاق کے وظیفے اور جاگیریں مقرر کرنا ہے۔ فوج کے لئے جدا گانہ قاضی قاضی مقرر کیا اور ہمایا کے واسطے الگ قاضی کا تقرر کیا۔ ہر صوبہ و ملک میں ایک

شیخ الاسلام کا تقرر کر کے ہینجا کوہ مسلمانوں کو گناہ اور شرعی خلاف دنیوں سے روکے اور نیک اور اچھے کام کا حکم دے۔ یہ بھی حکم دیا کہ تمام شہروں میں مساجدیں اور خانقاہیں بنائی جائیں۔ عام رٹرکوں پر جہاں منزليں ہو اکتی ہیں سرائیں نعمیہ کی جائیں۔ اور دریا و میں پر پل باندھو جائیں مسلمانوں کو دینی سائل اور شرعی عقائد کی تعلیم عام دینے کیلئے ہر شہر میں نامور علماء و مدرسین کو مقرر کیا۔ کوہ علوم دینیہ لعینی تفسیر و حدیث اور فقہ کا وہ مسلمانوں کو دیتے رہیں۔

میر احکم تھا کہ حاکم محروس کے صدر الصلوٰۃ و را اور قاضی ہم شرعی اموک کو میر سے حضوریں پیش کرتے رہیں۔ اور وزیر انصاف کا تعین اس غرض سے کیا گیا تھا کہ وہ سپاہ اور رعایا کے عرفی مرا فعات کو میر سے پیش گواہ میں پہنچو سچایا کرے۔ میری ان دینی کوششیوں کا مبارک نتیجہ یہ تکلّا کہ کامل اسلام کو دینی قوانین و قواعد کے اجرا اور اسلام کی ترقی و شان پر علم حاصل ہوا۔ اور اس زمانہ کے نامور علماء کے اسلام نے یہ فتویٰ مکھا کہ چونکہ ہر سو بریں کے بعد خدا کے پاک دین محمدی کی تجدید و ترویج کے واسطے ایک مجدد پیدا کیا تا ہے اور اس آئھوں صندھی ہجری

میں دین اسلام کی تجدید امیر صاحب قران نے کی ہے۔ سیلے وہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجود ہیں اور میر سید شرفی نے جو اس زمانہ کے بہترین علمائیں سے تھے جو اس پانہ میں، ایک خطبہ میں مضمون لکھا کہ متقدمین و متاخرین علماء سب اس بات پر توافق ہیں کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر سو سال پھر اشعر تعالیٰ نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید کیلئے محبوبیدا کیا کرتا ہے۔ اور چونکہ اس آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں امیر صاحب قران نے دین منین کو رواج دیا اور دنیا کے ملکوں اور شہروں میں ہیں کی کوششوں سے شریعت اسلامیہ کا رواج و انتشار ہوا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ امیر صاحب قران دین کو رواج دیتے والے ہیں۔ اور وہ خاص خطبہ سب ذیل ہے:-

۱۰۷ اللہم انحضر فی نصرتِ دین محمد و اذْهَلْ فی نصرتِ دین محمد جعل انتِ را
حضرت رسالت پناہ الی بوسنا پاہشت مدرسال لدشت و در سر بر صدر سال
الشّریف شہزادہ تقدیس از برکتہ رواج دین رسول و تمییب خود هر قبیح
مجده سے ہر ایک نیست کہ تجدید و نعمت اکی خضریت غایب دا محمد نہ ڈر کے و در صدر
بمشیخت خدا شریف اپنے ہوا جنم کریں اما مجده و نعمت رواج دین دین اسلام بر ایک نیست

کر دین مطہری را در بیاد و مالک زوارج داده اند. و از پنجه علمائے سلف از احوال

مجدد آن دین شیع نموده و تصانیف خود نوشتند. ایں اثراز آلت کرد مصطفیٰ

اول از هجرت مجدد دین عمر بن عبد العزیز است که چون دین اسلام بوساطه

لعن و لعن کخوارج بر منابع حضرت علی تی لقتنید فسیحت شده بود. بر طرف

ساخت و لغرض وفاوستی که میان اهل اسلام بوقوع آمد. بود چنانچه

گروهی خلفاء راشدین را عن طعن مخصوص می داشتند و جمعی دیگر

بر امیر المؤمنین علی حسن و عباس لعن می کردند و با یکدیگر در مقام عقد

درینها نفت می بودند رفع نمود و تجدید دین کردند.

دور سرمهه دوم مجدد دین با مولی الشیعیه است که هفتاد و دو و نه سال

با اطلس را بر طرف نیسون خ ساخته نهیں بر حق سنت و جماعت را در ج داد

و علی بن موسی عصر راضی اللہ علیهم از خراسان طلب نمود و دویلی عبید

گردانید و با ذن و سه دیملکت تصرف می نمود.

دور سرمهه سوم مرد روح دین محمدی صلح مقتدر را مشهود مایی است که

چون قوم فراموش کردند ایشان ابو طاہر بود. بر کله مغلوب مستولی شد

دستی هزار مجرم را در روز عرقه قتل نموده بدرجه شهادت رسانید و جنگ اسود را
از ارکان خانه کعبه برکنند و بلاد اسلام خراب کرده قتل و غارت می نمود بدین حیثیت
دین اسلام ضعیف شد مقدار بیالله برای قوم شرکت شید والیشان برازداخت و
دین اسلام و شریعت را رواج داد.

و در سرماه چهارم از مردم جان دین محمدی صلعم عضد الدوله و می باشد که
چون بواسطه فتن و نجور مطبع لامرالله عباسی و ظلم توالي و لواحق دی دین اسلام
ضعیف شده بود و در بلاد اسلام انواع فتن و نهیات شیوع یافته بود
غضد الدوله و پیرا از خلافت غزل نموده پسرو سے طاریع باشد اهلی عهد
ساخت.

و عضد الا ول خود تقدیمی رواج دین شد و رفع ووفع بدعت و ناشر خطا
و ظلم و جنر نموده شریعت محمدی را رواج داد.

و در سرماه پنجم مرداد دین و شریعت سلطان سنجاب بن سلطان ملک
شاه است که شیخ احمد جامی و حکیم سنائی معاصر دی بوده داویدشان مرید بود
و درین آیام ملاحده و جهال دین اسلام را ضعیف ساخته بودند و می تقتل و

قمع ملاحده میا ورت نمود و پمرتبه در افلاع است و متابعت دین محمدی صلی
الله علیه وسلم می بالغی نمود که خلاف شریعت از وسیع است مثیب زده
و در سرماه ششم میبد دین غازان خان بن ارغون خان بیان ہائکو
خان است که چون دین اسلام بواسطہ استیلای کفره ترکستان ضعیف
شد و اللہ تعالیٰ غازان خان مُعْصِد ہزار ترک بر زنگیخت که همگی بیک مرتبه
در صحراء لار بدرست شیخ ابراهیم جموی ایمان آورده مسلمان شدند و
زبان بکلمہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ گویا ساختند.
و آثار کفر و بدعت برآمد اختنند و شریعت را در بلاد و امصار
رواج دادند.

هدو سرماه بیفتتم الجایتو سلطان بن ارغون خان است که لقب بی
سلطان محمد خدا بیند شد که در سن مذکور بعد از برادرش غازان خان تجارت
سلطنت نشست و چون میسامع و رسید که دین محمدی بر تربه ضعیف شده که
در نماز بعد از تفحید صلوات بر محمد و بر آل محمد نمیفرستند خود بر غاست
مسجد جامع سلطانیه حاضر آمد و حکم با حضار علماء اسلام نمود.

از افق پیش بر پیش ب صلوات و تبریک تاون بر سینه پیر و آل پیغمبر سوال نمود
علماء بالاتفاق گفتند که حکم خدا است تعالیٰ لے صلوات بر محمد و بر آل محمد
باید فرستاد.

و درین وقت جمیع از علماء گفتند که امام شافعی نماز را بدون صلوات
بر محمد و آل محمد قاسد شمرده و جمیع گفتند که امام اعظم فرمود که نماز است که
صلوات بر محمد و آل محمد مقرون نباشد یکی از است.

آنکاه از علماء سوال کرد که چرا بر پیک از آل و سے در صلوات ذکر نمی
گنند. و در صلوات بر خاتم انبیا ذکر می گنند چون علماء در جواب فرمانند
سلطان افعت.

مرا در جواب ایس سوال دو دلیل بخاطر میرسد. اول آنکه چون ثمنیکن
و سے را ابتدا خوانند ایز و تعلصه ابتدا را بر الشیان انداخت کر نسل الشیان
منقطع شده و اگر پاشند بهم الشیان را کشیدند ز دنام نبرد و درست آل
پیغمبر را قدر بهم رسیدند که تقدیم او الشیان را جز خدا است تحلیلی دیگرے
بنلند و در صلوات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را الشیان درود

می فرستند۔

دیگر آں کہ ادیانِ مجمعِ انبیاء و رسول و عملِ ایشان دریعرض نہیں د
تبديل بود و امضا کے احکام دین ایشان علی اللہ و املازِ حرم بیوی پنچالا
دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاقیا سدن تغیرہ و تبدل دراں را
خواہ دیاافت۔

پس برمتا بیان آں حضرت لازم پاشد کہ درصلوات بتنا بعت نام
مبارک آں حضرت راذکر میکنند او لا و رائیز فرکر نہتہ تا برامت معلوم شود
کہ ما میان دینِ محمدی و مفسران و حجی الہی و حافظان شریعتِ احمدی
ایشانند و وارث علوم انبیاء و مسلمین اند و علوم دین و فرائیں اسلام اذ
ایشان فرگیرند و بتا بعت و حضرت ایشان را لوازم شنازند
چون سلطان ایز کلامات رائیز بیان ساختا نیک کہ در جو جمع آمدہ بودند
بیک مرتبہ زبانِ بصیرات پیغمبر و آں پیغمبر کشاوند۔

آں گاہ سلطان گفت کہ چون اول آں محمد علی و آخر ایشان محمد علی
سو نجود است پس ما یا سمعت کہ در جو کچھ بخوبی ادا کریں اور تواند شر قدر تو خدا کا
و اگر خدا یہم غاصب باشد۔

وچوں کلمات سلطان بس امع خاص و عام رسید ہمہ علماء اذ عان نہ نود
 بعد اذ عان علماء سلطان امر نہ نود کہ چوں حقیقت بریں منوال است
 با پد کے خطبہ بنام اہل بیت بخواند و سکے بنام الشیاں بزند و آپنے علماء دین
 وقت فتویٰ نوشتہ اذ عان نہ نودہ اند ایں است کہ ابجا یتو سلطان مروج
 دین و شریعت اند۔

و در سرائے بہشم امیر صاحب قران است که در امصار و اقطار عالم شریعت
 را رواج داده و سادات و علماء اعزاز و احترام نہ نودہ و باذن ذریت آل
 رسول اللہ در طک ولصافت کرده اند یہ

میر سید شریف کا یہ خط پاک میں نے شکریہ ایزوی ادا کیا۔ اور حضرت
 رسول خدا اور اون کی آل بیاں سے التجاکی مجھے وین اسلام و شریعت
 محمدیہ مسلم کی تجدید کی توفیق حاصل ہو۔ اس خط کو جنسہ اپنے پیر کر خیریت
 میں بھیج دیا۔ اور اونھوں نے اس کے حاشیہ پر یہ لکھ کر مجھے
 والپس بھیج یا۔

و دین و شریعت کی روایت دینے والے تیمور صاحب قران خدا انکی
 مدد کرے۔ معلوم رہتے کہ یہ امر ایک بڑا فضل ایزوی اور ثابت یہ رہا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے آن قطب سلطنت کو دین میں نئی جان ڈالنے اور شریعت کو رواج دینے کی توفیق عطا کی ہے۔ تم اور زیادہ مستعدی دکھاوتا کہ نہیں اس مرتبہ میں فرید اضافہ ہو۔“

پیر کے تحفظ خاص سے آراستہ خط میرے پاس آیا۔ تو میں نے مشائخ سادات اور علماء کی نظریم و توقیر میں اضافہ کر دیا۔ اور شریعت کو رواج دینے میں پہلے سے بدرجہ ازادگی کو شبیش کرنے لگا میں نے حکم دیا کہ سید شریف کے اس خط کی نقل میرے واقعات کی کتاب میں درج کریں۔ اور اصل کو بھی محفوظ رکھیں۔

میر سید شریف کے خط کا ترجیح یہ ہو خدا یا اسکی مدود کر جو دین محمد کی مدد کرے۔ اور اسے پرستیان کر جو دین محمد کو پرستیان کرنے علماء سلف نے ہر صدی کے آغاز پر تجدید کا کام کرنے والوں کی جو کیفیت اپنی لفظ میں لکھی ہے۔ اوسکا خلاصہ یہ ہو۔

بھرت۔ کے بعد پہلی صدی کے سرے میں دین کے مجدد عمر عبدالعزیز ہوئے۔ خارجی میروں پر علاییہ حضرت علی کو لعن طعن کرتے تھے۔ اور دین اسلام اس سے ضعیف ہو گیا تھا۔ حضرت عبد العزیز نے اس روائی کو

بند کیا۔ اہل اسلام میں باہم بغض و عداوت پیدا ہو گئے تھے۔ ایک دوسرے
شخص خلفا کے راشدین پر اور ایک جماعت امیر المؤمنین علی و حسن و عباس
پر طعن کرتی تھی۔ اور ایک دوسرے سے تقصیب اور منافقت کہتا تھے۔ عمر الغفرنی
نے اوسے دور کر کے دین کی تجدید کی۔

دوسری صدی کے سرے میں دین کے مجدد ماموں الرشید ہوئے
کہ ۲۷ مذہب باطلہ کو بر طرف و منسوخ کر کے مذہب برحق سنت و جماعت کو
نواج دیا۔ اور علی ابن حیفہ رضی اللہ عنہم کو خراسان ٹلب کر کے اپنا ولیعہ بنایا
اور اسکی اجازت ملکت پر متصرف ہوئے۔

ثیسیری صدی کے سرے میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مردی مقدار
باشد عیاسی ہوئے کیونکہ قوم قرامط جس کا رئیس ابو طاہر تھا۔ لہ مغلظہ پرستوی ہو گئی
اور تمیس ہزار بیلے گناہوں کو عرفہ کے دن قتل کر کے مشہید کیا۔ اور جھر اسود
کوارکان خانہ کعبہ سے اٹھاڑ دالا۔ اور اسلامی بلاد کو خراب کر کے قتل و نفارت
کا بازار لگرم کرنے سو دین اسلام کو ضعیف کیا۔ مقتدر بالا نے اس
قوم پر شکر کشی کی۔ اور اس کوتہ و بالا کر کے دین اسلام اور شریعت
کو روایج دیا۔

چو تھی صدی کے آغاز میں مجدد مرد جان دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عضد الدولہ ملی ہے۔ مطبع لامر اشرعباسی کے فقی خجورا در اس کے ہاتھیں اور ما تھوڑے کے ظلم سے دین اسلام کمزور ہو گیا تھا۔ اور اسلامی مالک میں طرح طرح کی خرابیاں اور بدبیاں شائع ہو گئی تھیں۔ عضد الدولہ نے اوسے خلافت سے مغزول کر کے اس کے بیٹے طائیع باللہ کو ولی عہد بنایا۔ اور خود دین کو رائج کرنے کا متصدی و فیل بن کرد گاہ و تاشروقات اور جور و ظلم کو دو کر کے شریعت محمدی کو رواج دیا۔

پانچویں صدی کے شروع میں دین و شریعت کا مرد جو سلطان سخن بن سلطان ملکشاہ ہوا۔ احمد جامی اور حکیم منائی اس کے ہمضر تھے۔ اور وہ ان کا مرید تھا۔ ان دونوں مخدوں اور جاہلوں نے اسلام کے دین کو کمزور کر کر کھا تھا۔ اوس نے ملاحدہ کے قلعہ تمع پر کمر تھی استوار کی۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و تابعیت میں اس قدر ثابت قدم رہا کہ مقام العمر اس سے کوئی امر خلاف شریعت سرزنش نہ ہے۔

پھٹی صدی کے سر پر دین کا مجدد غازی ٹال بن ارغوان خان

بن ہلا کو خان ہوا جب دین اسلام چرکستان کے کفار کے غلبہ استبلہ

کے محفوظ ہی ہیں۔ اور نئی علوم انبیا و مسلمین کے وارث اور کے علوم دین
اور فرائیض اسلام ادن سے سیکھیں۔ اور ان کی تابیداری اور عزت کو
وازنات میں سے شمار کریں۔

جو ہنی سلطان کی زبان سے یہ کلمات بدلنے کے تمام عاضرین مسجد نے
ایک ساتھ پیغمبر اور آل پیغمبر پر درود پیغنا شروع کر دیا۔ پھر سلطان نے
بہا جب آل محمد میں سے اول علی اور آخری محمد جہدی موعود میں۔ تو ہم پر
لازم ہے کہ لکھ محمد میں ان کی اولاد کے اذن پیغمبر حرف نہ کریں۔ اور اگر
بلا اذن کریں تو فاصلب ہون گئے جب سلطان کے یہ کلمات خاص فرم عام
کے کانوں تک پہنچ گئے۔ تو سب علمائے اسے شیلیم کیا۔ علمائی تسلیم کے
بعد سلطان نے حکم دیا کہ جب حقیقت یہ ہے تو لانہم ہے کہ خطبہ اہل بیت
کے نام کا پڑھا جائے۔ اور سکونت کے نام سے منصوب ہو۔ علماء سے
یہ فتویٰ دلانے کی وجہ سے الجایتو سلطان مروج و حبیں شریعت
قرار پاتا ہے۔

آٹھویں صدی کے آغاز پر امیر صاحب قرآن نے امصار و قطر
علمیں شریعت کو راج دنے کے سادات و علماء کا اعزاز و احترام کیا

اگر فرمیت آں رسول اللہ کے اون سے فکر میں تصرف کیا، (ترجمہ تتم شد) دین و خریث کے اہتمام سے فارغ ہو کر میں نے اپنی سلطنت کے کارخانے کا قاعدہ و قانون مرتب کیا۔ اور اپنی سلطنت کے مراتب کے متعلق جو صابط و قاعدہ بنایا۔ اوس پر عمل کرنارہ۔ اس غرض کے لئے میں نے یہ قواعد قائم کئے۔

اول یہ کہ اپنی سلطنت کے قواعد کو وین اسلام اور تسلیت خیلانام اور آنحضرت کے واحب الاحترام اصحاب اور آل کی محبت سے استوار کیا۔ اور اپنی سلطنت کے مرتبہ کی تکمید اشت فضول للہد و قوانین سے اس طرح کروی کہ کسی کو میری سلطنت میں دست اندازی کی چوراٹ نہ پڑ سکتی تھی۔

دوسرم سپاہ اور عزیت کو امید اور خوف کے مرتبہ میں رکھتا۔ دوست و دشمن سے مروت اور مادا کا سلوك مرعی رکھ کر ان کی لفڑا رکردار سے تحمل و تفافل کے ساتھ ڈگنڈ کرتا اور دوست و دشمن میں سے جو شخص مجھ تک کوئی التجا لاتا تو دوستوں سے ایسی مروت کرتا کہ ان کی دوستی اور بڑھ جاتی۔ اور دشمنوں سے ہیسا سلوك کرتا کہ ان کی دشمنی دوستی

سے بدل جاتی۔ اگر کسی شخص کا جنگل پر کچھ حق ہوتا تو اسکے حق کو بھی خدائ نہ کتا اور اگر کسی سے عیان پہچان ہو جاتی تو اسے بھی نظر سے نہ گرتا۔ ان تمام لوگوں کو وجود دولت سلطنت کی ابتداء کے زمانہ میں میری طرف رجوع لائیختے خواہ و نیک تھیں یا بد۔ اور خواہ مجھ سے کسی کی تھی یا بدی جو ہنسی تخت سلطنت پر بھی اپنے احسان کا شمندہ بنالیا۔ ان کی یہ یور کو جو مجہہ سے کی تھیں بھول گیا۔ اور ان کے نامہ اعمال پر عفو کا خط کینج دیا۔

سوم کسی شخص سے انتقام لینے کے درپے نہ ہوا۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے مجھ سے بدی کی تھی خدا کے سپرد کیا۔ ارباب شجاعت اور مردان کا درکوہ آئزو کار کی خاطر مدارات کرتا۔ اور سیل لوگوں سعادات و علم و فضل کو یا بلاتا میں یاد رہتا اور شریروں بنقسوں اور لیسوں کو اپنی محابی سے دور رکھتا۔

چہارم خلق خدا کو کشادہ روئی اور رحم و شفقت سے اپنا گردیدہ بنالیا مدن و ایندیات سے رام کر لیا۔ اور جور و ظلم سے دور رہا۔ ان ایام میں میر پیر نے جمعہ یہ محدث ابو المنصور تیمور ایدہ اللہ تعالیٰ کو معلوم رہے کہ سلطنت کا کارخانہ خدا کی کارخانہ کا ہی ایک نمونہ ہے۔ کہ جس میں عملہ فعلہ۔

ذائب اور حاجب ہوئیں اور ہر کیک اپنی اپنی جگہ اپنے کام میں مشغول

رہتا ہے۔ اول پنے مرتبہ سے بخاذ نہیں کرتا اور امر الہی کا منتظر رہتا ہے۔
پس شجو احتیا طکری چاہئے۔ کہ پہ سالار زن۔ بکار ہوں۔ عمال۔ بشکر ہوں
اور وزرا میں سے ہر ایک اپنی اپنی حد کے اندر رہ کر حکم کا منتظر ہے۔ اسی
طرح ہر قوم اور گروہ کو اپنے اپنے مرتبہ پر قائم رکھے۔ تاکہ تیری سلطنت
کا نظام و انتظام درست رہے۔ اور اگر تو نے ہر چیز اور شخص کے متعلق حقیقت
مراقب کا انتظام نہ کیا تو امو سلطنت میں بہت خلل اور فساد رونما ہو جائے گا
پس لازم ہے کہ تو ہر چیز اور ہر شخص کا پایہ قدر و منزلت نکاح رکھی۔ اعادل محمد
کے مرتبہ کو تمام مرتبوں سے اعلیٰ و برتر رکھے کہ ان کی تعلیم و تکریم بجا آتا رہی۔
اور ان کی محبت میں افراط کرنے کو اسراف نہ بھجو۔ کیونکہ جو کچھ بھی خدا کے لئے
ہے آسمیں اسراف کا شایبہ نہیں ہو سکتا۔ اور سلطنت کے بارہ گروہوں سے
اپنے آپ کو آراستہ پیراشہ رکھے۔ والسلام۔

جب پنے پیر کا یہ خط مجھ کو ملا میں نے ان کے ارشادات کی تعییں میں
مراقب سلطنت کو نسق و انتظام سے آراستہ کیا۔ اور مرتبہ سلطنت کو ضوابط
و قانون سے متن کیا۔ اور بارہ گروہوں سے اپنی سلطنت کو حکم دیا۔
اور ان بارہ گروہوں کو آسمان کے بارہ برجوں اور سال کے بارہ بیہوں

کی طرح اپنی سلطنت کے کارخانے کے پارہ ستون قرار دیا۔
اول گروہ سادات علماء مشائخ اور فضلاں کو اپنے ہاں بادیا۔ اور وہ ہمہ بیشی
میری بارگاہ میں آمد و شد رکھتا۔ میری مجلس کو بڑی بیب وزیریت آراستہ کر کے
مسئل علوم دینی و حکمتی و عقلی کا چھرچاڑ کہتے اور میں حلال و حرام کے مسائل
فکر سے پوچھتا رہتا۔

وہ سرگزار وہ غفلتمندوں اور اصحاب مشورت اور باب حرم و احتیاط اور
پیرانہ سال مردمان عاتیت انڈش کا نخا جن کو میں اپنی مجلس خاص میں با
وٹتا۔ اور ان سے محبت رکبہ کر فائدہ اٹھاتا۔ ورجھ بھال کرتا۔

تیسرا گزارہ ارباب دعا کا فتحا جزیں محترم رکھتا اور خلوت میں اون سے
دعا کے سینکری التجا رکتا۔ اون کو دعو کر کے مجالس و مخالف لذم و بزم میں
اوون سے برکت کامل پائتا۔ اون جنگ کے ایام میں ان کی طفیل فتح و ظفر کا مہمہ
دیکھتا۔ چنانچہ میں وقت میر الشکر تو قمش خاں کو لشکر کی کشہت سے جنگ میں بھڑک
بیتا تو میر غنیما الدین سبزداری۔ نے کہ صاحب الرعوت نہوا اپنا سرنگا کر کے
ذعل کے لئے ہاتھ اٹھاتے۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اوس کا اثر خدا ہر گویا
ہے۔ میں طرح ایک وقت میرے حرم میں سے ایک کو بہایت سخت مرض لاحق

ہو گیا بارہ و عاگو سید جمع ہوئے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی ہمیں کو سے ایک ایک سال بخشدیا۔ وقت نہ رست ہو گئی اور بارہ سال اور زندہ رہی۔

چوتھے گروہ امراء و سربراںگان و پس ساناران کو اپنی مجلسیں میں ذن دے رکھا تھا۔ اور علی مرتقب اُن کو سر بلند کرتا۔ اور صحبت رکھہ کر ان سے ماتقین پوچھتا۔ اور با بخشادعت کو جو تلوار کے جوہر دکھا پکھے ہوتے وہ سب رکھتا اور غنیمہ، معزز آرامی میں در آنے اور اس سے باہر نکلنے۔ شہر کی صفوں کو اولٹ دیتے اور برآمد کرنے اور جرب ضرب اور حیقتوں شہنشہ کے تعلق اون سے سوال کرتا۔ مدار ملامات سپاہگری میں اون پر اعتماد رکھتا۔ اور اون سے مشورہ لینتا۔

پانچویں گروہ سپاہ و رعیت کو ایک آنکھ سے دیکھتا۔ فوج کے پیاروں کو مکر بند و ترکش خاص سے متاز کرتا۔ اور ہر ملک کے ہنر واروں اور بیسوں اور مغزیں سملکت کو محترم رکھہ کر اوہیں انعام دیتا۔ اور اون سے فرع اُنھاں سپاہ کو پیش نظر رکھتا۔ تھواہ مطابیر سے پہلے ادا کر دیتا۔ پیانچ رومن کی ہمیں میں سات سال کی تھواہ لگ دشت دائیں دیکھ دیکھ دی۔ اور سپاہ یعنیا کو اس طرح غبیط و غایبیں رکھتا کہ کوئی ایک دوسرے پر جو روشنی نہ کر سکتا۔

جلد سپاہ کو اپنے اپنے درجہ پر لیسا پا بند رکھتا کہ کوئی اپنی حد سے ایک قدم آگے نہ دھرن سکتا۔ ان کے مرتبہ کوئی دن بدن بلند بلند کرتا جاتا۔ اور نہ لپٹ لپٹ دادو جس کسی سے کوئی نایاں خدمت نہ ہو میں آئی اوسے فتحنامہ اور العام سے ممتاز کرتا۔ اور عام سپاہ میں سے جس کسی کو بیانِ عقل و شجاعت اہل پاٹا اور تربیت و سیاست سے امارت کے درجہ تک پہنچا دینا۔ اور اون کی کارگزاریوں کے حسب حال ان کے مراتب میں اضافہ کرتا رہتا۔

چھٹا گروہ راسخ الاعتقاد اور معتقد خود مندوں کا تھا جو اس قابل پائے نگئے کہ امیر سلطنت کے راز اون کی تحویل میں رکھوں اور معاملات سلطنت میں اون سے مشورہ کیا کروں۔ اس گروہ کو میں نے اپنے پوشیدہ اسرار کا این اور اپنے تمام مخفی امور اور اسرار کا انہیں نہیں بھیجا رہتا یا۔

ساتواں گروہ میں نے وزیروں نویں نویں دوں اور اپنی سلطنت کے دلوان کے منشیوں سے آراستہ کیا۔ اور ان کو اپنے مالک کا آئینہ دار بناؤ کر ان کا فرضیہ قرار دیا کہ ذوالکمال و ملکت اور سپاہ و عیّت کے حالات و کوئی جمیڈ پر واضح کر تھیں۔ وہ میری سپاہ، عیّت اور خزانہ کو معمور کرتے۔ جہاں کہیں ملک میں کوئی رخنہ پڑ جاتا۔ اوسے درست و مناسب تحریر سے بذرکرتے۔ میری

سلطنت کے کارخانہ کے ابواب آمدی و خروج کو مضمون بنا نے رہتے اور ملک کی تو قیریمیوری میں سی کرتے۔

آہوں گروہ حکماء و اطباء و مخہمان اور مہندسوں کا تھا۔ جو لہ کارخانہ سلطنت کا مصالح منصوبہ تھے ہیں۔ ان لوگوں کو میں نے اپنے گرد جمع کیا حکماء و اطباء کے اتفاق سے بیماروں کا معالجہ کرتا۔ اور مخہموں کے طبقے سے ستاروں کے آیام کی سعادت و نجاست ان کی حرکت اور افلاک کی گردش کی لیغیت مشخص کرتا اور مہندسوں (ابنخیروں) کے اتفاق سے عالیشان عمارتیں تعمیر کیں۔ اور باغات کو تیار کرایا۔

تو وال گروہ محدثوں اور ارباب اخبار و قصص کا تھا۔ ان لوگوں کو میں اپنے تک بار دینا۔ اور ان سے ابیناً و اولیاً کے تققے اور سلامیں ماذ کے حالات کے کہیں طرح مرتبہ سلطنت تک پہنچنے اور کیسے ان کی حکومتوں میں زوال آیا۔ سنا کرنا تھا۔ اور ان کے کو الیف و قصص اور ہر ایک کی لگتنا و کردار سے تخبرہ حاصل کرنا۔ وینما حالات و آثار بھی ان لوگوں سے سننا اور اس طرح احوال علم سے آگاہی پاتا رہنا تھا۔

دسوں گروہ مشائخ و صوفیوں اور خدا رسیدہ عارفوں کا تھا۔ میں

اول سے قریب ہوا۔ اون اسی صحبت رکھتا۔ فوائد آخرت حاصل کرنا خدا کی باتیں سُنتا اور ان کے خواصیں عروات۔ اور کرامت مشابہہ کرتا۔ اون میں کی صحبت سے مجھے کامل سرور اور حضور قلب حاصل ہوتا۔

گیارہواں گروہ بُرْقُم و صنوف کے ارباب صنعت کو اپنے دولت خاذیں جمع کیا۔ ان کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ سفر و حضور و مہورت میں سپاہ کی ضروریاں کو تیار رکھا کریں۔

یارہواں گروہ بُرْلَک کے مساڑوں۔ سیاحوں اور جہاں نوروں کی خاطر واری کرتا۔ تاکہ مالک عالم کی جنیں مجھے تک پہنچانے تے رہیں پڑوں اور قافلہ سالاروں کو ہدایت کر کھی تھی۔ لختا و ختن۔ جیں ماچیں۔ ہندوستان و مالک عرب و مصر و شام و روم اور جزائر فرنگ العرض جس ملک و علاقے میں جائیں وہاں سے میرے لئے متاع نقیس اور مناسب تحالف لایا کریں۔ اور دہاں کے باشندوں کے اوضاع و الہوار و احوال سے ہجو آگاہ کرتے رہیں۔ اور یہ بھی طریقہ رتایا کریں کہ بُرْلَک کے حکماں کا سلوک اپنی رعایا سو کیسا ہے۔

ترک و تاجیک اور عرب و عجم لوگوں میں سے جو بیہبیے پاس المقاالت

ان کے لئے بھی یہ انتظام کر کپاٹھا کروں اور انہیں سے جو اشخاص بساوات دے علماء ہوں ان کا اعزاز و احترام کیا جائے۔ اور وہ جو غرض نہ کرائے ہوں اور سے پوکار کے ہر طرفے ان کی خاطرداری کیجاۓ۔ اگر وہ لوگ سپاہی پیشہ ہوں تو ان کو ملازمت میں نے کھسب لیاقت پر ورش کیجاۓ۔ اگر درباب حرفت و مناسعات ہوں تو سلطنت کے کار خلنوں میں انہیں کام پر مکاریا جائے۔ جو فقیر و مساکین ہوں۔ ان میں سے جس قدر کسی کام کی ہتھاعتوں والہ بیت رکھتے ہوں انہیں مناسب حال خدمت پر مأمور کر دیا جائے۔

تجارت کی روتفت کے لئے حکم دے کر کپاٹھا کر گئی تاجر کا اس المال ضائع ہو جائے اس کو اس قدر دو پیہ دیدیا جائے کہ وہ پھر ان پا اس المال ہم پڑھا لے مسی طرح جو مزارد و کاشتکار زراعت و کاشتکاری کے سامان سے محروم ہو جائے اور سے لوازمات زراعت و آبادی ذیئے جائیں۔ اور جو لوگ سچے گزاری کا پیشہ اختیار کرنا چاہیں ان کو سپاہی بنایا جائے۔ اور اگر سپاہی زادہ ضائع و مسیل ہو تو خواہ وہ کسی گروہ کا ہو اسے منصب دیکر مناسب طالع ترتیب دیں۔

میں ایک حکم یہ پتا کر خواہ کوئی شخص کسی طائفہ و گروہ کا میری محل۔

یہ آئے اور میری سلطنت کے خواں لمحتے محرم نہ لوٹایا جائے جس شخص کو مجھ تک بارلا کیا جائے اور میری نظر اور پر طریقہ جائے اُس کے حسب حال غلعت والعام دیا جائے۔ اور جو شخص گناہ گارہویا بے گناہ میری عدالت کے ایوان میں عاضر ہو جائے اُس کو خندیدا جائے اور دوسرا دفعہ پر گناہ پر اوسی خطکے مناسبت مثال منزوی جائے۔

اپنی سلطنت کی مضبوطی واستقلال کے لئے یہ انتظامات کئے ہیں۔

بارہ چیزروں کو میں نے اپنا شعار بنایا تاکہ باستقلال تمام تخت سلطنت پر ممکن رہیوں۔ اور مجھے اس کا صحرا ہو گیا ہے کہ جو باشنا ان بارہ چیزروں سے عاری ہو سلطنت بہر و نہیں ہو سکتا۔

اولاً چاہیئے کہ قول فعل خداوس کا اپنا ہو۔ یعنی سپاہ و رعیت جانتی رہے کہ جو کچھ بادشاہ کہتا اور کرتا ہے۔ خود کہتا اور کرتا ہے کسی دوسرا کو اس میں خل نہیں۔ پس لازم ہے کہ بادشاہ دوسروں کے قول عمل پر اس طبق سے عمل نہ کرے کہ وہ مرتبہ سلطنت میں شرکیہ ہو جائیں۔ اگرچہ یہ لازم ہے کہ تمام اشخاص کی اچھی باتوں کو خوبیں لیا کر سکے۔ مگر نہ اس طور پر کہ وہ قول فعل سے امور سلطنت میں شرکیت

غالب ہو چاہیں۔

دوسرے سلطان کو لازم ہے کہ ہر امر میں عدالت سے کام ہے۔ اور وزارتے منصف و عادل کو اپنی خدمت میں مامور کرے۔ کیونکہ اگر باوشاہ ظالم ہو تو وزیر عادل اسکا تذکر لے لے گی۔ لیکن اگر وزیر ظالم ہو تو جلد خانہ سلطنت خراب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ امیر سین کا ایک وزیر تھا بڑا ظالم۔ جو حق و ناحق سپاہ و عیش سے جرمانے وصول کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی غرض میں اس پرے الصاف وزیر کے فلم سے امیر سین کی سلطنت خراب ہو گئی۔ سوم ہر امر فہری میں استقلال سے کام ہے۔ اور بذات خود حکم دے تاکہ کسی دوسرے کو اس حکم میں داخل دینے اور اوسے برلنے کی تاب ہی نہ رہے۔

چہارم اپنے ارادہ پر نکلا ہے۔ اور جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے تلوڑے نہیں۔ اور جب تک اوتھے تمام تک نہ پہنچا۔ اسے باز نہ آتے۔ پاسخوں اور اجرائے احکام ہے۔ جو حکم دے چاہیے۔ کہ وہ چاری بھی ہو جائے۔ اور کسی کو اس حکم کے لذکر نے کی جو اس نہ ہو۔ خواہ اس حکم

سے ضروری منصوبہ چنانچہ ہیں نے سنا ہر کو سلطان محمود غزنوی نے ایک پتھر کی نسبت حکم دیا کہ غزنی کے میدان میں ڈال دیا جائے۔ اوس پتھر سے لوگوں کو لھوڑے بدل جاتے تھے۔ مگر ہند لوگوں نے عرض کیا کہ اس پتھر کو راستے اٹھوا دیا جائے یہی جواب دیتا کہ یہ نے حکم دیا ہے۔ اپنے حکم سے نہیں ہٹ سکتا۔ اور اسکے خلاف حکم نہیں دی سکتا۔

ششم اپنی سلطنت کے امور کو مستقل طور پر کسی دوسرے کے پر وہ کرے۔ اور عنان اختیار دوسرے کے ہاتھ میں نہ دے کیونکہ دنیا غیر ہے۔ اور اسکے بیشمار فاشت ہیں۔ زیادہ حصہ لئے گا اور وہ شخص ہے اختیار دیا گیا ہے سلطنت پر مال ہو کر مرتبہ سلطنت پر متصف ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعے کیا۔ اور اس سے مرتبہ سلطنت پر طرف کر کے خود متصف و قابل ہو گئے۔ پس لازم ہے کہ امور سلطنت کو چند معتبر و عقلاً شخص کے ہاتھ کر دے۔ تاکہ شخص اپنے کام میں شفول رہے۔ اور سلطنت کے تفصیل ملنے نہ رکے۔

ہفتم۔ امور سلطنت میں شخص کی بات نہ جواہی معلوم ہوادے خرمندیوں میں محفوظ رکھنے سب وقت پر کام میں لائے۔

ہشتم۔ امور سلطنت اور معاملات سپاہ و عجیت میں شرخ نہ کے
قول فعل پر عمل نہ کرے۔ اصرار و نزد امیں سے الگ کوئی کسی شخص کے حق میں
کوئی بات اچھی یا بُری کہوتا تو اسے سُن ضرور نہیں بلکہ جب تک حقیقت
حال ظاہر نہ ہو جائے اور پر عمل نہ کرے۔

نهم۔ اپنی سلطنت کا رعب سپاہ و رعایا کے دلوں میں اس طور سے
بڑھادے کہ کسی کو اس کے احکام سے سرتاہی کایا راندہ جاؤ اور اسکی
تا بعد اداری و متابعت سے سکرشنی نہ کر سکے۔

دهم۔ جو کچھ کرے اپنی ذات کے اور جو کچھ ہے اوس پر راست رہے
کیونکہ با دشام کے پاس حکم فرمائی کے اعتراض کے سواب و حتمیت اور
کوئی چیز نہیں ہوتی خزانہ لشکر عجیت جو کچھ ہے کہو با دشاموں کے لئے
اوون کا یہی حکم ہوتا ہے۔

یازیں۔ امور سلطنت اور اپنے احکام کے اجراء میں اپنی آپ کو نہ تیک
ہو جانے اور کسی کو سلطنت میں شرکیں نہ بنائے۔

یازیں۔ اپنی مجلس کے لوگوں کے حالات باخبر رہے۔ ادبیاتی
برستے۔ کیونکہ اکثر عیوب کے مثلاشی رہتے اور باہر خبر میں پہنچا دیتے ہیں۔

ادر بادشاہ کی گفتار و گوار سے امراء و وزرا کو مطلع کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ صورت
بھیجی پیش آئی کیونکہ بیری مجلس خاص کے چند آدمی امراء، وزراء کے حاسوس
ثابت ہوئے ہیں۔

قانون ہمدرد اشت سپاہ

میں نے حکم دیا کہ جب دس اصلیں و کارکرڈہ سپاہی جمع ہو جائیں
تو ان میں سے ایک کو جو ہر شجاعت و مردمی سے منماز ہو باقی نو شخصوں کی صلاح
درضامندی سے اون پر امیر نباشد یا جائے۔ اولیں کا نام اون باشی (ردہ باشی)
رکھا جائے۔

اون جب دس اون باشی جمع ہو جائیں تو ان میں سے ایک کو جو وکارکرڈی
و کارکرڈی سے آرامشہ ہو ان پر امیر نباشد کروز باشی (سردار صدقہ فرنی) کا نام دیا
جائے۔ اون جب یوز باشی جمع ہو جائیں تو کسی ماتل اصلیں بہادر اور مردانہ
امیرزادہ کو ان پر افسوس نہ کریں، باشی و امیرزادہ کا خطاب دیا جائے۔
اون باشیوں کو میں نے اختیار دیدیا کہ ان کے ماتخونوں میں سے اگر لوگی مارے
یا بھاگ جائے تو اسکی جگہ دوسرے کو مقرر کر لیں۔ اسی طرح یوز باشیوں کو
اون باشی کے تقریکا اور بن باشی کو یوز باشی کے تقریکا اختیار دے کر حکم دیا

کہ فوست یا فزار اور دسرے کے تقریبی پروٹ با قاعدہ میر خسرو میں ارسال کیا
گریں۔ نیز حکم دیا کہ چار یچار (جنگی قواعد و خدمت) اور امو سلطنت میں بن باشی
کا حکم یوز باشی پر یونڈ باشی کا ادن باشی پر اور ادن باشی کا متحفظ نفری پر
جاری ہوگا۔ اگر کوئی عدو حکمی کرے تو اس سے سزا دیجائے۔ اگر چار یچار میں کوئی تباہی
کرے تو اسے خارج کر کے دوسرے کو مقرر کر دیں ہے۔

سپاہ کی تنخواہ مقرر کرنے کا فاؤنڈ قاعدہ

میں نے حکم دیا کہ سپاہ کے امرے بن باشیوں یوز باشیوں وہ باشیوں اور
سوار سپاہی کا علوغہ اس طرح مقرر کریں۔

سوار سپاہی کا علوغہ ابشرط احصالت و سپاہی اس کی گھبڑی کی قیمت
کے برابر مقرر کیا جائے۔ اور بہانہ دل کا علوغہ دو سے چار گھوڑوں کی قیمت
کے برابر معین ہو۔ اور ادن باشی کا علوغہ ماتحت سپاہی کے دس گونہ علوغہ
کے برابر یوز باشی کا علوغہ ادن باشی کے چند علوغہ کے برابر اور این باشی
کا یوز باشی سے تکلفنا۔

اوہ حکم دیا کہ سپاہ میں سے جو کوئی چار یچار میں کوتاہی کرے اوہ کی تنخواہ میں سے

دسوال حصہ کم کر دیں۔ اور کہ اون باشی اپنی تنخواہ یوتہ باشی کی تصدیق پر لے۔ یوز باشی بن باشی کی تصدیق پر اور بن باشی امیر الامر اور کی تصدیق پر امیر الامر اکا علوفہ اس کے ماتحتوں کے وہ گوشے کے برابر مقرر کیا۔ اور دیوان بیگی و وزراء کا امر، سے دس گنا۔ بسا دلوں و جادلوں (ترتیب وہندگان) اور فلسفیوں (تحصیلوں) کا علوفہ ایکہر سر دس نہ رک۔

اہل مجلس، دوبار کے سادات علماء، فضلائی حکماء، اطباء، بخموں، دوستا گویوں اور قصہ خوانوں کے لئے ان کے حسب طال سیور غال (جاگیر)، ذمیہ اور تنخواہیں مقرر کیں۔ اور پیاہہ سپاہی خدام اور فرمانوں کی تنخواہ ایک سو سے ایک نہ رک نہیں کی۔ اول حکم دیا کہ امیر الامر اپنی تنخواہ دیوان بیگی اور وزرا کی تصدیق سے دھول کیا کرے۔ ایور دیوان بیگی اور وزراء میں سے ہر ایک کی تنخواہ کے کاغذات میرے حضور پیش ہوں۔ پھر تنخواہ ملا کرے۔ نیز حکم دیا کہ سپاہیں ہر ایک شخص کو اسکی تنخواہ کا (یرینغ) پر چہ دسند کبھ کروالا کیا جائے۔ اور جو رقم اور سے ادا کی جائے اوس یرینغ کی پشت پر اس کی دصولی درج کیجیا کرے۔

تختواہ کی برآمدگی اور سپاہ ناک پہنچانے کا فاعل

حکم دیا کہ پیادہ سپاہ قلعہ گیوں، بسادلوں اور جاولوں نے ایک سالہ تختواہ خزانہ سے برآمدگر کے دیوان خانہ میں لائی جایا کرے۔ اور وہاں ان کو ادا ہوا کرے۔ اور کہ تمام سوار سپاہ اور ہبادروں کی ششماہی تختواہ خزانہ سے برآمدگر کے ادا ہوا کرے۔ اون باشی اور یوز باشی کو شہری دملکی مال یا مال سے نقد ادائیگی کی برات (برداز) مالیہ ملا کرے بن باشیوں کو صوبوں میں نقد تختواہ کے عوض بتول (جاگیر) دی جائیں۔ اور امارات اور امیرالمرامہ کو سرحدوں پر صوبے عطا ہیوں۔ ان صوبوں کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ تمام ممالک اور ولایات (صوبجات) کی آمد کو تقسیم کر کے کم و بیش رقم کی یعنی ستحیر کی جائیں۔ اور ان یہ نئوں کو دیوان خانہ میں لا کر ہر ایک امیر اور بن باشی کو ایک ایک یہ نئے دی جائے۔ اگر کسی یہ نئے (فرمان و پرداز شاہی) کی قسم اس کی تختواہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو کسی دوسرے کے یہ نئے میں حصہ دار بنادیا جائے۔ اور اگر کم مقدار ہو تو دوسرے کے یہ نئے میں حصہ دار بنادیا جائے۔ اور حکم دیا کہ کوئی امیر اور بن باشی اپنی یہ نئے کی رقم اصرحت و مجب

زائدگی و صول میں رعایا سے اصل مال اور سادری و فنلنڈ اور شیلان سے
ہرگز زیادہ طلب نہ کرے۔ شیلان معاوضہ طعام کا نیکس تھا۔ سادری پشکش
کو کہتے ہیں۔ اور فنلنڈ بھی ایک زائد نیکس تھا۔ جس طرح بندوستان میں اب
بھی زمینداروں یعنی رعایا سے ہل مالیہ پر ۴۴۔۲۵ فیصدی کی مقدار میں زائد
نیکس یا جبوب لوکل ریٹ (تغییم سٹرک وغیرہ) پوار ملیہ وغیرہ کی بابت لئے
جاتے ہیں۔ یہاں بھی جب جاگیر دار اصل مالیہ اور جبوب خود و صول کرتا ہے
تو اس کا حق صرف ہل مالیہ پر ہوتا ہے نہ زائد جبوب کی رقم وہ پھر سکارہ کو دادا
کر دیتا ہے۔ ملن اور حکم دیا کہ میں علکت اور صوبہ کو جاگیر میں دیا جائے۔ میں
دو وزیر مامور کئے جائیں۔ ایک تک کی جمع و آمدنی کو ضبط تحریر میں لانا ہے
اور رعنیت کا انظام کرے۔ تاکہ رعنیت کے عال میں خرابی واقع نہ ہو۔ اور
جاگیر دار رعایا پر ظلم و تعدی نہ کر سکے۔ اور جو کچھ وصول کرے اس کو خزانی میں جمع
کر اتا رہے۔ اور دوسرے وزیر خرچ کا حساب کہو۔ اور آمدنی کو سپاہ پر قسم
کرے۔ اور کہہ بہرامیر کو بے جاگیر ملی ہوئیں سال تک جاگیر داری پر فایہ رکھنے
کے بعد ملاحظہ کیا جائے۔ اگر اس کا مکاں آباد اور رعایا خوش تھا تو اسی جاگیر سونو
کر کے اس ولایت کو پھر شاہی میں والیں لے لیا جائے۔ اور اس جاگیر دار

کو تین سال تک کوئی علوفہ نہ دیا جائے۔

نیز حکم دیا کہ رعایا سے مالیہ محض رعب اور ڈر سے وصول کیا جائے تو کہ زدہ کو بے کیونکہ جس حاکم کا حکم چاہب و تازیہ اس سے کتر اندر کھٹا ہو دہ حکومت کے لائق نہیں۔

فرزندوں اور پتوں کے مواجب کے مراتب

حکم دیا کہ فرزند اول محمد جان گیوہ جو میر اولیٰ عہد بھی ہے۔ بارہ ہزار سواروں کا علوفہ اور ایک ولایت کی آمدی لیا کرے۔ اور وہ سرالٹ کا عمر شیخ دس ہزار سواروں کا علوفہ اور ایک ولایت کی آمدی ہے۔ قیصر الٹ کا بیراں شاہ نو ہزار سواروں کا علوفہ لیا کرے۔ اور ایک ولایت کی آمدی۔ چوتھا الٹ کا شاہ نو سات ہزار سواروں کا علوفہ اور ایک ولایت لے پتوں کے لئے ان کی استعداد کے حسب حال تین ہزار سے سات ہزار تک سواروں کا علوفہ اور متوسطہ مقرر فرمائے۔ اور وہ کو لوگوں کو جو مجھ سے قرابت کہی ہوئی تھے ان کی لیا تات در اصلیت اور اارت دریاست کے مطابق امیر اول سے لیکر امیرنظام تک کے مرتبہ عطا کئے جانے کا حکم دے کر فرمان کیا کہ ہر ایک اپنے مرتبہ کی حد کے اندر رہ کر اس سے ہرگز تجاوز نہ کرے۔ جب اسکے خلاف ظاہر ہو تو باز پرس کچھا نہیں۔

میں نے میوں خوشیوں اور امرار و فزر کی سیاست کے معاملہ میں حکم دیا کہ اگر میوں میں سے کوئی سلطنت کا مدعی بخاتے تو اسے مارنے اور باز منع کی جرأت نہیں گا۔ ذ اسکے کسی خصو کونا حص و بینکار کیا جائے۔ بلکہ صرف نظر پیدا و قید کرو یا بانجھے تاو قیتا کرو۔ وہ اپنے دعوی سو بازہ آجائے اور اس طرح سو خدا کا ملک فسادی محفوظ ہو جائے۔

پتوں اور خوشیوں میں سے اگر کوئی مخالفت کرے تو اسے درویش بنایا جائے امراء غرباً ملک کا حصار ہوتے ہیں۔ اس لئے کام کے وقت اسکی سبھی سے ثقافت ظاہر ہو تو اس کو امارت و ریاست سے مغول کر دیا جائے اور اگر کسی سے ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے ملک میں فساد پڑا ہو تو اس کے تابع گردہ میں تنزل کر دیا جائے۔ اور اگر اپنے گھر کے کاموں میں سستی دکھائی تو اس سے منشیوں کے زمرہ میں داخل کر دیا جائے۔ اگرچہ ہر اوس سے تفضیل کو تاہمی سرزد ہو تو اس سے پھر بارہ دیا جائے۔ اور ملازمت سے الگ کر دیا جائے۔ فزراء کے معاملہ میں جو کہ سلسلہ دولت کے مقصد اور معتبر ہوتے ہیں حکم دیا کہ اگر کسی سے امور سلطنت میں خیانت ظاہر ہو تو اس سلطنت کا ارادہ کر لیا ہو تو اس کے قتل کرنے میں جلدی فکی جائے۔ بلکہ تحقیقات

کیجا سے کہ ان پر الزام مکھانے والا اور اس کے گواہ کیسے لوگ ہیں۔ اور اول

ان لوگوں کی راستی اور درست گوئی کا پروپر اسٹھان کیا جائے۔ یکنونکہ حا
او منفتری بہت بولتے ہیں جو محض طمع و حسد کی وجہ سے جھوٹی بات کو راستی کا

لباس پہنادیتے ہیں تاکہ اپنی غرض نکال لیں۔ اس طرح سے یہم سنلوں میں
سے بہت سے ایسو بوتے ہیں جو شمنان دولت کے مکروہ دولت کو مفاری و حیلہ گزی
سے خراب کر کے حصہ ملکت میں انداہ مکروہ عذر خشہ ڈال دیتے ہیں۔

چنانچہ امیر حسین گی نے میرے ایک وزیر سے سازش کر کے اوسے آمادہ کیا
کہ تجھے کو امیر تجوڑا اور امیر جاکو سے دیسری سلطنت کے بازوں تھے برق نہ کر دے
میں اس راز کو فراست پا گیا۔ اور جو اسیں ان کے برخلاف تجوہ کی جاتی تھیں
ان کو ان سے سمجھتا۔ اسی طرح میرے مقربوں میں سے چند لوگوں نے ازدھ
حسد و لذت اور اس کی نسبت جو سبق اور اصرار کیاں ہیں تھا جھوٹی باتیں
طلوت و جلوت میں نسلکتے رہ کر آغز تھوڑا ایسا بذکن اور برافروختہ کر دیا کہ میں
بلائج روپ و تحقیقات ایک دن غصب میں اگر اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر آخر کا
حقیقت سہل گئی کہ ان لوگوں نے امیر عرب اس سکسی حق میں محض فداری و بے ایمانی
کی تھی۔ تو اسوقت سخت نادم اس پیشگان ہوا۔

سیفہ مال کے فردا میں سے جو خزانہ اور ملکت ہیں اگر کوئی سرکاری مالیات میں تغلب و تصریح کرے اور اس تغلب کی مقدار اور اسکی تنخواہ کے برابر ہو تو اسے انعام کی رقم میں محاسبہ کر دیا جائے۔ اور دو تنخواہوں کے برابر تغلب کیا ہو تو انکی تنخواہ میں سے جو رکار لیں اور اگر تین تنخواہوں کے برابر تصریح کیا گیا ہو تو پیشکش گویہ رقم اونچے وصول کریں۔ اور میں نے حکم دیا کہ اعتبار و اعتماد کے ملک سونپیا جائے جو پھر سبھے اعتبار کیا ہو ساس کو بے اعتبار دنیا بنا دیا جائے۔ تاکہ سلطنت کو خطا کاری نہ پہنچ جائے۔ اور ارباب غرض و اشرار اور حاسدوں کی باتیں وزیر وکیح میں نہ سُسٹیں۔ کیونکہ اس طبقہ کے ہمیشہ بہت دشمن ہوتے ہیں۔ سب اہل عالم دنیا بہوتے ہیں۔ اگر فرزان کی رعایت کریں تو خیانت کے ملکب ہوتے ہیں۔ اور اگر رعایت نہ کریں تو لوگ ان کی شتمی پر کمر باندھ لیتے ہیں۔

چھتائیے خان (پسر جنگی خان) کا ایک وزیر تھا۔ مامورین خزانہ اس کے نام کی بہار طلاقی اشرفیوں کی رقم لکھ رکھی تھی۔ ایک دن یہ حساب خان کے ملاحظ میں لائے۔ تو اس نے وزیر کو منحاطب کر کے غصے سے کہا تو پست نظرت آدمی خانہ ہوا ہے کہ میرے جیسے بادشاہ کا وزیر ہو کریری ملکت میں سے الیسی تہواری سے رقم پر تصریح کیا۔ وزیر غلمند تھا۔ سمجھ گیا کہ یہ عتاب درحقیقت احسان اور اسکی

خطا کی پرده پوشی ہے۔ اسی وقت گیا اور جو کچھ پاس تھا لاکر خان کی نند کرویا اور اپنی عزت و اعتبار کو چالیا۔

سپاہ میں سے اگر کوئی شخص اپنی حد سے بجا و ذکر کے کسی پر دست پر ظلم کرے تو اسے مظلوم کے حوالہ کر دیا جائے تاکہ اپنی داداں سے حاصل کرے۔

کائنات ان وکلہ خدایاں دینبڑا رہ ستر پنج اگر رعایا میں سے کسی فرد ظلم کریں تو ظلم کی نعیت اور ان کی استطاعت حسب حال ان پر مجرما نہ کیا جائے اور اگر کوئی حاکم و داروغہ از را ظلم عیت کو خراب کرے تو اسے نہ لوچا۔ اور میں نے حکم سے رکھا تھا کہ اگر ثبوت جرم کے بعد گناہ گھا پر جرم ایکجا جائے تو بدئی سنگری دیں۔ بدئی مزار تازیا نہ ادیکا تو جرم ایکجا کریں۔

چور کے متعلق عام فرمان جاری کر کہا تھا کہ جہاں ہوا اور جس کسی کو اس سے کیفر کردار کو پہنچا یا جائے۔ اور جس کسی نے کسی شخص کا مال جوڑے قدمی سے چینا ہو۔ اوس سے وہ مال لے کر صل مالک کو دلوادیا جائے یا تی جرائم مثلاً کسی کے دانت توڑ دینا۔ اندھا کر دینا۔ زنا کرنا وغیرہ کا اگر کسی سے ارتکاب ہو تو اس کو دیوان میں پیش کیا جائے۔ اگر جرم امور شرعاً کے

متعلق ہو تو قاضی اسلام اس کے متعلق حکم دے۔ الگ جرم ملکی غنو وال طسوی تعلق رکھتا ہو تو قاضی اور اس تحقیقات کر کے میر حضور پورٹ بھیجے ہوں گے۔

وزراء کی نگہداشت کا قانون و صراحت

میں حکم دیا کہ وزراء کے لفڑ کے وقت چار صفتیں کو باحتیاط دیکھ لیا جائے۔ اول اصلاح و نجاح۔ دوم عقل و کیاست۔ سوم سپاہ و رعیت سے نیک سلوک۔ اور اچھا بڑو کرنے کی عادت۔ چہارم۔ برداشت و سلامت روای۔ جو شخص ان چار اوصاف سے متصف ہو۔ صرف اُسی کو وزارت کے مرتبہ کے قابل سمجھا جائے۔ اوسی وزیر و مشیر مقرر کریں۔ اور امور ملکت و معاملات سپاہ و رعیت کی عنان اس کے پرد کر کے اسوقت اوسی چار پنزوں سے امتیاز بخنا جائے یعنی اعتماد و اختیار و اقتدار سے۔

وزارت کے لئے پوری طرح سے اہل الیسا وزیر ہوتا ہے جو امور ملکی اور معاملات مال کا بندوبست یکی و نیک ذاتی اور من سلوک سوکرتا ہو۔ جہاں سے نہ لینا چاہیئے۔ وہاں سے نہ لے۔ جہاں نہ دینا متناسب ہو۔ وہاں نہ اور امر و نواہی میں سنجابت و اصلاح کے آثار اوس سے ظاہر ہوتے ہیں۔

لُفاقِ دروز نمازی کی کوئی بات اس سے ہو یاد نہ ہو۔ سپاہ و رعیت میں سے بہتر خصوص کانا نام نہیں سے لے کسی کی نسبت نہ بد کہنے نہ سُنے۔ اگر کسی سے بدی دیکھ تو ایسا سلوک کرے کہ وہ شخص بدی سے بازا جائے۔ اور اپنے سے بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کرتا ہو۔ تاکہ وہ اُسکی طرف رجوع لے آئے۔

جو وزیر لوگوں کی نسبت بدکھتا اور بدستا ہو۔ دروز نمازی کرتا ہو۔ اور نیک لوگوں کو اس کینہ کی وجہ سے جو اُسکے دل میں ان کی نسبت ہو خراب کرے تو اوس کو وزارت سے مغرول کر دیا جائے۔ بدراویوں، حاصلوں، کینہ دروں اور شیرروں کو وزارت نہ دی جائے۔ کینکہ سفلوں اور اشارکی وزارت کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کو دولت سلطنت جلد زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملک شاہ سبوحی نے اپنے وزیر نظام الملک کو جو تمام نیک اوصاف سوارست تھے۔ مغرول اُسکے ایک شیر سفلہ کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ تو اوس کی بد نفسی شمارت اور بد اعمالی سے باوشاہی سلطنت منہدم ہو گئی۔ اس طرح مستصمم بالعباسی نے اب علقمی کو جو حسد و کینہ کی بڑائیاں رکھتا ہتا اپنا وزیر بنایا تو اس شخص نے بوجہ اس کینہ کے جواوے سے خلیفہ سے تھا۔ ایک طرف منافقانہ پاتوں سے خلیفہ کو پرچاڑے رکھا۔ اور دوسری طرف بلا کو خاں کو ترغیب دلا کر

خلیفہ کے سر پر چڑھا لیا۔ اور خلیفہ کو گرفتار کر کے اسکا وہ حشر کرایا جو بوا۔ پس ایسے شخص کو ہی چوں صیل و نجیب نیکدات اور نیکو کار ہو وزیر بنایا جائے کیونکہ اصل خطاب نہیں کرتا۔ اور بد مثال سے بھی وفا نہیں ہوتی جو دوسری اٹھاتی نفس اور راستی سے وزارت کے فرائض سراخا مدم۔ اور امور ملکی و مالی کا اصرام دویانت و امانت اوسلاخت کرے اور مرتب عالیہ پر ترقی دی جائے اگر کوئی وزیر شرارت و بُدنی سے معاملات سراخا مدم تباہ ہو۔ تو جلدی یہ تجھی سکلیں گما کے اس سلطنت کے خیر و برکت اٹھ جائے گی۔

دانا وزیر وہ ہے جو دشمنی و نرمی دوں سے کام لے۔ زہبت سخت ہو از حد نرم۔ اگر زیادہ نرمی سے کام لے گا۔ تو دنیا اللب اور طماع لوگ اور دبائیں گے۔ اور اگر زیادہ سختی کرے گا تو اوس سے بھاگ جائیں گے اور اس کی طرف رجوع نہیں لائیں گے۔ پس دانا وزیر وہ ہے جو کارخانہ سلطنت کا انتظام حسن سلوک اور سمجھی سے کرے۔ امور سلطنت میں تحمل و بروباری سے کام لے اور معاملات کو نہایت سختی و نرمی سے فیصل کرے۔ ایسے وزیر کو سلطنت میں شرکیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ سلطنت ملک و خزانہ لشکر سے قائم ہوتی ہے۔ اور یہ تینوں چیزوں دانا وزیر کی مدد سے مصلح و مکمل

پاتی ہیں۔

بامع الاعلاف وزیر وہ ہے کہ اگر اس سے سمجھی ناما نایم سلوک ہو تو دل میں اس بات کا کینہ اور غصہ نہ رہے۔ اگر کینہ درا در منافق ہو تو اس سے ہوشیار رہنا پاچا ہیئے۔ کہ سیادا دشمنان دولت سے سازہ باز کر کے خزانہ اولشکر کو نغتسل نہ کر دے۔

عقل وزیر وہ ہے کہ ایک ہاتھ رعیت کے سر پر کبوائے دوسرا سپاہ پر جہاں سے لینا نہ واجب ہوتا ہے۔ جہاں دینا اندازہ ہوتا ہے وے خرم و احتیاط کو ہاتھ سے نہ دے۔ راستی و درستی سے معامل کرے۔ نظر انجام کا پر رکھئے اور معاملات کے نظم و نسق میں دشمن کو ہر وقت پیش نظر رکھئے۔

کاروان اور کارگزار وزیر وہ ہے جو ملک کی آبادی و رعیت کی فلاح سپاہ کی جمیع الخاطری اور خزانہ کی توفیر کا خیال رکھتا ہو۔ جو اموال سلطنت کے لئے مفید ہوں۔ ان کے اجراء میں سستی کرے۔ اور جو مضر ہوں ان کے وقیفہ میں مال و جان سے کوشش رہے۔ اور سپاہ و رعیت کے معاملات کو حیر و صلاح کے راستہ پر حلپنار ہنر سے فیصل کرے۔

نیک خصال فذرید ہے جس کے نیک اعمال اس کے بنا فعال پر قدر
 رہیں میں نے سنا ہے کہ نظام الملک کے نیک فعل افعال مغلوب پر غالب تھے
 چنانچہ ایک وقت اس نے حج کا ارادہ کیا۔ تو اہل اشہر میں سے ایک نے اوسے
 کہا کہ تیرا یہی عمل خیر جو تجوہ سے ملک شاہ کی سلطنت میں صادر ہو رہا ہے یعنی
 خدا کی مخلوق تجوہ سے مستفید ہو رہی ہے۔ حج کے برابر ہے۔ ملی بن قطعی کی شب
 جو ہاروں الرشید کا ذیرِ تقلب ہے بتایا گیا ہے کہ خلق خدا کو اس سے بہت فائدہ
 پہنچتا تھا۔ ایک دن اس نے وزارت چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تو آمس دین میں سے
 ایک نے اوسے کہا کہ تجوہ پر درگاہ غلبیہ میں منصب وزارت پر ملائم رہنا اور
 اس نے الگ نہ ہونا واجب ہی کیونکہ تجوہ سے جو لفظ و امداد بندگان خدا کو
 مل رہی ہے۔ وہ تیرے تمام باقی افعال و اعمال حسنة سے ثواب میں
 بڑھی ہوئی ہے۔

مجھ سے یہ بھی روایت گلگئی ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ علیہ
 وسلم سے سوال کیا گیا کہ اگر آپ نبوت و رسالت پر مسیوٹ و مامنہ ہوتے
 تو کیا کام اختیار فرماتے جواب میں فرمایا۔ سلاطین کی خدمت اختیار کرتا۔ تاکہ
 مخلوق خدا کو ففع پہونچا تا۔ لہذا یہی وجہ تھی کہیں نے تغلق تیمور فارس کے بیٹے

المیاس خواجه کی خذارت و پس سالداری قبول کی گئی۔ کہ مخلوق کی مدد کروں اور
یہ میں امداد خلق اللہ کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سلطنت کے رہبہ
تک پہنچا دیا۔

جو وزیر تدبیر و شمشیر سے کسی لٹک کو فتح کرے یا لٹک کی بگاپداری و
خالصت کرے اس وزیر کو عزیز و محترم رہا جاتے۔ اس کے مرتب میں یادی
کیجائے۔ اور اوس سے صاحب السيف القلم کا خطاب دیا جا۔

خر و مند و ہشمند وزیر وہ ہے جو تدبیر و عقلمندی سے کسی شکر کو قرق
اور خوش اسلوبی اور دانائی سے کسی شکر کو مستحق رکتا ہو اور دشمن کی فوجوں
کو توکام کر لیتا اور اپنے ولی نعمت کا بھگا پہلان ہو اور بادشاہ کو مشکل اور
بهم میش آئے۔ رائے تدبیر اور دینی سے اس مشکل کو آسان کر دے اور
امور سلطنت میں پیغمبری پڑھائے تو ناخن عقل و فکر سے اس گہر کو کہاں آؤ
چنا پنجھ جب علی بیگ غریبانی نے مجھ پکڑا لیا اور ایک ایسے مکان میں جو کھشوں
اور لپسوں سے بھرا ہوا تھا قید کو یا تو میرا ایک وزیر عزیز الدین تربز سے
یلغار کرنا ہوا مجھ تک پہنچ گیا۔ اور علی بیگ کو سلاک راس کی آنکھ مجھ سے
پرے کر دی د پھر مجھے حوصلہ دلایا۔ چنانچہ من شجاعت و پامردی سے کام

لے کر بضریب شمشیر نگاہ بہانوں کے پیچ میں سے باہر بھل گیا۔ اور سجنات پائی جائیں۔ طرح نظام الملک نے ملک شاہ کو قیصر کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔ پس ایسے روز بیکو شرکیپ دولت سمجھ کر اسے عزیز رکھا جائے۔ اور اسکی بات سے سجاوڑہ کیا جائے کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے باعکل از روئے عقل کہتا ہے۔ اگر بادشاہ طالم ہو اور وزیر عادل تو بادشاہ کے فلم کا تدارک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وزیر طالم ہو تو جلد سلسلہ امور سلطنت دہم ہو جاتا ہے۔

امراً و مسرداروں کے متعلق ضوابط اور قانون

میں نے حکم دیا کہ تین سو تیرہ مردوں کو جو میرے خاص لحاظ نوکریں درجہ امیری دیا جائے۔ یہ لوگ اصلاح و بنیاد عقل و کیاست، تہوار و شجاعت، تیزیز خزم و اختیاط و دوسرنی و عاقبت اندیشی کے اور مدافعت کے متصفحے۔ انہیں سے ہر ایک کیلئے کوتل (سیاپ) تعین کیا۔ اگر ان میں سے کوئی مخالفت کر کر کوتل اس کے جانلشیں کو دیا جائے۔ اس کوتل کا نام منتظر الامر رکھا۔

میرے یہ تین سو تیرہ امیر صاحبان غفل و ہوش روفی بزم و زخم اور آزاد، لشکر شکن تھے۔ میز تحریر یہ ہر کہ امارت و سواری کے لائق وہ شخص ہو شدہ

جود موز جنگ اد فینہم کو شکست دینے کی شیوم سے آگاہ ہو جنگ کے وقت اس کا دل فایم رہے۔ اور ہاتھ پاؤں لرزہ نکھانے لگیں۔ افواج کی کلام اڑی کر سکے۔ اور اگر لشکر کی صفوں میں خسہ پڑ جائے تو اس رخنه کو بند کر سکنے پر قادر ہو۔

امیر الامرائی کے لائق دشخیص ہو سکتا ہے جو بزم درزم دونوں حالتوں میں میر قائم مقام اور نائب بنیوں کی قابلیت کرتا ہو۔ اور لشکر کی کمان اپنی شوکت و ہبابت اور اپنے دید بسکی وجہ سے کر سکتا ہو۔ اور شخص اسکی خلافت کرے اُسے تنبیہ کر سکنے پر قادر ہو۔

میں نے حکم دیا کہ تین سوتیرہ نفر میں سے چار شخص بیگلز بیگی کے رتبہ پرداز ایک شخص امیر الامراء مقرر کیا جائے۔ جس کا حکم فوجکشیوں اور جنگوں میں تمام امر، وجلہ پاہ پر جاری ہو۔ اور میری موجودگی میں وہ میرانائب ہو۔ بارہ دریگ آدمیوں کو جو صاحب خیرت و ناموس تھے۔ اس ترتیب سے رتبہ امارت بختا۔ امیر اول کو ایک ہزار شخص کی سرواری دے کر ان کا امیر بنایا۔ امیر دوم کو دوہزار آدمیوں کی سرواری دی۔ اسی طرح امیر سوم و چہارم و پنجم کو تین چار و پانچ ہزار آدمیوں پر اور بارہویں امیر تک۔ اسی ترتیب سے

چھ سے لیکر بارہ ہزار آدمیوں کا افسر نہیا ہے۔ اور ہر ایک کو مجاز اور رتبہ دوسرے کا
نائب فلسفیہ یا بینی ہے۔ امیر اول کو امیر و حکم کا نائب ہے اور وہم کو سوم کا
وقس علی الذالگ گیا رہویں بارہ ہویں امیر کا نائب کیا۔ اور بارہ ہویں امیر کو امیر الامر
کا نائب اور امیر الامر کو اپنا نائب تاکہ الگرسی کو کوئی قضیہ میش آجائے۔ تو
نائب اس کا قائم مقام ہو جائے۔

ایک حکم یہ دیا کہ تین سو تیرہ میں سے ایک سو آدمیوں کو اون باشی بنایا
جائے ایک سو کو یوز باشی اور ایک سو کو بن باشی اور حکم دیا کہ چار میچار کے
وقت امیر الامر اپنا حکم امراء کو دے۔ امراء بن باشیوں کو اور اسی طرح
درجہ بدرجہ ادن باشی تک کیا جائے۔ اون باشی کا کام یوز باشی کو پر
نہ ہو۔ نہ یوز باشی کا بن باشی کا بن باشی کا امیر کو اور امیر کا امیر الامر کو بن کا
حکم نہ دیا جائے۔ جو ہم اون باشی سر بجام دی سکتا ہو وہ یوز باشی کے
حوالہ نہ کی جائے۔ اور اسی طرح جو کام یوز باشی کر سکتا ہو۔ اس کے لئے
بن باشی کو مختلف نہ کیا جائے۔ اور امیر الامر اڑیں سے جواز راہ شوق کام
کا طلبگار ہوا وسے کام پر دکیا جائے۔

سپاہ کی ترقی مارچ کا قاعدہ و قانون

حکم دیا کہ جن بہادروں کا رہائے نایاں کئے ہوں۔ اون کو پہلے کانزاً پر اون باشی بنایا جائے۔ دوسرے پر یونڈ باشی۔ تیسرا پر بن باشی۔ اور اون باشی کے ماتحتوں کو پہلے کانزا میہ پر اون باشی کے عہدہ پر ترقی دیجائے۔ اور ساتھی تاکید کرو کہ ترقی دینے وقت صرف شمشیرزنی کو لمخطوطة رکھا جائے۔ کیونکہ بیل بھی سینگ مارتا ہے۔ بلکہ سپاہی کی اصلاح و بناء کا بھی خیال کریا جائے۔ ایسین باشی کو جو بفرہ شمشیر لشکر کو فوجیہ امیر اول بنائے جائے کا حکم دیا۔ امیر اول کو صفت شکنی پر امیر و م اور اسی طرح درجہ بدستہ باقی امراء کو بالاتر پہنچ پر ترقی دیجائے۔ اور فام سپاہی میں جن شمشیر کے جو ہر دھنائے اُنکی تنجواہ بڑھادی جائے۔

اور جو سپاہی کام کے وقت روگ دانی کرے اسکو سلامی نہ دیجائے۔ اگر اضطراراً اور لاچاری کی وجہ روگ و اس بواہو تو اس سے معذ و سمجھیں۔ اگر اس کا باعث داہمہ ہوتا اس کا معالج کریں۔ جو سپاہی شمشیرزنی کرے اور زخم کھائے اور انعام دیا جائے۔ اگر زخم کھا کر روگ و اس بواہو تو اس کی

دیکھوئی کریں۔ اور اس کے زخم کو اس بات کا ثبوت گہیں کہ اگر وہ دشمن تک نہیں پہنچ سکتا تو وہ من اس تک پہنچا جسیں مر کا گواہ اسکا زخم ہے۔
 حکم دیا کہ سپاہی کے حق کو فصلنے لے لیا جائے جو سپاہی بڑا ہو گئے اوس کو تحریک اور رتبہ سے محروم نہ کریں۔ سپاہ کے حال کو پوشیدہ نہ کریں کیونکہ سپاہی لوگ اپنی بانی عمر کو مال فانی کے عوض بچنے والے ہوئے ہیں لہذا صدر کے متحف اور انعام و تبریزت کے لائق ہیں۔ اگر ان کو انعام سے محروم کر دیا جائے اور ان کی تکالیف کو پوشیدہ رکھا جائے تو یہ سخت بے انسانی ہو گی۔ نیز حکم دیا کہ جو امیر وزیر اور سپاہی خدمت گذاری سے مجھ پر کوئی حق ثابت کر دے کسی لشکر کو شکست دی ہو یا کسی ملک کو منجھ کیا ہو یا مشیر ماری ہے اسکے حق خدمت کو تسلیم کر کے اس کا صدر دیا جائے اور بڑھے سپاہیوں کی عزت کرتے رہ کر ان کی باتیں بتوجہ سنی جائیں کیونکہ وہ جو کچھ کہیں گے ازوں سے تحریک کہیں گے۔ اون کو کارخانہ سلطنت کا لازمہ سمجھا جائے اور اون کے بعد ان کے بیٹوں کو ان کا قائم مقام بنایا جائے۔

دشمن کے جو آدمی گرفتار کئے جائیں ان کی نسبت حکم دیا کہ اونہیں قتل

ذکیا جائے۔ بلکہ اختیار یا جائے کہ فوکری کرنی چاہیں تو کلیں۔ درد انکو آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے چار ہزار آدمیوں کو آزاد کیا۔ شمن کی جو سپاہ اپنے الک کی طرف سے شیشرزنی کرے اور حق نمک کو بجالائے وہ الگ بھروسہ خود یا محبُور آمیری بار عکاہ کی طرف الجالائے تو اس پر اعتماد کیا جائے۔ اور اسی غرت دی جائے کیونکہ وہ اپنے آقا کی وفادار ہی ہتھی۔ اور حق نمک بجالائی ہتھی۔

چنانچہ میں نے شیرہرام سے یہی سلوک کیا۔ امیرین کی جنگ میں وہ میرا مقابل ہوا۔ اور نمایاں شیشرزنی کی۔ جب مجبور آور مجھ سے پناہ مانگنی پڑی تو میں نے اس کا احترام کیا۔ ایسا ہی واقعہ سنگلی بوفا سے گزرا جنگ بیخ میں اُخْرِ مجھ پر فوج بستی کی۔ میں نے جنگ سر پہنچ اوسے پیغام زیست کر اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ اس نے تعلق تیمور خان کے حق نمک کو فراموش نہ کیا۔ اور اسکی آمدی لئے مجھ سے مردانہ لداہی کی۔ اسیں شکست پائی اور ایک دن بصری خود میرے سامنے خافر ہو کر دوز انوں بیٹھ گیا۔ میں نے اسکے مرتبہ و قدر کو بلند کیا اور اپنی عنایات سے بھرو۔ اسپر اتنی ہبہ بانیاں کیس کیاس کی تمام پڑانی کدوڑتیں، مصلح گئیں۔ میں ہر مجلس میں اسے آفرین و محنت باوہباز تباھا چونکہ وہ مرد آدمی تھا۔ میری خدمت میں اگر بھی مردانہ کاریا سے نایاں کئے۔ اور مجھے منون شیما

آزاد بیانجان کے جنگ میں قرايوسف سے لڑائی ہوئی تھی۔ کہ ایک وقت
میری سپاہ مضطرب ہو گئی منگلی بو فانے قرايوسف کے افسران لشکر میں سو ایک
افسر کا مرتبہ پرمند کر کے اسے قرايوسف کا سردار دیا اور لشکر میں بآوازِ لبند
پھارنا شروع کیا کہ قرايوسف ہلاک ہو گیا ہے۔ لشکر کا دل قائم ہو گیا۔ اور قرايوسف
کی نوج کے قلب پر ٹھہر کر دیا۔ اور قرايوسف کو شکست مل گئی۔ میں اس نفع کو منگلی
بو فانے کے نام پر تحریر کر دیا۔ اور اس کے مرتب میں ترقی کر دی۔

امرازو راوس پاہ و عربت کو نعم و کرام عطا کرنیکا قاعدہ

میں نے حکم دیا کہ جو امیر کسی ملک کو نفع کرے یا دشمن کے کسی لشکر کو شکست
دے اُسے تین چیزوں کا خطاب مل گئے ولقارہ سے انتیازِ خشایا جائے۔ اور
بہادر کا القیب دیا جائے۔ اور دولت و سلطنت میں شترکیں سمجھ کر مجلسِ شورے
میں داخل کیا جائے۔ سرحد کی صوبہ داری اور کوئی حوالہ کیجا جائے۔ اول امر اس کا
تابع کیا جائے۔ اسی طرح اس امیر سے سلوک ہو جو بغاوت کو فروکرے
یا کسی امیرزادہ یا فان کو تکت دے چننا پنچ امیر یا کوئی تیمور کو جواروں فان کی
سرکوبی کی فہم پر ماورہ ہوا تھا۔ اور نفع یا بہواتھا میں نے قومان و طرع اور

حکم و لفاظ نہ بخشتا۔ اور آسے اپنی سلسلہ نت میں شرکیک کر کے اپنا مشیر و وزیر بنا یا ادا
اپنی مجلس کنکاش (شوریہ) میں اوسے داخل کیا۔ سرحدی حکومت اسے
عطائیکی۔ اور امرار کو اس کے ٹھالیج کیا۔ حاصلہ ورنے اس کے بہر خلاف چنگیں
کھاییں کہ ابوس ارد خان کو لوٹ کر اس کا تمام مال و اسباب ایکو تیمور نے
اپنے لصرت میں کر لیا تھا۔ ایسی باتوں سے یہ ری طبیعت کو اسکی طرف سے

برگشتمہ بنانا پا ہا۔ مگر میں بہرام چوبین کا قصہ یہ سن چکا تھا۔ اسکی کچھ پروانی
قصہ یہ ہے کہ جب خاقان نے تین لاکھ تر کان خونخوار کے لشکر سے ہر فربن نو شیرا
پر فوج لکشی کی فوج ہر فربن نے اپنے باپ نو شیروان کے سپالیا۔ اور وزیر دشیرہ رام
چوبین کو تین لاکھ بیس ہزار ایزافی سپاہی دے کر خاقان کے مقابلہ پر بھیجا۔ یا ہم
تین رات دن لڑائی ہوتی رہی۔ آخر خاقان کو لشکر دے کر کل حقیقت
ہر فربن کے حصہ میں عرض کر چکی جی۔ اور ساتھ ہی تمام مال غنیمت جو بات تھا اتنا
با دشناہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

حاصلہ ورنے اور چنگیں نے جن کو ہر فربن کی مجلس میں گفتگو کرنے کا قوعہ
حاصل تھا چنگی کھانی۔ مکہ بہرام نے بیشمار دولت قطعاً اپنے پاس رکھی ہے
اور خاقان کی مرعیع تملکات کا لاء اور ووزرہ بھکل، بچو اہر کو اپنے تصرف میں کر لیا

ہر فرنے خام طمیٰ تے ان لوگوں کی یاتوں کو صحیح سمجھہ کر یہ ام کی خدمت اور
کار گذاری کو نظر انداز کر دیا۔ اور اسے خایین و گنہگار قرار دے کر اس کے لئے
زناد لباس اور طوق فرنیچر بھیجی شے۔ بہرام نے گردن میں طوق اور پاؤں میں
بیڑی ڈال لی۔ اور زناد لباس پہنچا امرا و سرداران فوج کو جمع کر کے دربار
عائم کیا جب سرداروں اور شکروں نے اسے اس حال میں دیکھا۔ ہر فرنے
سخت رنجیدہ خاطر ہو گئے۔ اور اپنے فرنیں بھیجی۔ من بعد سب اہل شکر کے
الفاق سے بہرام چوبین دار اسلفنت میں واپس آگئے ہر مزکو مغزول کر دیا اور
خسر و پرویز کو سخت پر ٹھاوا دیا۔

چونکہ میں یہ قصہ یعنی چکا تھا۔ تاکہ ملعون نہ بنوں میں نے امیر ایکو تیمور
کو ٹلب کر کے مجلس آراء کی اور سب کو بار عالم دیا۔ پھر ایوس اردوں
سے جس قدر مال و متاع غنیمت میں ملا تھا۔ اوسے حاضر کئے جانے کا حکم
دیا جب وہ دو بار میں لا کر کھا گیا تو سب کچھ امیر ایکو تیمور اور وہی مہادر دیو
اور سپاہیوں کو جہوں نے اوس کے ہمراہ شمشیر زمی کی تھی۔ العام میں مے یا
اور اہلان کیا جو امیر جنگ کے موقع پر پہنچ لشکر کو مخنوظ کر کر شمن کی فوج کو
شکست دیکھا۔ اسلام تیجی اسی طرح پڑھا دیں گا۔

چنانچہ تو قوش خان کی جنگ میں تباہ بیا اور نے ڈن کے علمدار تک پہنچ کر اس کے جنہے گونگو نہ سار کر دیا۔ اور اس کارگزاری میں کئی زخم کھائے ہو اس دو اور شمنوں نے اسکی یہ خدمت غنی کہنی چاہی۔ مگر یہ انصاف نے مجرم حیثیم پوشی کی اجازت نہی۔ اسی امارت کا رتبہ ویکٹری بیت کیا اور علم بخشیدیا۔

میں نے حکم دیا کہ اون باشیوں یوز باشیوں اور بن باشیوں میں سے جو فوج تسلی کرے اس کارگزاری کے صلیبیں ادے الگ اون باشی ہو تو کسی شہر کی حکومت اور یوز باشی ہو تو کسی صوبہ کی حکومت عطا کیجائے۔ چنانچہ براں ہمارے یوز باشی کو جنے تو قوش خان کی جنگ میں علیم سے دو چار ہو کر اس کی فوج کو شکست دی تھی۔ صوبہ حصار شادمان کی حکومت غبی۔ اسی طرح حکومیا کہ جوں شاشی غیاثم کی فوج کو تھے اور کسی ملکت کا فالی (گورنر جنرل) بنادیا جائے۔ چنانچہ محمد آغا کو حکم دیا کہ جو امیر کسی ملک کو فتح کر کے شمن کے قبضے سے چھین لے۔ وہ ملک تین سال تک بطور العام اوس کے پاس رہنے دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ جو بہادر پسای شمشیر زلی کرے۔ اور کلناگ یا مر مع اناقہ و کمر بند و شمشیر اور گھوڑا اعام

میں دیا جائے۔ اور اون باشی کے رتبہ پر ترقی دی جائے۔ حتیٰ کہ دوسری د تیسرا سکارگزاری پر وہ پوز باشی اور بن باشی کے درجہ تک پہنچ جائے۔

عطاء طبل علم کاف اعدہ

میں نے حکم دیا کہ بارہ امیروں میں سے ہر ایک کو علم و تقارہ دیا جائے۔ اور امیر الامر اول کو علم و تقارہ تو مان طبع اور چرخ طبع سختے جائیں۔ بن باشی کو طبع اور لفیری پوز باشی دادن باشی کو طبل۔ اولیناں کے امارات کو پر عدوی اور ہر چھپا پیگیوں میں سے ہر ایک کو علم و تقارہ چرخ طبع اور پر عدوی دیتے جائیں۔ اور امارات سے جو کوئی نوج شکنی کرے یا کسی ملک کو سخر۔ اگر وہ امیر اول ہو تو امیر دوم کیا جائے و قسم علاذ الک یعنی ایک درجہ کی ترقی عطا۔ اول مالک بیان ہواں امیر ترزوں کا تکمیلہ دادا امیر کر کے علم و طبع و تقارہ دیا جائے۔

امیر اول کو ایک طبع۔ امیر دوم کو دو۔ تیسرا کوتین چوتھے کو چار۔ من تقارہ دستے جائیں جسی کہ تو مان طبع اور چرخ طبع کے مراتب تک پہنچے گے طبع بڑے جھنڈے کر کہتے ہیں۔ علم چھوٹا جھنڈا۔ تو مان طبع و چرخ طبع

بھی جھنڈے کی قابل ترا قسم ہیں۔

قاعدہ سامان و سرجنام سپاہ

میں نے حکم دیا کہ فوجیشوں میں عام سواروں میں سے ہر ایک بارع کے لئے ایک ختمہ ہو۔ اور ہر شخص کے پاس دو گھوڑے کے کمان ترکش شمشیر آہ میںے کی آڑ یا سواچھ آل چوال الدوزی۔ تیر تیشہ دس سو بیان سا اور ایک چھم پشت ہوا کرے۔

زمرہ بہادران میں سے ہر پانچ آدمی ایک ختمہ ساتھ رکھیں۔ اور ہر ایک فرو ایک چشن ایک خوبی ایک شمشیر ایک ترکش و کمان اور گھوڑے پہ تعداد مقرر بھرا جائے۔

اون باشیوں میں سے ہر ایک ایک ختمہ زرد شمشیر ترکش کمان اور پانچ گھوڑے ساتھ رکھو۔ اور یونہ باشیوں میں سے ہر ایک ختمہ اور دس راس اسپ اور شمشیر ترکش کمان گزر کا سکن اور زرد بکتر وغیرہ الٹھے و سامان حربیں سے ہر ایک متعدد رکھو۔ بن باشیوں میں سے ہر ایک ختمہ سامان اور سلاح از قسم زرد جوش و خود و تیر و شمشیر و ترکش و تیر پیش سے لئے چوال یا گون جسے پنجابی میں چھٹ کہتے ہیں۔

ساتھ یجا سکتا ہو یجا گئے۔ امیر اول خیثہ آنک اور سائبان ساتھ رکھے۔ اور
رلھیں سے اپنی امارت کی نشان کے حب حال جس قدر یجا سکتا ہو یجا گئے اور
اس بارہ میں دوسروں کی بھی مدد کرے۔ اسی طرح یا تو تمام امیر تا بدرجہ امیر الامر
گھوڑوں سائیانوں۔ آنک خیثہ کی قسم کے ساز و سامان کی مقفلار پنے متبا
کے محافظ کے حب جال ساتھ یجا گئے۔ امیر اول نیک سود گھوڑے امیر
دوم ایک سوبیں۔ امیر سوم ایک سوتیس چوتھا ایک سوچالیں گھوڑے ساتھ
یجا گئے۔ اسی طرح دس وس ہر اعلیٰ امیر زیادہ یجا گئے مگر امیر الامر کے ہمراہ
تین سو سو زیادہ گھوڑے نہ ہیں۔ پیادہ سپاہ میں ہر ایک سپاہی ایک شمشیر
کمان و تیڑانی طور پر ہمراہ رکھو۔ اور اس سے زیادہ جس فوج ہمراہ یجا سکتا ہو گر جنگ کے
موقوعہ پر مندرجہ بالا اسلو ہو گز اس کے پاس کہنا ہوں۔

قا عده شرف حضور و مجاز سر زخم و زرم

میں نے حکم دیا کہ مجلس زرم میں سپاہی، امراء بن یاشی، یوز یاشی، اور لدن یاشی
کلاہ موزہ، سر موزہ، گریبان دار جامہ، بگدا ارشمشیر لغیر دلوان خانہ میں حاضر
نہ ہوں۔ اور کہ بارہ بڑا شمشیر وار قلمی، ساڑہ و صلاح سے آراستہ دلوان خانہ

کے پس دشیں اور دائیں بائیں کو شک میں اس تنیب سے حاضر ہیں۔ کہہ را
لٹ ان ہیں سے ایکہر ارادی حصہ میں موجود ہو اکیں۔ اور ہر سوچیوں کی لکھ
پر ایک یونہ باشی ہو اکرے جس کے پاس ایک بجل بھی ہو۔

اوہ حکم دیا کہ معکرہا کے نرم میں بربارہ امیر اور لشکر کے تمام بن باشی
یونہ باشی اور اون باشی بارہ ہزار سلاح بردار سواروں کو ایکراکٹ ان رات

اپنے اپنے پہروں کے موقوں پر حاضر ہاکریں۔ اور ان بارہ ہزار سواروں کو
چار فوجوں میں تقسیم کر کے فوج کے دائیں بائیں اور آگے یعنی مامور کریں۔ اوہ
ان ہیں ہر لیک نوبت بہ نوبت لشکر سے روانہ ہو کر نیم فرنگ کی مسافت چر
تیام کرے۔ اور ان چاروں فوجوں میں ہر ایک اپنا اپاروں دستہ مقرر کرے
اور ہر اول اپنا اپاروں دستہ آگے ہو۔ اور اختیاط و ہوشیاری کے سرستہ
کو مضبوط پکڑے رہ کر برسیں یعنی جلتی میں۔ اور لشکر کمپ کے چاروں طریقے
کو توال مقرر کر جائیں اُنکے ذمہ یہ کام ہونگے کمپ کی خفاظت و نگہبانی اور
اہل بازار سوئیکش و محاصل کی وصولی۔ اہل کمپ میں اگر کسی کی چوری ہو جائے
تو کو توال ذمہ دار ہونگے۔ اور کہ ہر چہار ازواج میں سے ہر ایک اپنا اپنا چھوٹی
دگر وادی مقرر کرے جو چار چار کوس ناک لشکر کی تعداد کو احاطہ تحریر میں ہیں

اور اگر کسی کو مقتول و مجرد عپاٹیں تو اسکی تدفین و تیمار عاری کرائیں اور اگر کسی کی چوری ہو جائے تو جواب دیں اور حکم دیا۔ لاشکر کا ایک ہتھی حسیر صدر کی تہذیب اشت پر مامور ہے۔ اور وہ حصے ہر وقت رکاب خاص کے ہمراہ حاضر خدمت رہیں۔

قاعدہ خدمت وزرا

میں نے حکم دیا کہ چاروں دریوں پان ہنومروی میں مقرر ہیں۔ اول فوجی ملکت درعیتیہ وزیر ملکت کے معاملات و مہمات۔ عیت کے حال احوال صوبوں کی آمدی نی ز محال و خرچ پر واشق اور ملک کے انتظام و آبادی اور ہنومروی کے متعلق ملکیتیں عرض کیا کرے۔ دوم وزیر سپاہ جو سپاہیوں کی تنخواہ و جاگیرت کی پورٹ عرض کرے۔ سوم وزیر سارو ہوائی کے منقوڈل متفقہوں اور فواریں کی مال و اسباب کو جمع کر کے ضبط تحریر میں لائے۔ اور بطریق امامت اپنے پاس بگاہ رکھو اور ایمن دروند کے مال سے زکوہ اور ملشی۔ چراکا ہبی اور پیانی کے گھاؤں سے مخصوص وصول اور جمع کر کے اور متو نیوں اور منقوڈوں کا مال ان کے دارثوں کو پہنچا دے۔ چہارم وزیر کارخانہ سے سلطنت کے آمدی و خرچ اور خزانہ اور جائزوں کے جلد خرچ سے آگاہ ہو اور حکم دیا کہ

ان کے علاوہ تین دنیوں سرحدوں پر مادر ملکت خالصیں مان مہربوں تاکہ صوبیا
کے تنظام اور معاملاتی کی بحاجت نہ رہیں۔

یہ سائیں وزیر دلوان بیگی کے تابع ہوں اور امور ایسے کو دلوان بیگی
کے الفاظ رہائی سرخام دیکھنے پر ہی میں رپورٹ عرض کیں اور حکم دیا کہ ایک
عرض بیگی بھی مقرر کیا جائے اس پیارہ و عیتنداد خواہوں اور خزانی و آبادی ملک کے
حالات وہاں سے جو امور فیصلہ ہوں کہ انہیں کوئی پیغام کو نہیں جایں۔ ان کے حالات عرض کیا
کر سے اور قاضی اسلام امور شرعیہ کے امور اور قاضی احلاف معاملات اور امور
قانونی کو معرض کرے اور حکم دیا کہ یہ سب ہدیدہ و احفل فاص میں امور ملکی پذیر
ملکت امراء و سپاہ کی بھیلی و تعیناتی اور مشورات و تداریک کو عرض کیا کریں اور
اس مختلط میں ایسا مشتری محروم و لائق کو منع کر کے سکتا ہو، حاضر رہائے تاکہ
منعی یا توں انتہا محدود کر دیا جائے اور طلاقم و کامست کہتا جائے۔

اور حکم دیا کہ منشیوں کا ایک ملک مقرر کیا جائے جو نوبت بلوبت مجلس کے
دلوان میں حاضرہ کر رہا اور معاملات میں سے جن کا فیصلہ ہو کر ایک صورت قریب
ان کو ضبط انجیر میں لائیں اور جو کچھ عرض ہوا اور جو کچھ میں اپر حکم دوں
اور جھوٹے بڑے ہر سم کے کام کے متعلق جو کچھ مجلس میں مذکور ہے اسکو قلمبند

گر کے میرے ذقائق کے وقار میں داخل کرنے جائیں۔ اسی طرح سلطنت کے تسلیم
کار خانوں میں ہر ایک کو امنیتی مقرر کیا جا گئی اور آمدی و خرچ کو لکھتا ہے۔
فائدہ و انتظام سرداری امراء والوسات و نوابات و قشونات
میں نے حکم دیا کہ ہر اوس (قبیلہ) اور توان (قبیلہ بریک) کا امیر فوجی
کے وقت ہر خوبی۔ ہر کان اور ہر گہرے ایک ایک سوار چال کرے۔ اور ان کو سفر
میں پانچ ہمراہ رکھو جب سر زمین میں قیام ہو دہاں کی چڑا کا ہوں اور ان کو بروز
کی آمدان کے چارہ و گزارہ پر صرف ہوا لوسات کے امراء کو ایک ایک ارغوان و دریف
دیجائے۔ اور وہ پانچ ہمارے ایسے لوسات، اور نوابات کے حوالے سوار فوجی مقدار میں
یک دریف جوشیوں کے وقت حاضر ہوں۔

اوہ حکم دیا کہ ادیماق کے جو جایں قبائل احاطہ بسطیں آچکے میں ان
میں سے پانچ کو ہر نشان یعنی تعمید یا جا سے کیونکہ رہ نوگان خاصہ
میں سے ہونگے۔ وہ بارہ یہ ہیں: - برلاں۔ ترخان۔ ارغون۔ جبل ابریز۔ لکچی
و ولائی منقول۔ سلاف۔ بلو غالی۔ پچاچ۔ الات۔ و ناما۔ قبیلہ برلاش
سے چانش عخاص کو میں امیر الامر شایا۔ اول امیر خدا و ادبے بنختا
کی حملہ کی۔ اسی طرح امیر جا کو۔ امیر ایکو تیمور اور امیر سلیمان شاہ

کو سرحدات اور مالک کی حکومت سختی۔ اوس براں میں سے سو دیگر آدمیوں کو
بن باشی بنایا اور امیر ملال الدین براں کو امیر وہم اور امیر سید کو امیر
نہم کیا

اوہ ترخان میں امیر بایزید کو امیر شتم اور بیس دیگر شخص کو یون باشی
بنایا۔ اوس ارغون میں سے تاش خواجه کو امیر شتم اور بیس دیگر افراد کو بن باشی
و یون باشی و اون باشی کیا۔ قبیلہ جلازیں سے توک تیمور اور شیر بہرام کو امیر
ہشتہم و نهم اور بیس افراد کو یون باشی و اون باشی بنایا۔ اوس توکیجی میں سے
الجا تیموری کو رتبہ امیری دیا۔ اسی طرح اوس ولائی میں سے تابان بھا
اور سان بھا در کو اوس مقول سے تیمور خواص اغلان کو اوس سلافو سے
لچی بھا در کو اوس طوفانی سے علی در و لش کو اوس قباق سے امیر سار
بو فار کو امیر بنایا۔ قبیلہ ارلات میں امیر مروید کو جوہریہ بہنوئی تھا امیر الامر
بنایا۔ اور سلانچی بھا در کو امیر قبیلہ تا نایں کو تک خان کو مارت دی۔
اٹھا میں دیگر قبیل کو جو تمغا کے رتبہ تک نہ پہنچے تھے ان کو
امیر قبیلہ بنایا کہ فوجشی کے وقت سلح دائر استہ ہو کر موافق قاعدہ سوانان
حاضر خدمت ہوں۔

قاعدۃ قادر ملازم

نُوكر کو اچھی طرح یہ جانتے رہنا واجب ہو کر جو کچھ دہ اپنے آقا سے تو قع
رکھتا ہو۔ ولی یہی تو قع آفای بھی اس سے رکھتا ہو۔ پس آقا کی خدمت میں کوئی
سُستی نہ کرے۔ اور اگر مالک پہلے ہبہ بانی کرتے رہ کر چھڑنا ہبہ بان ہو جائے
تو اسے اپنی ہی خطاؤ صور پر محوال کرے۔ نہ کہ آقا کی کسی غلطی پر۔ نوکر پر یہ بھی
واحتجبے کہ آقا کا مخلص ہو۔ اور ہبہ کام اخلاص کے ساتھ بزہدی کرے۔
جو نوکر اخلاص اور کینہ درہواں بنے خلاصی اور کنیت دی کی چھٹکار
اس پر پڑتی ہے۔ لیکن مخلص ملازم کی آسودگی و فلاح میں دن بدن اضناذ
ہوتا جاتا ہے۔ راستح الاعتقاد ملازم دہ ہے جو آقا کے اخراج اور غرض
سے رنجیدہ نہ ہو۔ اور دل میں کینہ نہ رکھو۔ آقا سے الگ چھتی قصیر ہوئی ہو۔
تو اس کا ذمہ دار اپنے آپ کو ہی سمجھے۔ میسا نوکر تربیت کے لائق
ہوتا ہے۔

جب نوکر کی نظر صرف لفڑی و خرچ پر ہو وہ بلاشبہ کام کے مقصد سُستی
کرتا ہے۔ جو نوکر خدمت فراموش کرے اور کام کے وقت روگڑ جائے ہو
جائے اس کا منہ پھر کبھی نہیں دیکھتا چاہیے۔ اسی طرح جو نوکر کا کام کرتا ہے

بہانہ ڈھونڈے۔ فوجیتی کے وقت جیسی مانگے اور نظر ثابت پر رکھ کر ان کے کام کوں پرچھوڑتا رہی جیسا کہ بولا تیمور اعلام نے مجھ سو کیا اور مجھے کام پرچھوڑ کر سپئے گئے۔ اس قسم سے تو کروں کا نام نکل زبان پڑیں لانا چاہیے اور ان کو خدا کے حوالہ کر دینا چاہیے۔

اس کے مقابل سلاطین کو لازم ہے کہ جس نوکر لو عزت دیں اسے جلد بے عزت دکروں جس خود بننے کیا ہوا ہے نیچے نگرائیں۔ اور جس شخص کو جان پہچان پکھے ہوں اس کو فراموش نہ کریں۔ اگر ابنا ناکہی بیعت کریں تو اسکی عزت میں وضیداً مافکر کے اپنی طرف سے تخلی کروں۔ اور اخلاق مل کیوں کے معاملہ کو اس کے ضمیر اعتماد پرچھوڑوں۔ کیونکہ الگ لینہ و لفاقت سے کام لیگتا تو خوب جی یعنی طور پر ان پر ایوں کے وبال میں مبتلا ہو گا۔ اسی طرح جو نوکر مالک کی بہلائی کو سہ وقت پیش نظر کرے۔ وہ رغبہ روز بہتر ہوتا جاتا ہے۔ ہر نوکر کو جو اختیار یا اضطرار آ جدیا ہو اسے جب وہ واپس آ کر تو اسکی خاطرداری کیجاے۔ کہ اپنی مدد ایسی پر خود ہی پہنچان ہو کر وہ پھر واپس آیا ہے۔ میں نے حکم دیا کہ جو نوکر کسی دشمن کا تلوار نیام سے خال کر مالک کی خدمت میں نک ملال رہا ہو اگر ایسا آدمی کبھی جنگ میں اسی پوچھئے یا

مالک سے مایوس ہو کر توکری کی تلاش میں آئے تو اسکی عزت کریں اس کا مرتبہ بڑھاتے رہا کریں۔ اور اس کو اپنا وفا دار جانیں چنانچہ مغلی بوغا جید لندوز خواہ امیر ابوسعید چھ بڑا سواروں کے ساتھ آب پنځے کے کنارہ پر پنج گزے معرکہ آرا ہوا تک بعد ازاں تعلق تیمور خاں سے نامیدہ ہو کر پیر سے پاس پناہ لینے آئے ہیں نے ان کا بہت اغراض و احترام کیا۔ اور حصارِ شادمان۔ اندجان اور ترکستان کے حصے پر کردے ہیں تیر حکم دیا کہ جو توکر غنیم کے ہاں معتبر ہو اور ٹنگ و کارزار کے موقع پر اپنے آقا کے شمن کے ساتھ دوستی کی سلسلہ جیبانی کر کے اپنے مالک کے حق نمک افانی و لازمتوں کو فراہوش کرو۔ اور چاہئے نہ نکس کے شمن کو اپنے مالک پر فالدیک کرادے تو الیس شخص کو سمجھ لانہ نہ ہانہ خود پخواہی سے ہانہا کو داحب کی فرکردار نکس پخواہ لیتا جو توکر وقت اپنے آفاسو جا ہو کر توکری کے لئے آئے اسپر گرداً اعتماد کیا جائے۔ ہاں اگر دیرینہ خدمت بعد اس سے وقاری ظاہر ہو تو اس کا خیال رکھیں۔ اور اگر ان مصلح کے وقت توکری کی تلاش میں آئے تو اس کا احترام کیا جائے۔ اہم اگر کوئی دزیرہ توکر محض اپنے مالک کا کام نکالنے کے لئے نمائشی طور پر شمن سے سانہ باز کر کے دوستی کا سلسلہ قائم کرے اسکو

حاصل ترین دوست طلازم سمجھنا چاہئے لیکن جو نکر دشمن سے واقعی لمجاہد
اور اپنے مالک سردار فاکرے تو ایسے نوکر کو سلام کر کے دشمن ہی کا مال ہبھادے۔
اور اگر کوئی نوکر شمشیر زرنی کرے اور دشمن کو شکست دے تو اہل غرض لوگوں کی
باتیں ہرگز اس کے خلاف نہ سُنی جائیں۔ اسکی کسی کار لذتاری سے روگردانی نہ کیجا
بلکہ ایک ایک کارنامہ کو اس پر رونش کریں اور اس کے مرتبیں نیادتی کیجاۓ
تاکہ دوسرے نوگروں میں بھی جانشناہی کا جوش پیدا ہو جو فوج یا امیر ہمارا ہی
و موافقت سے روگردانی کر کے دشمن سے جاٹے اس پر بھر کسھی اعتبار نہیں
جاے چنانچہ حب سردار ان لشکر علاقہ کنش مجھ سے مخفف ہو کر امیر حابی
برلاں جاٹے میں پھر کسھی ان پر اعتبار نہ کیا جس نوکر کو کسی ملک کا حاکم نہیا
گیا ہوا درود بے وفا نکر دشمن سے لمجاہد ملک اس کے حوالے کر دے۔ ایسے
شخص کو میان سے مراد نہیں چاہا۔ اور جو ایمانداری سے ملکداری کرے اسے اعلیٰ
مراتب دستے جائیں۔

جو امیر تنگی کے وقت میلان جنگ میں اخلاص کے پاؤں مصنفو طاعت ہائے
رہے اور رفاقت کا حقیقی بالا سے اسے بھائی کے برابر سمجھا جائے۔ چنانچہ حب
علاقہ کنش کے لشکر کے امرا مجھے ہی بگزد کر چلے گئے اور امیر حابا کو برلاں کے سوا

کوئی میرے پاس نہ رہا۔ نکسی اور نئے میری ہمراهی کی۔ تو میں نے اپری سکو جا کو
کوبڑا درغیرہ جان کر اینی سلطنت میں شرکیب بنالیا۔ اور امیر الامر، کا عہدہ دیکھ
لئے دھنار کے ملک دیکھنے کے لئے۔

دوسرا و دمن سے پرتاؤ کا قاعدہ

جن دین میں مملکت توران کو فتح کر کے تخت گاہ قفنہ میں مند
سلطنت پڑھایا۔ میں نے دوسرت دشمن سوپیساں سوک کیا۔ بختار کے
امراء اور ترک تاجیک شترکوں کے بعض امراء نے مجھ سکر کی بیان کی تھیں
اور پارا فساد برپا کر کے مجھ پر حملہ اور ہوئے تھے۔ وہ اب اپنے انعام پذیر کی
وجہ سے بہت مشوش ہو رکھتے۔ مگر حب میرے پاس الاجمال اسکے تو میں نے
اتتے احسان کر کر میری چہرہ بانیوں اور عذایاں کی۔ میں غرمندہ ہو گئے
ہر شخص کی بھی میں نے انعام و احسان سے تلافی کی۔ جو کچھی رنجیدہ طاقت
تھا اور ان لوگوں کو ان کی شان کے مطابق مرتب تجسس کر ممتاز کیا۔

مگر سلیمانہ اور جسہ کے اصل پر فخریت کی۔ کیونکہ ان لوگوں نے کابل
شاہ پنگیری کو اپنا باوشاہ اور خان بنائ کر اس سے دستی و اخلاص
کا عہد ویساں کیا تھا۔ مگر حب میری تخت نشینی کی خبر سنی تو بد عہدی

مرکے میری خوشامد کیلئے اور سے قتل کر دیا
 جو لوگ مجھوں کمزور کرنے کی کوشش میں رہتا اور مجھے سرحد کیا کرتے
 تھے۔ اون سے تھی مردوں کی کوہ تمنہ احسان بوجوک عرق خجالت میں
 غرق ہو گیا۔

جب وست بھٹک کوئی غرض لاتے تو چونکہ وہ ہمیشہ میری حسب
 مرضی کار فراہوتے اور اس اون کوشش کی سلطنت سمجھتا۔ اونہیں مال د
 اسیاں بختی میں کبھی مصالیقہ اور دل تسلی نہ کرتا۔

پھر انہ وہی تجربہ معلوم ہو چکا ہے کہ چنانچہ وست دہ ہر کو وست
 سمجھی رسمیت نہ ہو۔ وست کسی شمن کا خود بھی شمن رہتا۔ اور وہ تو آپنے تو
 جان دینے میں بھی دریغ نہ کرے۔ چنانچہ میرے بعض امر انے تاہید بان
 میری رفتاقت کی۔ ادیں بھی کسی پیغمبری اون سے مصالیقہ نہ کیا۔
 مجھوں کبھی تجربہ ہوا ہے کہ عقلمند شمن جاہل و مست بہتر ہوتا ہے چنانچہ
 امیر بیان نیڑہ امیر قرغن میں جاہل و ستون ہیں تھا۔ اس نے وستی میں جو
 کچھ محسوس کیا کوئی شمن دنی کی خجالت میں بھی نہیں کرتا۔

امیر خدا و مجھ کی پاک تھا کہ شمن کو لعل و جواہر کی طرح باحتیاط

محفوظ رکھتے رہ کر جب کبھی کسی سنگلائخ میں پہنچو تو پھر اوسے اس طرح
پھر پرما روک اس کا نام و نشان باتی نہ رہ جائے۔ نیزہی امیر کہا کرتا تھا کہ
جب شمن پناہ آپکے اور دوز انہو جائے تو اس پر حکم کے مرد کیجا
چنا پچھہ تو قمش خاں سے جب وہ میر پاس پناہ لئی آیا میں ایسی ہی مرد
کی۔ اگر شمن احسان کے با د صفت پھر دبارہ بر سر شمنی ہو جائے تو اسی پر دو گار
کو سوپنا جائے دوست وہ ہر جو دوست کے خفائن ہو۔ اور اگر کبھی ہو جائے تو
معذرت کو قبول کر لینے والا ہو۔

KUTABKHANA

قاعدہ اجلاس و مشورت

میں نے حکم دیا کہ میرے فرزند پوتے اور خواشیں اپنے اپنے درجہ کے
مطابق تخت سلطنت کے لگو اگر وہاں کی طرح صفت بن کر بیٹھا کریں اور ساوات
وقضات و علماء و فضلاء و مشائخ و اکابر و اشراف و ایں ہاتھ کی طرف اور
امیر الامر بیگلہ سیکیاں۔ امرا۔ توئین۔ سروار۔ امیران۔ الیں و تو مانا شہو
قشو ناست۔ بن باشی۔ یوز باشی۔ اور اون باشی درجہ پیدجہ بایں
ہاتھ سمجھیں۔

دیوان بیگی اور فرادری کیلئے تخت کے سامنے جگہ مقرر کی۔ کلانتران فون کھنڈاں مالک وزراء کے پیچے صفت بن کر ٹھیک ہے جن کو بیداری کا خطاب پوچھا گیا جو ان شمشیر زن کیلئے حکم دیا کہ تخت کے پیچے وہ اپنے طرف پڑھیں۔ اور قراول بیگیان تخت کے پیچے بائیں طرف بیھا کریں۔ براولی لشکر کا امیر موہنہ کے سامنے جگہ ہو۔ اور بیساول کا محروم دربار کے دروازہ پر تخت کے پایہ کے سامنے کھڑا ہو کرے۔ اور دادخواہ وائیں بائیں ایتادہ ہوں۔ اوجبلہ سپاہ و خدام اور نوکھاڑ کر کے اپنے درجنوں کے مطابق صفت باندھ کر لے ہوں۔ اور اپنی جگہ سے تجاوز کر کیں اور حکم دیا کہ چار بیس تریڑک مجلس شناختی کے چپ و راست اور پیش دلیں کا انتظام کیا کریں۔ اور کچب مجلس آرائستہ ہو جاتا تو ہر اطبیق نان و چاء مجلس عالم میں شرخ پر کھو جائیں۔ اور ایک ہر اطبیق محل خاص میں حاضر کئے جائیں جن میں سے پانسو طبیق امراء و سرداران الوں کو نام بنا مچھیجھے جائیں۔

قاعدہ و قانون ملک گیری

جس ملک میں ظلم و مستہن اور فتن فجور بہت ہو۔ یادشا ہوں کو لازم ہے کہ عدل گستاخی کی نیت سے اس ظلم و فسق کو درفع و دفع کرنے کا عزم کر کے

ملک نہ کو پر فوجشی کریں۔ کیونکہ خدا اے تعالیٰ محض ابھی نیت کی طفیل اور
ملک کو ظالم سے چھوڑا کر عادل کے حوالہ کر دینا ہے چنانچہ سنو و لایت ما و را و النہ کو
اوڑ بک ظالموں کے ہاتھ سے عمل گستربی کی نیت سے جد کیا۔

اسی طرح سے جس ملک میں شریعت کمزور ہو گئی ہوا در خدا کے مقبول اور
خاص بندوں کا ادب احترام نہ ہوتا ہو۔ اور انہیں آنزو و رکھا جاتا ہو۔ سلطان
فاتح پر واہب ہے کہ دین شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو رواج دینے کی نیت
کر کے اس ملک پر حملہ کرے تاکہ رسول خدا اس کی تائید فرمائیں چنانچہ میں نے
اسی نیت پسند دسان کے پایہ تخت کو فرما شاہ پوت سلطان محمود دلوخان اور سانگ
کے قیقدہ سے جد کیا۔ اور دین و شریعت کو راجح کر کے اس دیار کے بخازوں
کو خواب کیا۔

جس ملک کے باشندے اور مرتولین پیش حاکم اور والی سے تحبیب میں ہوں
اور والی دیا رپنے والی سے بیزار ہو چکے ہوں۔ باشا شاہ جہانگیر کو واجب ہے کہ ایسی
ملک کو اپنے قبضہ میں کر لے۔ کیونکہ محض اس طرف توجہ کرنے کے ساتھ ہی
اوں ملک کو نیک سیرت با دشادفعہ کر لیگا چنانچہ میں نے مالک خراسان
کو کو رسلا الہین سے چھوڑا لیا۔ اس میری توجہ کو نے کی ویرتحی کر سلطان غیاث الدین

دائی خراسان نے پا یہ تخت سے آگر تمام ملک مع خزان دفعائیں بیرون الکر دیا۔
 جس ملک میں الحاد اور زندقہ بہبیت پھیل کے جاؤ رہا س ملک کے باشندے پا
 ہوں یا رعیت مختلف گروہوں اور قوں میں منقسم ہو جائیں سمجھ دو کہ اوس ملک
 کا زوال نزدیک پہنچ گیا ہے پس با شاه جہاں شاہ کو لازم ہو کہ ایسے ملک
 پر حملہ کرو چنانچہ مالک عراق عجم و فارس کو ملاحدہ ملاعین کے وجود
 سے پاک کیا۔ اور طوائف الملک کو کہ انہیں سے ہر ایک نے اپنے اپنے
 علاقوں میں حکومت کا چھٹا لینڈ کر کھاتھا۔ یا مال کر کے بندگان خدا کو ان کے
 طلب سے بخات ولائی۔

جس ملک کے بنی داول کے عقائد حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ
 خامدان کے حقایق میں خرف ہو ہوئیں۔ سلاطین پرالیسو ملک کو منحر کر کے دہا
 سکے بیشندوں کو اس با عقائدی ہٹا دینا واجب ہی چنانچہ میں نے ملکت شام
 میں جا کر اس آزاد کو جو بداعقائد ہو جکا تھا کیف کردار کو پہنچایا جب ملک
 اکبری شروع کی۔ تو چار باتوں کو اپنا و ستر العمل بنایا۔ اول امیر ملک گئی
 میں تبدیل درست اور لشکار ش پر اپنے ول سے مشورہ کرنا ہوا کام لینا۔ دوم،
 غور و فکر اور حزم دا احتیا ڈا کرنا۔ تاکہ کسی کام میں لطفی رہ جائے کام کا نتیجہ

نہ ہے۔ اور خدا کے فضل سے میری اہم ترین تیر صحیح اور دست پڑتی۔ ہر ملک کے باشندوں کے مزاج اور طبائع کو لمحظہ رکھ کر ان کی طبیعت کے موافق اون سے سلوک کر کے اون پر نارجی مکمل ہے۔ سومین سوتیرہ بہادر اسیل فرمانہ افزاد مردگان کو اپنے ساتھ متفق کیا چو آفاق میں اس درجت تک پہنچنے ہوئے کہ گویا بے سب تن واحد ہیں۔ ان کی رائے اور قول فعل بھی بالحل کیساں تھے اور حسب وہ کہہ دیتے ہم یہ کام کریں تو جب تک اس کام کو تمام تک نہ ختم کرو جب وہ کہہ دیتے ہم یہ کام کریں تو جب تک اس کام کو تمام تک نہ پہنچایتے اس سے ہاتھ نہ اٹھاتے۔ چہارم آج کے کام کو کل پر نہ ڈالنا نہ کے وقت نرمی سے اور درستی کی وقت درستی سے کام لیتے تھم و تامل کے وقت جلد ہی نہ کرتا۔ اور جلدی کام میں پنگ نہ ہو سو دیتا۔ اور جو کام تیر سے سرخاں پاسکتا اسکی ع哈哈 کشائی تلوار سو نہ کرتا۔

دن کے وقت ارباب تھہرہ اور ہوشمندوں کے ساتھ ملک گیری کی تحریک اور نقصش سوچتا۔ اور الاؤں کو حب پنگ پر لیتتا تو امور ملکت کے سر احجام میں غور و فکر کرتا۔ اور اسکے بخاںم کی صورت اپنی دمیں قرار دیتا۔

ملک گیری کے طرق میں خود سوچا کرتا۔ اور وہ میں فیصلہ کرتا کہ قلاں رائے حملہ کروں اور قلاں طرف سے والپس آؤں گا۔ اسی طرح کی غلطی سے پہنچنے کے

پامنکے معاملات میں فکر رتا بکر کوئی شخص تربیت کے لائق ہے۔ اور کس شخص کے
کام پر فکر دوں۔ ہر کام میں پیش ہنی سو کام لیتا۔ اور اعیان پاہ میں گوئی
مُہج سے دوستی کرنا اسے پا حسان پیش آتا۔ اور جو شفیعی زنا اس سے مارا برستا
وہن لوگوں سے میں نیکی کی ہوتی۔ مگر وہ مجھ سے بدی کرنے ان کو حرام نادہ
سمجھتا۔ کیونکہ رسول رب العالمین کا قول ہے کہ ولد الزمانا پنے محنت سے
بدی کئے بغیر دنیا سے خصت نہیں ہوتا۔

مجھے پیر صاحب نے لکھا تھا کہ تجوہ پر واحب ہوا کہ خدا اور خدا کے رسول کے حکم پر
کرے اور آں فدریات آں خضر کی مدد کر جو باادشاہ خدا کی نعمتوں
سے مستفید ہوئیں۔ بگرخدا اور اس کے رسول سے باغی ہو گئے ہیں۔ ان کو خدا کے
ملک سے خارج کر کے ملک خدامیں عدل و انصاف سو کام لے۔ کیونکہ ہرگئے
پیں کلک کفر سے قوباقی ریجا تھے۔ بگر ظلم سے یا تو نہیں رہتا تجوہ پر واحب
ہے کہ خدا کے ملک سو افعال قبیحا اور اعمال شیئۃ کا قلع قمع کرے۔ کیونکہ جو
فصل دنیا میں دہی اثر رکھتھیں جو بُری نعما بدن پر کرتی ہے۔ اور ظلم کے
نشانات کو مٹا۔

دینا میں ظالم کے زیادہ دیر باتی ہے کہ ظالم کی نیکی پر محمول بنا لٹا موس

اور فاسقوں کے بقاکی طوالت کا یہ سبب ہے کہ جو ظلم و فسق انکی رشتہ میں ڈالا گیا ہے اور وہ قوت سے فعل میں لائیں۔ اس وقت وہ غصب و خطا ہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں بعض وقت قدرت الہی ظالموں فاسقوں اور فاجروں کو ناگہاں تبید و زندگی تلاج و تحطیکر سنگی اور وہ ماں سے عام اور مگر منفایات میں متلاکر رہتی ہے۔ اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بہوں کے انفال و اعمال کی شامتتے بے گناہ۔ نیکو کارا اور صلحاء و اقتیابی بلا میں اگر قاتر و متبلما ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ جنکل میں الگ الگ جملے تو غشکہ و قریبہ نہیں کو جلا دیتی ہے۔

سمازوں۔ فاجروں۔ ظالموں۔ اور فاسقوں کی ترقیات اور استدراجمت پر تعجب سے کچھ بخوبی نہ انہیں دیکھ کر علطہ راستہ پر پڑ جاندے نہ لیں یہ کہنے لگنا کہ ظالم و فاسق و فاجر ہمیں فدری یادہ ظلم و فتن و فجور کرتے ہیں۔ اسی قدر ان کی شمعت و دد لخت بڑھنی جاتی ہے۔ بلکہ ان کی بسیار بیش نعمت کے سین پر عور کر۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شاید ایک وقت ایسا آئے کہ یہ لوگ منم حقیقی کی غایبیت پر نظر کرنے ظلم و فتن سے باز آ جائیں۔ اور شکر نعمت بحالا میں۔ لیکن اگر شکر الہی بحال نہیں سے باخل غافل ہو جائیں اور نہ رسول کی

سچشش کو بھولے ہی رہیں تو آخر ش غضب و سخط الہی میں گرفتار ہو جاتے
ہیں یا جب مجھے اپنے پیر کا یہ خط ملا۔ فدک کے ملک کو ظالموں کا فروں بلکہ
منافقوں، فاسدوں، فاجروں کے چنگال سے نخلت اور ان کو سفع دفع کرنے
پر میں نے کم تہمت باندھ لی۔

تذکرہ قانون ملکداری

جس ملک کو میں فتح کرتا اس کے غرفتداروں کو مغزی مجھتہ ساداً
و علماء و فضلاء مشائخ کی تعظیم و تکریم کرتا۔ اور ان کے لئے ذلیقہ معافی اور
جاگیریں مقرر کرتا۔ اس ملک کے کھان تردن (مغزیین) کو پختہ بھائی
کے اور خوردوں اور اطفال کو بجا فرزند جانتا۔

اور اس ملک کی نوج کو اپنی بارگاہ میں بارو تبا اور عالیاً کو اپنی جانب
مال کر کے رب کو امید و یہم کے بین میں رکھتا۔ ہر ملک کے نیکوں کے ساتھ
یتکی کرتا۔ اور بیرون بشریروں اور بدلضوں کو ملک سو خارج کرتا۔
رذیل اور مکینہ لوگوں کو اپنی حد سے نپڑھنے دیتا۔ ان کو ان کی ۴۰
کے اندر ہی محدود رکھ کر اپنے پائی سے قدم آگے نہ بڑھانے دیتا۔ اور
اکابر و اثرا ف کو مرتب عالیہ کو امتیاز نہیں دیتا۔ ہر ملک میں ہلالت درواز

کشاوہ کرتیا اور ظلم و ستم کی راہ کو بند۔

ہر قسم اڑوہ ملک کے حاکم کو پھر وہاں کی حکومت بخش کراؤتے اپنے احسان کا مقید نہ لیتے سو مطیع و منقاد رہتا۔ مگر جو حاکم میرے پاس رجوع نہ لاتا ماس کو اسکی کردار کا بدلہ دے کر اس کی جگہ عادل و عاقل و عامل حاکم کو مقرر کرتیا ہیں نے حکم دیا کہ ہر ملک میں چوروں اور فاکوں کو قوانینی سزا دی جائے۔ مفسدوں، خیروں اور بُلْفسوں کو ملک سے خارج کیا جائے اور فسادی لوگوں کو شہر و نکس میں نہ پڑو دیں۔

ہر شہر و قصبہ میں کوتوالی قائم کی جائے۔ جو سیاہ و دعیت کی نگہبانی کرے۔ افراد کسی شخص کی چوری ہو جائے۔ تو اس کا بدل کوتووال سے دلایا جائے۔

اسی طرح حکم دیا کہ تمام شہروں پر پہرہ دار مقرر کئے جائیں جو راستوں کی حفاظت کریں۔ اور تاجر و مسافروں کے مال و اسباب کو نزول بنیل بنجیرت پہنچائیں۔ اگر اس میں کچھ حصہ و فرد لداشت نہ ہو میں آئے تو اسے اس کا جواب طلب کیا جائے۔

اور حکم دیا کہ حکام ارباب غرض و یادگوئے و بد نفس لوگوں کی باتوں

اور پہنچان سازی میں اگر بیاد و امصار کے باشندوں میں سے کسی فوجی
جرائم نہ کریں۔ بلکہ احلاف اربیہ میں ان پر گناہ ثابت ہو جانے کے بعد گناہ
کے عجل مجرم سے جرمان لیں۔

نیز حکم دیا کہ کسی شہر و قصبه سے سرشاری و خانہ شماری وصول نہیں
ہے پاہ کا لوئی آدمی رعایا میں سے کسی کے لھڑاترے۔ درعا یا کے مویشی
و سامان لیا جائے۔ اور ہر ملک کی رعایا کے معاملات کے اصرام میں
حدائق وال کو لمحو طر رکھا جائے۔ اور ہر ملکت کے گداکوں کے لئے ذلیفہ مقرر کر دیا
جائے تاکہ گداں کی رسم اٹھ جائے۔

حوال مک و مملکت عیت پاہ اگاہ و خبر رہنمہ کا فائدہ

میں نے حکم دیا کہ ہر سرحد و لایت شہر اور شکر میں ایک ایک بخوبی میں
مقرر کیا جائے۔ جو حکام عیت پاہ اپنے شکر اور بیکانہ شکر کے عمال
و افعال اور مثال کی آمد برآمد اور بیکانہ آدمیوں کے آنے والے
اور ہر ملک کے قافلوں بہساپہ مالک اوس کے سلاطین کی
خبریں اور ان کے اعمال و افعال اور ان علماء و فضلا کی خبریں جو

بعدہ سے میری بارگاہ کی طرف چلے آ رہے ہوں مفضل اور صحیح لکھ کر میری
بارگاہ میں صحیح رہیں۔

اگر کوئی اخبار نہیں اسکے خلاف کرے اور امر قراردادی نکھٹے تو اسکی
انگلیاں کاٹ دی جائیں۔ اور اگر کوئی اخبار نہیں کسی پاہی کے کام کو
پوشیدہ رکھے۔ اور وسر پرایہ میں لکھتے تو اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے اور
اگر کسی پرہتیان باندھے اور ہمت لگانے کے لئے جان بوجھ کجھوٹ بات لکھو
تو اس سے قتل کر دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ یہ خبریں روز کی روز ہفتہ بہ ہفتہ ماہ بہاہ میر
حضر میں پیش ہوا کریں۔

نیز حکم دیا کہ ایک ہزار آدمی نتر سوار و اسپ سوار حیقونجی (ڈاکٹر) اور
ایک ہزار نفر پرایہ بطور ہر کارہ نامور کئے جائیں۔ جو مالک و مرحد کی خبریں اس
ہمسایہ سلاطین کے آرادہ و مقاصد کو تحقیق کر کے اس کی اطلاع بارگاہ میں
پھوپخ کر عرض کروں اور کسی تاکہ کسی واقعہ کے وقوع سے پہلے میں اس کا اعلان
کر سکوں چنانچہ ارس غار کے ہاتھوں تتمش خاں کے شکست یا ب
ہونے کی نیز محیظہ تک پہنچی۔ توہین جان گیا کہ میرے پاس پناہ اپریل بجا
چنانچہ میرے بر وقت ارس غار سے جنگ کرنے اور تتمش خاں کو نہ

وینے کا انتظام کر دیا۔ اسی طرح جب میں مالکہ سندھستان کے تین خوازمی
ہوا تو مجھے خبر ہوئی کہ اطلسیع پہنچائی کہ سندھستان کے ہر حصہ دگوش میں
جدا جدا حاکم اور عالمی سلطنت پر بٹھا ہوا ہے چنانچہ سر زمین لستان
میں نلوخان کے بھائی سازگ نے حکومت کا جھنڈا لیند کر رکھا ہے جسی میں
سلطان محمود خاں صاحب سلطنت بنا ہوا ہے۔ لاہور کے قب و جواب میں
لوخان نے شکر جمع کر رکھا ہے۔ احمد نواحی قبورج میں سبارک خاں سلطنت کا
رعوے دارین رہا ہے۔ اسی طرح صوبیات سندھستان کے ہر حصہ میں کوئی بزرگی
شخص سلطنت کا مدعی بننا ہوا ہے۔

KUTAB KHANA
OSMANIA

جب میں ملکت ہند کو سخر کر کیا تو مجھے اطلس علی کو قصر زم نے میری
سلطنت کے بعض علاقوں پر حملہ کر دیا ہے۔ اور گجرائی کے اپنی حد سے تجاوز کر کے
ایسے قلعوں کے لوگوں کی مدد کی ہے جن کا حاصرہ میر شکر دل نے کر رکھا تھا
پس اپنے دل سے مشورہ کیا کہ الگ نیند وستان میں توقف کرنا ہوں تو ایران کے
ملک میں خلل پڑنا ہے لہذا سندھستان کے پایہ سخت کا انتظام کر کے یونا اسٹریٹیاں
روانہ ہو گیا۔ اور چند دن باہر انہر میں قیام کر کے دہان سے رعما دگر عربان
کی طرف توجہ کی۔ اور ان تمام مالک کو تباخ کر دیا۔

قا عدہ و قانون باشندگان مالک سے سلوک کرنے اداولیا
بینگان دین کے مراتب اور قاوت و مراتب کے انتظام کا۔

میں نے حکم دیا کہ فتح شدہ ملک کی سپاہی میں جو پیاہ الیں ان کو پڑھ لیا جائے۔ اور جگہ دی جائے۔ اور اس خط کے باشندوں اور علیماً کو خود
وقتل و فارت اور اسیہری سے محفوظ بنا یا جائے۔ ان کے مال و اساب کو لوٹ
لمب سے بچایا جائے۔ اور جو مال غنیمت اس ملک سو حاصل ہوا ہو۔ اور ضبط
تحریر میں لایا جاؤ ہاں کے سادات علیاً مشائخ فضل۔ اکابر و اشرف
کا اعزاز کیا جائے۔ اور کلد خطا یوں۔ کلام تروں و بیقانوں اور فراصین کی
جائے۔ اور علیماً کو امید و یہم کے درمیان رکھ کر زکوٰۃ لدھ و سلطنت کے
حجال جوانہ میں مقدار و صول کی جائے۔

اویحکم دیا کہ جو نیا ملک منجھ ہو کر شامل مالک محدود ہو وہاں کسی سادات
علیاً مشائخ فضل۔ وہ ولیشوں اور گوشہ نشینوں کے واسطے جالیات
و فلیفروں میں مقرر کیں۔ فقراء۔ عاجزدوں اور مسکین کے لئے دو معاش
اور سکھیں۔ مشائخ میں تعلیمہ میعنی کیا جائے۔

اور اداولیا سے داکابرین کے مراتب اور روپوں کے لئے یہاں

و ذمہ دکار کے صنفوں بچا رپانی اور ریشنی کے لئے رقم مقرر کریں۔ اول رخصہ
مقدمہ سے امیر المؤمنین شاہ مروان علی ابن ابی طالب کرم اشید جو کئے
نجف اور حلہ کے محل کو وقف کر دیں۔

رخصہ منورہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور رخصہ قدوة اولیا شیخ عبدالقدوس
و مقبرہ امام اعظم ابوحنیفہ جنتہ اللہ علیہ اور ویگھ شائخ داکابر دہڑگان
دین کے مزارات کیلئے جو بندوں میں مدفن و آسودہ ہیں ہر ایک کی قدر حشیث
کے مقابلی علاقیجات کر بلاؤ بندوں کے دیہات، دمواضع و قفت کئے جائیں۔
رخصہ منورہ امام موسیٰ کاظم و امام محمد تقیٰ وسلمان فارسی کے لئے علاقہ
ماین کے خط جزایر کے مزروع محل و قفت کو جائیں۔ اور رخصہ نبیرہ امام
علی ابن موسیٰ کیواستھے علاقہ کنہ بست اور شہر طوس کے محل کو وقفت
کر کے فرش رکشی اور لنگر کے لئے یوسید رقم بھی مقرر کیجائے۔ اسی طرح
ایران و قوران کے شائخ کے مقبوں اور مزارات کے لئے نام نہاد ملت
اور اتفاق کی تعیین کی۔ اور حکم دیا کہ ہنچیر شدہ ملک کے گداگروں کو محج
کر کے ان کے لئے رفیعہ اور فلیفہ مقرر کیا جائے۔ اور ان کو نشان و دیبا
جائے تاکہ پھر گداہی کا نام نہیں۔ لیکن اگر نشان و تھنک کے بعد بھی گداگروں

کریں تو ان کو پکڑ کر مالک بعیدہ میں بچھج دیا جائے۔ یا قتل کر دیا جائے تاکہ میرزا سلطنت کے لئے لذکر کم ہو جائیں۔

رعایت کے مال و خراج وصول کرنے اور ملک کی رونق و آبادی حفاظت کا قانون

میں نے عکم دیا کہ رعایت سے خراج والگزاری ایسے طریق سے وصول ہوں جو رعایت کی خرابی اور ملکت کی دیرانی کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ رعایا کی خرابی و بدھاتی خزانہ کی کمی کا وجہ ہوتی اور خزانہ کی کمی سپاہ کے تفرقہ کا باعث اور سپاہ کا نقشہ سلطنت کے اقتدار اور مرتبہ میں خلل اندان ہوتا ہے۔

پیر حکم دیا کہ بومملکت مسخر ہو کر حادث سے امن و امان ہیں ہو جائیں۔ ملک کی پیدا و نہاد اور کامی کا سعائیہ کیا جائے۔ اگر رعایت پرانی جمعینہ پر ارضی ہو تو ان کی خوشخبری کے مطابق عمل کیا جائے۔ وہی یہ روجہ قانون کے مطابق جمعیانہ حصی جائے۔ اور حکم دیا کہ خراج نساعت ہنکی پیداوار کے موافق کیا جائے۔ اور جمع زین کی پیداوار پر بانہ حصی جائے۔

چنانچہ اس کے لئے پتاقاعدہ مقرر کیا کہ اول رعیت کی لیے خرید و علاضی
وجس میں کاربز و حشمه و بہر یا ندی کے پانی سے زراعت ہوتی ہو اور
یہ پانی ماید و دامی ہو درج جبکہ اکیا جائے۔ اور اس زمین کے پیداوار
میں سے دو حصے رعایا کے لئے چھوٹا کر نیز احصی سرکاری عملاء کے
لئے تحصیل کریں۔

اگر عایا اس اراضی کی پیداوار کے سرکاری حصہ کی بابت لفڑی دینے
پر راضی ہو تو سرکاری حصہ کے غلہ کی قیمت موجود وقت ترخ کے مطابق
لگا کر یہ قسم رعیت پر مقرر کرو جائے۔ اور ترخ کے مطابق نفعی ہی
سپاہی کو پہنچائی جائے۔ اس اگر رعیت پیداوار کی بیانی کی کے پیداوار
کا حصہ دینے پر راضی ہو تو درج جبکہ راضی کو تین اقسام درجہ اول
دو و سوم میں منقسم کر کے قسم اول کے لئے فی جریب تین خروار کیسم
دو م کے لئے فی جریب دو خروار اور قسم سوم کے لئے فی جریب ایک خروار
پیداوار تصویر کریں۔ اور اس پیداوار میں سے نصف لوگندم اور نصف کو جو
متضد کر کے جو حاصل جمع ہوا سکا نصف حصہ لیا جائے۔

اگر رعیت اس کے باوجود منس دینے پر رضا مند ہو تو ایک خروار گندم

کی قیمت پانچ مشقال نقری اور خروائچو کی قیمت اڑھائی مشقال معین
کر کے اوس پر قلچہ کا پیشکش اضافہ کرنے سے جو رقم بنے وہ رعیت سے
وصول کریں۔ اور اس کے سوا کوئی اور مطالبہ کسی نام یا کسی رسم کی آئیں
رعیت سے نہ لیا جائے:

باقی زراعت کے لئے جو بارانی پانی سے مزروع ہو خریف کی بیوار بیع
کی مستانی ہو یا تابستانی یا حکم دیا کہ اسے بھی پایش کر کے ضبط تحریر
میں لایا جائے۔ اور تھہائی و چوتھائی حصہ کے مطابق عمل کیا جائے۔

سرشماری مخصوصی حرفت۔ شہری محاصل۔ سایر جگات پر اگاہوں
رکھو کہہ اور بارانی کے گھاؤں کے متعلق پرانے دستور العمل کے مطابق
عمل کیا جائے۔ اور اگر رعیت پڑنے طریقہ کو پسند کرے تو ہوئی بہوئی
کے طریقہ پر عمل کیا جائے۔

اور حکم دیا کہ محاصل کی وصولی کا وقت آنے سے پہلے مالگداری جہات
کو جو رعایا پر داحیب ہو معین کر دیا جائے۔ اور پھر ایام و صنوی آجائے پر اس
مقدار رقم کو تین اقسام میں وصول کیا جائے۔

اگر عایا تحصیلدار کے مقرر ہوئے بغیر مالگداری اور دیا کرے تو تحصیلدار

مقرر نہ کیا جاتے۔ اگر دصوی کے لئے تحصیلدار کی ضرورت ہو تو وہ صرف حکم اور زبانی تہذید سے مال و سول کرے۔ تازیانہ و عقوبات و بحیرتی تک نوبت نہ پہنچا رے نہ کسی کو منھکاری و بیڑی ڈال کر قید کرنے۔ اور حکم دیا کہ جو شخص کسی بھل کو آباد کرے یا کنوں اور کاریز نگاہ سے یا باغ کو سبز کرے یا کسی دیران موضع کو نوا آباد کرے۔ اوس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے۔ دوسرے سال کچھ اپنی خوشی سے دے لیا جائے۔ اور تمیرے سال مطابق قانون مالکداری وصول کیجا رے۔ بنز حکم دیا کہ ارباب کو اندر تو گ ریزہ رعیت (اسامیوں) پر تعدی کریں اور ریزہ رعیت کی خرابی کا سو جب نہیں تو ادن سے جب قدر لفسان ریزہ رعیت کو پہنچا ہو وہ کلام تروی اور ارباب کے اسامیوں کو دیدیا جائے۔ تاکہ وہ وگ پھر اپنی حالت پر حال ہو جائیں۔

دیران موافع کے اگر مالک نہ رہی ہوں تو ان کو خالصیں داخل کر کے آباد کرایا جائے۔ اگر مالک تو ہوں مگر وہ پر فیضان حال ہوں تو ان کو اپنے ویہات کی آبادی کے قابل نباہنے کے لئے اسیاب و مصالح سے مدد وی جائے۔

اور سکم دیا کہ خراب زمین میں کاریز جاری کئے جائیں۔ خواب خدہ پلوں کی تعمیر کی جائے۔ اور بہزوں اور ندی نالوں پر پل بنائے جائیں۔ اور ڈرگوں ہر منزل میں ربانی و سر سے تعمیر کی جائے۔ اور ڈرگوں کی حفاظت کے لئے ناہدار و محاقد مقرر ہیں۔ اور ہزار بیانیں ایک جماعت کو مقیم رکھا جائے جس کے ذمہ مگاہیانی و رہداری ہو۔ اور چومال لوگوں کی عفلت سے راستوں میں چوری جائے۔ اسلامی افتیش و فناشر کرے۔

اسی طرز سکم دیا کہ پرشہ و قصبه میں ایک ایک مسجد، مدرسہ، اور خانقہ دی تعمیر کی جائے۔ اور فقراد سائین کے لئے لنبگر فانہ اور ہر ضیوں کے لئے دارالشہنہ زبانی کا کے۔ اور تنواہ و اطبیب دارالشفایمیں امور کیا جائے۔ اور ہر شہر میں حاکم کی رہائش سکاہ اور دارالعیدالت تعمیر کئے جائیں۔ اور زراعت و دعیت کی نگہیانی کیلئے قورچی (پولیس) مقرر کیا جائے۔ اور سکم دیا کہ ہر ٹک بیس تین وزیر مقرر ہوں۔ ایک وزیر رقیت کے متعلق ہو کہ جو کچھہ رعایا سے دصول ہو اکرے اس کے حساب کو باضابطہ مرتب کر کے تیار رکھو کہ رعیت کے کس قدر قم کس کس (اسم درسم) سے ہوئے نہ میں دصول ہوئی ہے۔

دوسرے پریس پاہ کے متعلق ہو۔ وہ یہ حساب رکھو کہ پاہیوں کو کس تدریجی
پہنچ پکا۔ اس کیس قدر ان کا داحبہ ہے۔
تمیر اور غیر حاضروں اور آئینہ وروندہ کے اموال کی نگہداشت اور بادی
وہی ای مواصلات اور آمد فی کے حساب و کتاب کے لئے یوقا ارت العقول نیا ان
اور یہاں ملکے مال و اموال کی نگہداشت اور وصولی بھی یہی وزیر خاصی اور غرضی
الاسلام کے استصواب و مشورہ سو کریگا۔

او حکم دیا کہ متوفیوں کے اموال وارثوں کو پہنچائے جائیں اگر کوئی شا
 موجود نہ ہو تو ابواب اخیر دینکی کے کاموں میں صرف کریں۔ یا کہ مختلطہ یہ بھی
 حکم دیا کہ اگر شمن کی تعداد باہ نہ زر سوار سو کم ہو تو اس جنگ میں اللہ مرزا

جنگ و جدل

محکمہ او صفت آرائی اور حملہ و فوج شکنی کا قاعدہ و قانون میں نے
حکم دیا کہ اگر شمن کی تعداد باہ نہ زر سوار سو کم ہو تو اس جنگ میں اللہ مرزا
سردار ہوا اور نویماق و توہمات سے بلدہ نہ زر سوار اس کے ہمراہ
کئے جائیں۔ اور میں باشیوں۔ یوز باشیوں اور اون باشیوں میں سے
بھی مناسب تعداد اس کے ساتھ کر دی جائے۔ اور وہ غنائم کی طرف

ایک منزل مسافت میٹے کر کے غلیم کے روپ و ہو جائی۔ اور مجھ خبوبی سے اور حکم دیا کیہ بارہ ہزار سوار نوجوں میں بین ترتیب میں قسم ہوں تو ایک فوج برلنگار (میمنہ) تین فوج، جرالغار (میسرہ) تین فوج، ہر اول ایک فوج، ڈر اول ایک فوج۔ اور کہ برلنگار کی فوج ہراول اور چپاول دشقاول مشتمل ہو۔ ادا سی طرح جرالغار کی فوج ہراول چپاول اور شقاول کی تین فوجوں پر مشتمل ہو۔

اور ہدایت فرمائی کہ امیر الامرا جنگ گاہ کی زمین کے متعلق چار چیزوں کا ملاحظہ کرے۔ اول اس سر زمین کا پانی۔ دوم یہی زمین جو سپاہ کو حفاظت کا کام دیکے سوم یہ غلیم پر فیساں زد پڑتی ہو۔ اور آفتاب ستر نہ ہو۔ تاکہ اوسکی شعاع سے سپاہ کی آنکھیں چند صیانہ جائیں چہا یہ کہ جنگ گاہ کی پیشانی کشادہ ذرا رخ ہو۔

اور حکم دیا کہ جنگ سے ایک روز پہلے صفت آرائی کی جائے اور فوج کی ترتیب و تنروک قائم کر کے قدم آگے بڑھایا جائے۔ اور جس سمت کا رخ کیا ہواں سمت سے اپنے گھوڑوں کے سرخ پھریں۔ نہ دن بائیں طرف جھکیں۔ اور حکم دیا کہ جب سپاہ کی نظر غلیم کی نوجوں پر پڑے

بآواز مبنیہ نگیر کر کہ کراوے سے سورن (بلادا) دیں۔ اگر لشکر کا عارض دیکھئے کہ سردار خطاکڑ تباہ ہے تو عارض اسکی بجائے دوسرے کو سورا بناؤ۔ اور فتح کی پر لیٹنگ کو جو میں اسے اصل اختیار کی نشانی کے طور پر عطا کنی ہو امر ہے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کر دے۔ اور حکم دیا کہ لشکر کا سورا عارض کے آفاق سے غینم کے لشکر کی کمی و مشی کا ملاحظہ کرے۔ اور یہ دونوں اپنے لشکر کے سرداروں اور غینم کی فوج کے سرداروں کی لیاقت وغیرہ کا مقابلہ و موازنہ کریں۔ اور کمی و بسیاری کی تلافی و تدارک کر لیں۔ اسی طرح اپنی سپاہ اور دشمن کی سپاہ کے اسلحہ پر خود کریں اور غینم کی رفتار کو دیکھیں کہ آیا پیوستہ صنفوں میں یا ہمتگی و ثبات جنگ میں درآتی ہیں۔ یا باضطرز و گہرست کے ساتھ غینم جس طریق سے جنگ کرے اُسے بھی بغور یا کجا جائے کہ آیا وہ یکبارگی حل کر لیا ہے یا یکے بعد ویگرے فوجیں بھیختے رہنے سے حل کر لیا ہے۔ اور یہ بھی دیکھیں کہ آیا غینم ملک کے وقت اپنے آپ کو قریب کے پلٹ چانا اور پھر اسی طرح پار بار تاخت لاتا ہے۔ یا صرف پلٹے حملہ پر ہی اکتفا کر لیا ہے اگر آخری صورت ہو تو فوج پر لازم ہتے دشمن کے ہلکے کی تاخت کو برداشت کرے۔ اور صبر و کھاٹے کیونکہ ایک سماں عرض

کے جہڑا ہی کام شجاعت ہے۔

اور حکم دیا کہ جنگ میں پشیدتی نہ کرے۔ اور پس خود سبقت نہ کریں۔ اور حکم دیا کہ حب غنیم میدان میں و رائے تو سردار کی نظر انہی تمام فوجوں پر ہے۔ ان فوجوں پر کار فرمانی اس کام ہے۔ سردار پر واجہت کے دل کو قایم رکھئے۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں کو چھوٹنے نہ دے۔ اور انہی ہر فوج کو مجملہ اسلو ایک سلاح سمجھو کر ہس طرح حصہ ا موقع ہو۔ تیر تبر شمشیر گز۔ پیش قبض اور خبر سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح ہر فوج سے بوقت مناسبت کام لے۔ سردار اپنی فوجوں اور اپنے وجوہ کو بنیلہ ایک کششی کرنے والے شخص کے اختیار کرے۔ کہ جس طرح پہلوان اپنے ہر ضعف و سوت و پاؤ اور سرو سیتہ وغیرہ سے دغل ہیں کام لیتا ہے۔ اسی طرح سردار اپنے عضووں سے جنگ میں کام لے۔ کیونکہ حب ایک ایک بار کر کے نظر بات نہیں شہزادوں کے لشکر پر پڑنگی۔ طبعی امر ہے کہ پہلے نہیں تو زیں ضرب ہیں شکت کہا جائے۔

سردار

سردار پر لازم ہے کہ پہلے اپنی فوج ہر اول سے ڈمن پر بلہ کر لے من بعد بر اتفاق کے ہر اول کو اسکی مد فیض ہو اور اتفاق کے ہر اول کو بعد بر اتفاق کے ہر اول

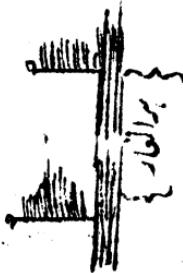
سے حل کرے۔ اس طرح شمن کی فوجوں پر تین ضربیں پڑیں ہو گئیں تاں وقت اگر دیکھئے کہ تینوں ہراولی نوبیں ناکام رہتی نظر آتی ہیں۔ تو بالغہ کی فوج اول کو بڑھا۔ اور اس کے بعد جرالغار کی فوج دوم کو۔ اگر اس وقت بھی فتح حاصل نہ ہو تو پھر جرالغار کی دوسری فوج کو آگے کرے۔ اور اس کے متعاقب جرالغار کی فوج اول کو اور نیز بھٹھے خیزی بھیجے۔ اور بیشتر ہندوؤں کے پہنچنے کا مشترکہ کرنا یا ایسے ہی پر بھروسہ کر کے سردار خود جنگ میں درآئے اور مجھ سے میرے میں ضریب ہے۔ کیونکہ جب شمن پر آٹھ ضربیں پڑیں ہوں تو نوبیں ضرب میں وہ شکست لکھا جائے گا۔ اور بیشتر سردار کو فتح نصیب ہو گی۔

سردار پر یہ بھی واجب ہے کہ جلد میں نہ کرے اور لشکر سے ہی کام لے۔ اس کے بعد اگر اس کے خود شامل کارزار ہونے تک فوت پہنچ جائے تو حتی الموسع اپنے آپ کو بلاک نہ ہونے دے۔ کیونکہ سردار کے مارے جانے سے بدنامی ہوتی ہے۔ اور شمن شوخ ہو جاتا ہے۔ پس سردار پر لازم ہے کہ رائے و تدبیر سے کام لے۔ جلد بازی نہ کرے کیونکہ تعجبیں کا شدید طاف ہے۔ اور الیسی جگہ نہ درآئے جہاں سے پھر باہر نہ بخل کے۔

ترتیب صفت آرائی حسب بیل ہر

بنی بر اول انفار

اول فوج جنون
دوم فوج انفار



نوع تسلیم



نوع بر اول انفار

اول بنی جنون
دوم بنی جنون



افواج قاهر کی صفت آرائی کا قاعدہ قدر و کم میں پانچ ھا
میں نے حکم دیا کہ اگر فتنہ کا شکر بارہ ہزار سے زیادہ ہو۔ لیکن

چالیس تھرا تک نہ پہنچا ہو تو میرے فرزندان کا مگاہیں سے ایک لشکر کا
سردار ہوا اور بیگلہنگی اس کے ہمراہ کابینہ امراءٰ قشو نات و توانات
والوں سات جن کا مجموعہ چالیس تھرا سواروں سے لکڑہ ہوا پڑا۔
اول انواعِ قاہرہ کو چاہئے کہ مجھ پر حاضر و موجود سمجھہ کر مردمی و سرداگی اور میر
رشته کو ہاتھ سے نہیں۔

اور حکم دیا کہ جب میر اقبال کے پیش خانہ کو خالا جائے تو بارہ فوجیں معین
کیجاں اور ہر ایک فوج پر امراءٰ قباہیں میں سے ایک میر کو مقرر کرنے کے نزد
وتربیت قائم کریں۔ تاکہ صفت آرائی و فوجی تیکنی اور درآمد و برآمد کے
متعلق جو بارہ تزوکہاں میں نے باندھے ہیں وہ زیرِ نظر ہیں۔

لشکر کی سرداری کے لئے دو شخص زیبا بے جو غینم کی، سپاہ کے سرداروں
کو شمار کر کے اون مقابل اپنے لشکر میں بھی سرداروں کا تعین کر کے غینم
کی سپاہ کی جملہ اقسام کو جا پنج جائے۔ کہ اون ہیں اتنے اوپھی ہیں اس
قدرشیخی۔ اور اتنے نیزہ دار۔ اور غینم کی سپاہ کی رفتار اور چال و حال کو
دیکھ کر آہستہ آہستہ فوج ہو کر میدان جنگ میں در آتے ہیں۔ یا سب کے
سب یکیار گی ہمہ مغلوبہ کر دتے ہیں۔ اور میدان جنگ تک اپنے ہمہ مراجعت

کے راست کو محو طریقہ غنیم کے طریق جنگ کو بھانپ جائے یعنی کوئی بعض اوقات شہزادہ اپنی طاقت کو کم ظاہر کرتا ہے۔ یا بھانگنے کی تی صورت بنائیتا ہے۔ پس ان کے مکار اور گزیز پایی سودہ کو کہا ناچاہتی ہے۔

جنگ ویدہ اور کارکردہ سرداروں کہلاتا ہے۔ جو جنگ کے بعد دلبت کو سمجھتا ہو۔ کہ کس فوج کو پھیلا کر بڑھانا ہے۔ اور کس زندگی کو تدبیر سے باندھنا ہے۔ اور کس طرح جنگ کی طرح ڈالنی ہے۔ سرفاری کے لیاقت دہ ہے جو غنیم کے ارادہ کو تابیخا ہے۔ کہ وہ اس طرح سے جنگ مشروع کرے گا۔ پس اس روشن کاراست اور پر نیک دردے۔

سردار کو حاجب کیا پہنچے چالیس ہزار سواروں کو بدین طریق چوڑ فوجوں میں منقسم کرے۔

اول اپنی ذاتی صفت کو آراست کر کے اوسے قول (قلب) بنائے پھر برلنگار کی تین فوجوں کو مرتب کرے۔ اور ان میں سے ایک کو برلنگار کے ہہروں کے نام سے مرسوم کرے۔ اور اسی طرز جرلنگار کی تین فوجیں مرتب کر کے ان میں سے ایک کو ہہروں جرلنگار کے نام دے۔

پھر لشی ہی تین فوجیں افواج برانفار کے آگے مرتب کر کے ان کا نام
چپاول رکھی۔ اور ان تین میں سے ایک کو چپاول کا ہراول (پیش
روشنگر) بنائے۔ اسی طرح تین فوجیں افواج جرانفار کے آگے مقرر کرنے کے
ان کا نام شقاول کہو۔ اور ایک فوج کو شقاولی ہزاول بنائے۔

پھر پہنچے قول قلبہ کے سامنے چیدہ چیدہ آزموودہ کا بہادر دل
اوپھیوں شمشیرداروں اور نیپوڑاروں کو مرتب کر کے اس دستہ کا نام
ہراول بزرگ کہو۔ اور اس ہراول کو اسیا مشکم و قوی بنائے کہ انہوں نے
(بزرگ طرح جنگ) ڈالنے پر یہی ہراولی ووجیں غنیم کے لشکر کو نکلتی
دے ڈالیں۔

سردار پر واحد ہی کو غنیم کی رفتار پر نظر رکھے۔ اور اگر اس کا کوئی
امیر بلا حکم حملہ کرے، اور تیز روی کرے تو اوس سے تنبیہ کرے۔ اسی طرح
غنیم کی ورآمد و برآمد کو زیر نظر رکھے۔ اور طرح جنگ ڈالنے میں انتظار
نہ کہا تو۔ تاکہ پہلے غنیم جنگ میں مجاہدت کرے جب غنیم ملک کر دے
تو سردار کو چاہیئے کہ اوس کے طریق مغارب پر غور کرے کہ کس طرح
میدان جنگ میں دلتے اور باہر نکلتے ہیں۔ اور کس طرح حملہ کرتے

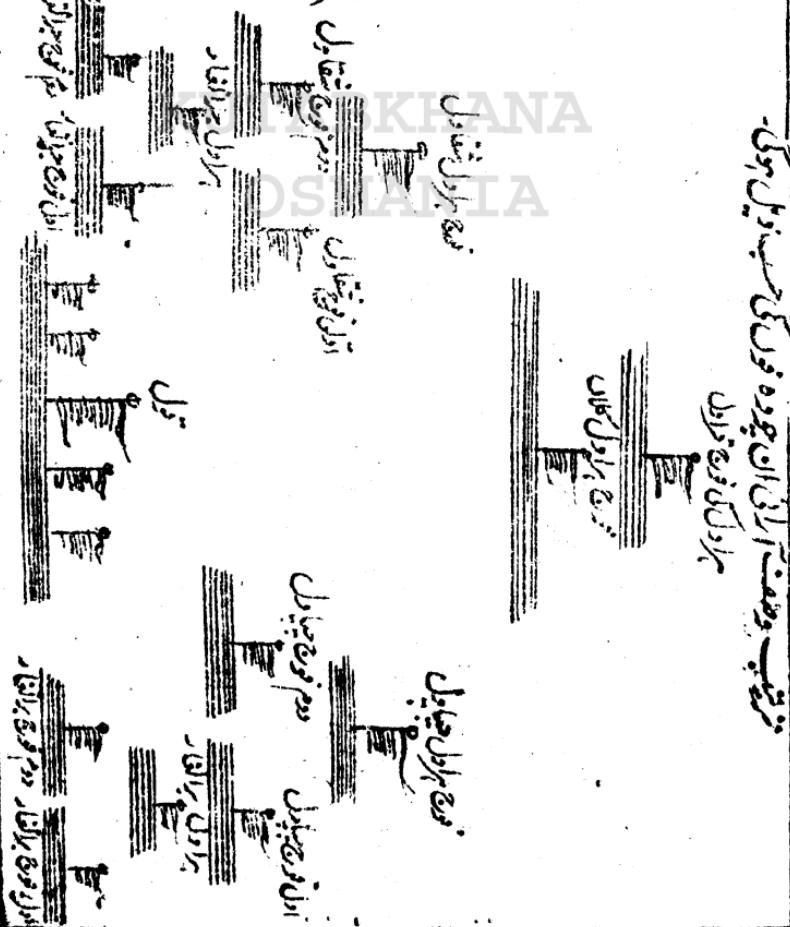
ہیں۔ آیا حمل کے پیچے ہٹ جاتے ہیں اور موقع کے مناسبت حال بھی سپاہ مہم جلتے اور بھی پھر ہٹ کر آگے ہڑھتے ہیں۔

خود بخوبی شکست کہا کر بھاگنے والے شمن کا تلا قب سردار کو نہیں رُزنا چاہئے کیونکہ ایسا شمن خود ہی اپنی کمر توڑنے والا ہوتا ہے۔

سردار جب دیکھ کر غلیم نے حمل میں پشیدتی کر کے ہلکہ کرو دیا اور اپنی دمیں بائیں انفاج کو بھیلدا دیا ہے تو اپنے پیلے ہراول کوان کے روپر وکر کے جنگ کی طرح ڈالے میں بعد چپاولی ہراول کو اور شقاولی ہراول کو کلام ہراول کی مدد کو بھیجے۔ اور ان کے بعد اول فوج چپاول اور دوم فوج شقاول کو میدان جنگ میں آتا ہے اور پھر دوم فوج چپاول اور اول فوج شقاول کو۔

اگر ان سات ضربوں سے بھی غلیم پر فتح حاصل نہ ہو تو اس ترتیب زمانی ہراول اور جرالنگاری ہراول کو مدد پر دوڑاتے۔ تاکہ غلیم پر نو ضرب میں پیسے یہ نو ضربات بھی کمار گز نہیں تو اول فوج برالنگار اور دوم فوج برالنگار کی دوڑا سے یہ گیارہ ضربات بھی بے اثر میں۔ نو دوم فوج برالنگار اسراول فوج برالنگار کو جنگ پر نہیں۔ اور اسی وجہ سے کہ یہ تیرہ ضرب میں

کھا کر فلم کی فوجیں نہ ہم ہو جائیں گی۔ احمد فتح میر سروگی۔
 اخیاناً اگر ان تیرو ضربوں کے بھی فتح حاصل دہد تو اس وقت سروار کو چلتی
 کہ قول کی فوجوں کو صفت آرا کر کے چل ٹرے اور اپنے آپ کو پہاڑ کی نامندگی
 کی تصور میں نمودار کرے۔ آہنگی و پیشگی کے ساتھ حرکت کر کرے۔ اور ہادرن
 جنگی کو حکم دے کہ تلوار سو شمن پر لے کریں۔ اور اپنی تیراندازی کریں۔ گلاب
 بھی فتح ملنے تو خود جنگ میں داخل ہو کر نبیرے جھٹٹے دل کا منتظر ہے۔



قاعدہ و قانون صفت آرائی

میں نے قانون بنایا کہ اگر شمن کا لشکر تعداد میں چالیس ہزار سواریں سے زیادہ ہو تو بیگانہ امراء بن باشی - یوز باشی اور اون باشی دہ بہادران و جملہ سپاہ میرے رایات طفر آیات کے منتظر ہیں۔ اور حکم دیا کہ ہر فوج کے امیر کو میں جو یہ لینع فرمان بھیجوں اُس فرمان کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ ہرگز سرتباہی کا تمکیب نہ ہو۔ اگر بیگلر بیگوں اور امراء میں سے کوئی اس حکم کی خلاف فرزدی یا اس سے بجا فذ کرے تو اُس تلوار کے گھاٹ آتار دیا جائے۔ اور اس کے کوئی لوحہ اسارت کا منتظر ہو اسکی جگہ حصب کیا جائے۔ اور حکم دیا کہ الوسات و قشوں اس کے جملہ چالیس اویماق (گروہ) میں سے جو بارہ اویماق درج تمنا تک نہ پہنچنے چکے ہوں ان کو چالیس فوجوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور تمنا تک نہ پہنچنے والے باقی ۶۔ اویماق کے امراء کو فوج قول کے عقب میں صفت کیا جائے۔ فرنڈان و بنیسرگان شاہی اپنی فوجوں کو قول کی دائیں جائے کے باہم باقہ مرتب کریں۔ اور یہ فوجیں اس طرح صفت آرائیں ہیں۔

کہ جس جگہ ملکی ضرورت ہو وہاں فرمائے بہنچا میں۔

جانب برلنواری میں چھ فوجیں مقرر کی جائیں اور ساقوں فوج ان کی
ہراول ہو۔ اسی طرح جرلنواری میں ایک ہراولی فوج ہوا اور اس کے پیچے
چھ اور فوجیں۔

اور برلنواری فوجوں کے سامنے ضریب چھ فوجیں بنام چپاول اور
ایک فوج بنام ہراول مامو ہو۔ اسی طرح جرلنواری فوجوں
کے سامنے چھ شفافی فوجیں اور ایک فوج بنام ہراول شفافی مقرر ہو۔
چپاول و شفافی کی فوجوں کے امراء کا کروہ اور بہادران آزموودہ
کی چھ فوجیں بنام ہراول بزرگ رکھی جائیں۔ اور ان چھ کے تکے ایک
فوج اور بطور ہراول ہو۔ اور اس ہراول ہراول کے دامیں بائیشمن
کے نشکر کی دیدبانی کے لئے دو قراول بیگی مع جملہ علم بوداران
مامو کئے جائیں۔

اور حکم دیا کہ ان چالیس افوج کے امراء جب تک بین خصوص
میر فرمان نہ پہنچ جائے۔ جنگ میں نہ رہ آئیں۔ اور جب تک جنگ
کی نوبت ان تک نہ پہنچ جائے۔ خود پشیدستی نہ کریں۔ البتہ جنگ

کے لئے تیار و آمادہ رہیں۔ اور جب جنگ کا حکم پہنچ جائے تو غلیظم کی
رسش کو دیکھ کر جنگ میں درآیں۔ تاکہ جس طریق سے وہ جنگ میں درآیا ہو
اوہ راہ کو بند کرنے کی کوششیں کریں۔ اور جس راہ کو غلیظم نے بند کیا ہوئے
انہوں سے تدبیر کہوں سکیں۔

اور حکم دیا کہ جب ہر اول ہر اول جنگ شروع کوئے تو ہر اول کا امیر
اپنی ششگانہ فوجوں کو کیکے بعد دیگرے میدان میں پہنچائے تاکہ چھ
فڑ میں قوت ب فوجت دشمن پر پڑیں۔ اور وہ لڑکھڑا کر شکست کہا جائے
اگر اسیاں ہو تو اس وقت اسیہ چاراں کو لازم ہے کہ اپنی چھ فوجوں کو ایک
ایک کر کے لکھ پڑھیجئے۔ اور خود بھی ہلہ کروئے۔ اسی طرح شفاوی انجام
کا امیر اپنی چھٹوں فوجوں کو آگے کرے۔ اور خود بھی وہاں پیوں چھے۔
تا میڈ و کرم اپر دی سے امیسہ ہے کہ اہم اشارہ فریبیں کہا کر دشمن تشریز
ہو جائے گا۔

لیکن اگر ان بارے کے باوجود دشمن شوخ چشمی دکھائے تو برلنیار
اور جرمانیا کے امیر نے اپنے ہر اول کو مدود پر دلوں میں جب یہ ورنہ
ہر اول والیں یا میں سے ورنہ نیچے تو باعuib وجہ دشمن کا لشکر بتا ب

دناتوال ہو جائے گا۔ لیکن اگر شمن اب بھی شورخ ہو تو امیر برلنقار اور امیر جرالنقار اپنی اپنی فوجوں کو باری باری سے شمن پر زیست دیں۔ اور اگر لیکھیں کہ افواج قاہرہ سے تاحال غینم کی فوجیں شکست یا بہمیں ہوئیں۔ تو یہ دونوں امیر خود آگے بڑھ کر شمن کے رفع و رفع میں مشغول ہوں۔ اگر یہ دونوں امیر بھی ناکام رہیں تو شاہزادے جو برلنقار پر ہوں گے اور خوشیدند جو جرالنقار پر مامور ہیں غینم پر حملہ کروں۔ اور شمن کے سردار اور اُس کے جنبدار پر نظر لے کر بخشاعت و مردی شمن کی صفوں کو توڑیں۔ اور سردار کو گرفتار اور اُس کے جنبدار کو نگلوں سار کرنے کی کوشش کیں۔

اگر ان ضربوں کے باوجود شمن قایم رہے تو اس وقت متفق فوجیں اور قول کے بہادر اور الوساطی (قبائلی) فوجیں جو کہ قول کے عقب میں آگستہ کی گئی تھیں۔ ایک ساتھ بڑھ کر شمن پر بلکہ کروں۔ اگر اس پر بھی فتح نصیب نہ ہو تو پھر سلطان پر داحیب ہو کر دہ خوبی بہت بلند اور دل تویی مشقیدی کرے چتا پنجیہ میں نے قیصر سلطان بایزید والی روم کی بنگ میں الیساہی کیا۔ شاہزادہ میلش شاہ کو جو واپسیں ہاتھ کی فوج کا سردار تھا۔ حکم دیا کہ قیصر کے بائیں ہاتھہ (میرہ) پر سرکن پر کون (برن)

آمدن وزدن) کے طریقہ سے جملہ کرے۔ اور شاہزادہ سلطان محمود خاں امیر سلیمان کو کہ درست پچھے سروار تھو۔ فرمان بھیجا کہ قیصر کے میمنہ دادا میں باقاعدہ کی فوج اپر یحوم ڈالیں۔ اور شاہزادہ ابو بکر کہ جو دادا میں ہاتھ کی انتہائی فوج کا افسر تھا حکم دیا کہ بایزید بلدرم کے قول پر جو ایک لشته پر الیتا وہ تھا۔ بلکہ کرے اور میں نفس نفیس توں کی فوجوں اور ادیماقی لشکروں کوئے کر خود قیصر کی طرز تو جیں شکست یا ب ہوئیں اور سلطان محمود خاں نے تعاقب کر کے قیصر کو پکڑ لیا۔ اور اسے بارگاہ میں حاضر کیا۔ تو قمش غان کو جی اسی طرح کئے قظام صفت آؤں سینی شکست دی۔ اول حکم دیا ہتا کہ اسکے حکم کو نگوں سا کر دیں۔ اگر دشمن چالاکی و قراقی کر کے چیبا دلی و شقادی اور برلنواری و جرلنواری فوجوں کو درہم برہم لڑا ہوا توں کی فوج تک پہنچ جائے تو سلطان پر زدہ ہے کہ شجاعت پاؤں کو صبر کی رکاب میں منتکم رکھ کر غذیم کی دفع و درفع پر یعنی ہو چنا پنچہ شاہ منصور کی جنگ میں ہنوا یا ہی لیا۔ وہ میری فوجوں کو روز تباہ ہوا مجھ تک پہنچ گیا۔ تو میں نے بذات خود اسکا مقابلہ کر کے اسی خاک لکت پر گرا دیا۔ تمنا دار بارہ ادیماقی لشکروں سے چالیس فوجیں آراست کرنے کا لئے دوسرے صفحہ پر درج ہے۔

بهرادل بهرادل

فوله لارك

بهرادل جپاول

بهرادل شقاول

چپاول

شقاول

بهرادل برقان

بهرادل جرالغار

جرالغار

برقان

تول

فرج امیریه

بست دشت ایچاق که به مقاوم سیده اندر

س

۲۸ ۲۶ ۳۰ ۲۸ ۲۳ ۲۲

۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵

KUTABKHANA

تُرُزُك تیموری کا نام

تُرُزُك تیموری کا پورا ترجمہ ختم ہو گیا۔ تُرُزُک کے معنے عام طور پر خود نوٹ
سو اخ نعمتی کے لئے جاتے ہیں لیکن جبیکا کہ ناظرین ملاحظہ کر رہے ہیں
امیر صاحب قرقان نے اپنی اس کتاب کے نام میں تُرُزُک کو اوس کے ٹھیڈھی یعنی
آئین و فضوا بسط کے معنوں میں استعمال کیا۔ آئین امیر موصوف کے جتنے جتنے
حالات زندگی کا تذکرہ مخفف ضمناً اور سرسری طور پر کسی خاص قاعدہ و
ضوابط کی جتنگی کے ثبوت میں ہوا ہے۔ نکل بر سریل داستان۔ آئین
اول سے آخر تک صرف پڑھنے طور و طریق حکمرانی آئین و مشورت اور جلد حکمبوں
او رصیقوں کے اصولی نظم و نسق کے بیان پر اتفاق گیا ہے۔ مگر ایسی عمدگی کے
سامنے کہ گویا دریا کو کوزہ میں بندرگردیا گیا ہے رجاء عیت کے تمام پہلو موجود
ہیں۔ بایں ہمہ بمحاذ جسامت ابتدے آفرینش ہو۔ اتبک شناہزاد کسی چھوٹی سی
سلطنت کا مجموعہ قوانین بھی ایسا مختصر نہ پایا جائیگا۔

یہی اختصار محاربہ انگورا کے متعلق برتاؤ گیا ہے۔ جو نہ صرف اُس زمانہ
کے فن معرکہ آرائی بلکہ اپنے تابع کی اہمیت کے لحاظ سے بھی اوس عہد کے

دو غلیم تین تا جملہ ان عالم اور فاتحان مالک کا نیصلکن اور آخری
وں بگل تھا۔

بایزید مید رم سلطان روم نہ فقط عنقوان شباب میں ہتا بلکہ تیرہ سال
کی مسلسل فتوحات کے حوصلے فلک الاغلاں تک طبعاً کھو تھے۔ ۷۸۹
میں سلطان مراد سیدان کو سوا دو اتفاق البانيا میں شاہ سرو یا اور اسکے
رفیق شاہ پوسینا سے غالباً جنگ میں مشغول تھا کہ ایک سربی امیر نے عین
معرکہ کا زرار میں اٹا احت کے قریب پہنچ کر سلطان کو خبر سے چھک
زمخ پہنچا دیا۔ شاہزادہ بایزید و شمنوں کی صفوں کو اتنا چلا آ رہا تھا۔ اور
سے سلطان مراد نے اپنی سوت قریب دیکھ کر ریز رو فوج کو آخری ہلہ
کا حکم دے دیا۔ اور مرے سے پہلے اس نے شاہ سرو یا کو مقید دیکھ لیا۔

تحقیق نہیں ہونے پر بایزید نے یورپ میں تسلی۔ یونان بلکہ یونانی
اور والیشیا کو قلع کیا۔ انکو پویس کے مید ان ہیں سمجھنند شاہ شنگری اور
اس کے ہزار ہافرانیسی و جرمن شہر سوار معاونوں کو شکست دی۔ دوسری
طرف والیشیا کو چک کی سلجوچی سلطنت کے باقیماندہ دو صوبوں قسطنطینی اور
کراپانیہ کو بھی سخر کر کے قیصر روم کے باقیماندہ والیشی مقبو فہ قلیلہ یعنی اور

سینہ لے کر متصلہ صوبہ آئین کے امیر کو مطیع بنالیا۔ اور عراق عرب میں سے جو نیل آرمینیا اور فوجیا فرات تک پہنچ گئے لیکن شام و مصر و سمنان مصل د پہنچا ابھی مقپضات عثمانیہ شامل نہ ہوئے تھے۔ اور قسطنطینیہ پر بی بی یونان قیصر ہی حکمران تھا۔ گواہی مالک اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ بازیزید کے ساتھ پانچ سال کے خامروں بعد اہل قسطنطینیہ اٹا عوت پر پایل ہو چکے تھے۔ مگر قصیر کے خراج کی مقدار پڑھا دینا اور خاص شہر میں ایک اور جامع مسجد بنوادینا منتظر کر گلو خلاصی کر لی۔

فتح یونان سے ۱۳۹۷ء میں فاش ہو کر وہ تیخ قسطنطینیہ کی کمر تیاریاں کرنے ہی کو تھا کہ امیر تیمور سے تعلقات بگڑ گئے۔ اور باتِ رفتہ رفتہ یہاں تک پڑھ گئی کہ مشرقی اسلامی دنیا کے دو سلطانین اعظم کی راہیں سخت پنگ ہو گئی۔ بازیزید کی امنگیں جس درجہ تک پڑھ گئی ہوئی تھیں اوس کا کچھہ ندازہ اوس مکالمہ سے ہو سکتا ہے۔ جو ۱۳۹۶ء کے میدان نکوپولس کے گرفتار شدہ فرقہ امیر کسر کوٹ ڈی نیوار سے فرقہ اسیر امیر دل کی رہائی کے وقت ہوا۔ جب یہ لوگ جو شکت کے بعد بغرت و احترام سلطانی ہماں رکھے گئے تھے شکر۔ ادا کرنے کو حاضر ہوئے۔ تو لقبوں سراید و رُکْلیسی سلطان بازیزید

نے ترجمان کے ذریعہ یہ الفاظ لکھتے جان میں بخوبی بانتا ہوں کہ تم اپنے ملک کے امیر کریم اور ایک طاقتور بادشاہ کے بھی ہو۔ تم ابھی جوان اور بہت سال جینو کی قوت حراست کے سکتے ہو۔ ممکن ہے کہ اپنی عمر کے پہلے معمر کی میں ہنرمندی یا بہنسے پر تہیں طمع نہیں۔ اور اس مدنامی کو دہونے کے لئے تم زبردست فوج لے کر پھر مجہہ پر چڑھائی کرو۔ اگر مجھے تمہارا یا تمہارے رفقاء کا خوف ہوتا تو میں تم سے حلف لے لیتا۔ کہ پھر دست ال عمر تم میرے برخلاف سہیمانہ اعتماد کے مکریں اسیا حلہ نہیں لیتا۔ بلکہ خوش ہو گا اگر تم اپنے ملک میں والپس جاؤ تو مجھ سے کرو۔ اور اسے سیدان جنگ میں لاو۔ تم مجھ پر وقت تیار اور ان پر آمادہ پاؤ۔ میرے یہ الفاظ اور وہ کوئی بھی سناؤ۔ یکنونکیں ہر وقت مردانہ کلام نامیں اور تو سچے فتوحات پر کملتبہ رہتا ہوں۔

بھی خدا عنہا دی دست ال عمر اسکی ہدیتیں رہ کر آخر معمر کہ انگوراں اسیں اسکی بریاوی کا باعث ہوتی یکنونکہ وہ اعتماد کے درجہ سوچا وزکر کے نامعاقبت اندریشی اور ہر کوئی صورت میں بدل سکی۔ اس سے اپنی زندگی کا یہ ایم ترین واقعہ یاد رہ کر نکوپولسی میں شہ سواران جرمی و فرانس نے زیادہ تر اسی شبابانہ ہر ہر کی بدولت زک کھائی تھی۔ اس سکے بعد کس پر کہن سال تیمور نے جسکی

عمر ستر کے قریب تجھ پچھی نہیں۔ تیاری و آراستگی کے جملہ لوازمات کے ساتھ ہی نہیں راہ حرم و احتیاط کا ادنلے ترین پہلو بھی برابر بیش نظر اور دزیر عمل رکھا۔ اور دنیا کو ایک مرتبہ پھر یاد ولادیا کے بوڑھوں کا تجربہ جوانوں کے متوہرانہ شتابکاری سے برجہا زیادہ قیمتی تھے۔ امیر تیمور کے حالات زندگی اور اسکی فتوحات مسلسل پر کئی کتابیں موجود ہیں۔ ان میں ایک خود اپنی نوشتہ نامہ ملغو قات تیموری ہے۔ نظر نامہ تیموری طانشر الدین علی یزدی نے بیان فارسی تیمور کے پوتے ابراسیم سلطان کے ایسا پرنسپل ۱۴۲۷ء میں مقام شیراز فلمبند کیا۔ اسیں ایسی موصوفت کے محاسن و محابہ کی کوشش نظر کھانا گیا ہے اس کے مقابل عربی تذییع تیموری میں عنینہ مشقی مؤلف عجائب الملکوّات نے تیمور کو خوفناک شکل میں تلاپکر کیا ہے یہ حدیث مشہد اور فوت بوار نظر نامہ کا ترجمہ فرنسي و انگریزی میں اور تاریخ تیمور کا فرنسي میں ہو چکا ہے۔

تیمور کے مختلف قبائلے شائع ہوئے ہیں۔ مگر اپریب مورخین الفاقہ ہے کہ وہ چنگر خان کے شاہی خاندان سے تھا۔ وہ شہنشہ ہر جگہ کام نہیں تیمور نے سبزوار کیا ۱۴۲۵ء میں مطابق ۶۷۷ھ میں چیدا ہوا۔ سبزوار تحریف نہ سنتے برداشت سائیکلو سٹڈی پارٹیا شیکا پچاس سیل بیجانب جنوب

اور بقول سرگرم جان سورخ ایران ۳۰ میل بجانب خوب مشرق ہے تیمور
نے عودج کپڑ کر سمرقند کو اپنی نجت گاہ اور سبتوار کو گرامی اقامہ
گاہ بنایا۔

تیمور کو اپنے قبیلہ کے اکابر میں خصوصیت بھی حاصل ہو کہ اس کا باپ پہلا
شخص تھا جو قبیلہ بر لاس میں مسلمان ہوا۔ تیمور کا باپ اپنے قبیلہ کا سردار بھی
تھا۔ اس کا نام ترا غائی تھا۔ وہ قرہ نہر میونیان کے پوتہ کا پوتہ تھا۔ قرہ شہر
چنگیز کے بیٹے اور سپہ سالار رختائی خاں کا وزیر تھا۔ ترا غائی چاہتا تو انہی موروثی
عہدہ کی وجہ سے بہت سے فوجی کارنامے کرتا۔ مگر اپنے باپ اور تیمور کے دادا بول
کی طرح اس نے بھی علی اور بامن زندگی کو ترجیح دی۔ گویا تقدیر کو منظور تھا۔ کہ
باپ دادا کی کسر بھی اس میدان میں پوتہ پوری کرے۔ ترا غائی نے بیٹے کی تعلیم
و تربیت کو سب کاموں پر مقدم سمجھا۔ چنانچہ تیمور میں سال کی عمر تک نہ فقط تمام
مردا نہ کرتا ہے میں ماہر ہو گیا۔ بلکہ قرآن کریم کا بھی بہترین عالم متصور ہے نے
لکھا۔ اس زمانہ میں اس کی طبیعت کامیلان بہت کچھ رحم دلی کے کاموں
کی طرف رہا۔

مگر با میسوں سال ہی اوسے فوکھشی کے میدان میں داخل ہونا پڑگیا

اوچا ہیندہ دس گیارہ سال میں اس نے گرد و فواح کی ہمایتوں پر اپنا سکنے خوب بٹھایا۔ سب سے اول اس نے امیر قره گن سے عین ٹھانے خاندان کو فتح دیا جو کیا تھا۔ اور مغربی چختائی خاندان کا امیر اوتیمور کا نبہتہ دار تھا اسخا کا شستہ مصبوط کیا۔ قره گن نے اوس سے ایک ہزار سوار دیکھ رہا سان کی مہم پر جو تیمور کی دوسری فوج بھیجیا۔ اس میں کامیاب ہو کے بعد اس نے خوازم اور ارگنچ کو فتح کیا۔ ۲ سال کی عمر میں امیر خرا سان و ما در انہر کو از بکوں کے برخلاف جو اوس کے علاقوں کو ویران کر رہے تھے کامیاب مددی جس کے صلیمیں اسکی دامادی کی غرفت حاصل کی۔ قره گن کے قتل پر کئی شخص محتک کے وعویداً رہو گئے۔ ابھی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ جنگی خان کی اولاد میں سے ایک تعلق تیمور والی کا شتر نے حملہ کر دیا۔ چختائی سرداروں نے تیمور کو سفر نہ کر جلد آور کے پاس بھیجا۔ نتیجہ یہ سکھا کہ تیمور کو ما در انہر کا حکم تسلیم کر لیا گیا۔ ابھی اسے ذنوں باپ کے نوٹ ہو جانے پر قبلہ بلاس کی موروثی امارت بھی اسے مل گئی۔ اس نیم شاہانہ اتمدار کی وجہ سے تیمور کا آخر تعلق تیمور سے بجا رہ ہو گیا۔ آخر اذکر حملہ اور میوکر پھر سخون کے کنارہ منودار ہو گیا۔ اور تیمور کی حالت بہت کچھ پر لشکر ہو گئی۔ صوبہ ما در انہر تیمور سے چھینا گیا۔ اور تعلق نے اپر

اپنے بیٹے کو مامور کر دیا۔ مگر بادشاہ تیمور نے نسبتاً بہت ہبڑی اسی فوج کے ساتھ آخوندے حاکم کو شکست دیکر ہنگامہ دیا۔ پھر عرصہ بعد تغلق مر گیا۔ اور تیمور کو اپنے سابقہ علاقے لینے اور صدیف فتوحات کا موقع مل گیا۔ اس زمانہ میں تیمور کی اپنے ملکے امیر ہمین سے بگڑ گئی۔ یہ دونوں قبل ازین سالہا سال یا ر غار اور ایام پرانی میں ایک دوسرے کے رفیق حال بھی رہ چکے تھے۔ ۱۳۶۹ء کے اوپر میں امیر ہمین کو قتل کر کے تیمور بخ کا باشاہ بن گیا۔ اور تمند کو پایہ تخت بنا کر باقاعدہ منشیں ہوا۔ قزل اتائی ایغزوہ بہادران قوم کی مجلس کھلانے اور سے چوتائی اقوام کا باضابط خان تسلیم کر دیا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۵ سال کی تھی۔

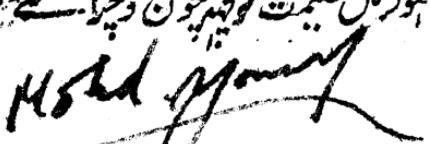
تماموں میں بھی کچھ تاثیر ہوتی ہے تیمور ترکی میں لوہے کو کہتے ہیں۔ یہ نام تیمور کی شخصیت میں بالکل درست نکلا۔ باضابط باشاہ تسلیم کئے جانے پر ایشائی فرمازداں اور تمند کے مطابق اسے گورگان اگر غیلیم ہما جنگل اور بھیان گبر کے القاب اپنے لئے لپیند کئے۔ اور دنیا نے جلد و یکھلیا کہ یہ صرف ہی لفظ تھے۔ اسے بلا انبالہ اپنی ذات کو ان کاپورا مصدق ثابت کر دیا۔ ۴۳ سالہ عہد حکومت میں اس نے شمالاً چین کی دیوار اعظم سے کر رونکے قلب

تک اور جو بامنار گنگا کے سیکھاب نیل و بھروسہ تک اپنی جہان بناں کا سکتے چلایا۔ اسکی ذات میں ۲۰ مالک کی باوشاہی اور مختلف حکمران خاندانوں کی وراشت بخچع ہو گئی۔ وہ بارہا کہتا تھا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے ویسے ہی خدا کی زمین پر ایک باوشاہ ہونا چاہیے۔ اور کہ کل دنیا کی باوشاہیاں لمحانے سے بھی کسی سلطان غلط کا شوق ملک گیری سینہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سرفند کو پایہ ستحت بناؤ تا ج شاہی سر پر رکھتے وقت اس نے ہلا نیہ کہہ دیا تھا کہ میں تمام ربع مسکوں کو زیر گیس کروں گا۔

بہ خوبیت فاتح تیمور دنیا میں لاثانی لگز را ہے۔ دینیک مشہور امارتی فاتحان اعظم کھسرو (ایرانی) اسکندر قیصر، اٹلا چنگز خاں، شاول میں یا پولین میں کسی نے بڑو شمشیر اس قدر مالک سخن کے عین قدر کہ تیمور کے زیر گیس ہوئے ان میں سے کسی کو اتنی رعا یا پر حکومت کرنا نصیب ہوا۔ جو تیمور کوٹی بقول سرطی تیمور کو محض شخصی شجاعت اور اعلاء قابلیت اور ذہانت کی طفیل ہی یہ بنظیر فتوحات حاصل نہ ہوئیں۔ بلکہ اس لئے ہی کہ وہ اعلاء پایہ کا مدبر اور ازداد قابل حکمران بھی تھا۔ جو مجموعہ قوانین (ترک تیموری) اس نے خونج کے انتظام معدہ گستاخی اور سلطنت کے مالی نظام و اسق کے لئے مرتب کیا۔ اوس سے تیمور کی تیزرو

مثاہدہ احمد صبحی و عجیت غور و فکر کا کافی بیوتوں میں رہا ہے۔ حکمرانی کو خوب کے درجہ تک پہنچانے اور نیزراپنی خارجیہ پالیسی میں کامیاب رہنمکے معاملہ میں اوسے اپنے حکمہ خبر سانی کے قابل تعریف انتظام سے بڑی مددی۔ اس حکمہ کی لفظ اوسے اپنے قاصدوں اور خبرنویسوں کی روپیوں سے ہر وقت صبحی اور پوری پوری اللاح چھوپتی رہتی تھی۔ اس نے تمام اطراف میں سیرویا خدمت کرنے کے لئے قاصد بیچ رکھو تھے جو طرح طرح کے بھیسوں اور خاص کر جماں اور در دشیوں کے بلندیں میں ہر جگہ گستاخ کرتے رہتے۔ ان کے ذریعہ تمہور کو اپنے ہر شہر کی ملکت و کفر دری کا ہمیشہ اور ہر موقع پر صحیح علم موتا رہتا۔ ان کی روپیوں صدر حکمہ میں با اختیاڑا جبڑوں میں قلم شدید کیجا تیں۔ اور ماہرین افسوس پر جو ہر وقت پیش نظر کو رہتے توٹ کر دی جاتیں۔

کسی حکم کے پیش آنے پر وہ اُس کے تمام بیلوؤں اور افسلات و مکملات پر بخوبی غور کرتا۔ اور ہر جو کہم کی پہلے سے پیش نہیں کر لیتا۔ اس طرح کامل سوچ بچا کے بعد جب وہ کسی امر میں ایادہ کر لیتا تو پھر پرہیز کی طرح اپنے حکم جانا چنانچہ مدت العزمیں ایکسد فوجہ بھی اس نے اپنے کسی حکم کو بعد میں نہ سورج نہ کیا گذشتہ راجح ملوثات آئندہ راجحتیاڑا سکا۔ اور پسند مقولہ تھا جو کچھ مگر زیر جاستہ

اپر پختانا یا متناسف ہوتا جانتا ہی نہ تھا۔ اوسرا بھی سپاہ کے دلوں پر
انسیا اقتدار حاصل ہو گیا تھا کہ اوسکی خوشنودی کے لئے وہ سخت سخت
صیبیتیں ہی بخوبی نہ اٹھاتے۔ اور اسکی آنکھ کے اشارہ پر جانیں تک
بیدار یعنی قربان نہ کر دیتے۔ بلکہ اگر تیمور کا حکم ہوتا تو عین حالت فتح میں لوٹ
مارے نے الفوز مستکش ہو کر بال غنیمت کو پہنچ جون وجہا سے بغیر

چھوڑ دیتے۔

تیمور فیاض آتا تھا۔ مگر جو مقابله کی ستاخی کرتے اُن کو ایسی سخت نظر
ویبا جس کی مثال اون خوفناک زمانوں میں ہی کثرتی ہے۔ سخت کرنے
تیمور جو پرستے حریبے استعمال کیا کرتا تھا از الجملہ ایک یہ تہاک لوگوں کے دلوں
میں دہشت بٹھا دی جلتے۔ چنانچہ شہروں اور علاقوں کی سالم سالم را باہی
کو جو شر اُمیں وہ ویسا اون کے طرز و طریق سے صاف معلوم ہو جاتا کہ ایک ایسا
کی مطلق العناد اور حابر فرمادہ اسے نے بحالت غیظ و غضب محض فاکی
کے جوش میں اگر صادر نہیں کئے۔ بلکہ ایسے شخص کے صادر کردہ ہیں جو ایسا
وقوعت۔ سانی کے معاملہ میں پوری ہمارت رکھتا اور ٹھنڈے دل سے
ہر پہلو پر غور کر کے محض کسی غرض خاص کے حصول کے لئے اون سے

کام لے رہا ہے۔

امیر خسین شاہ بلخ اولینے سلے کو قتل کرنے کے بعد جس سی تیمور کا
بگاڑ بیوی کے مردنے کے بعد ہوا تھا اوس نے سمرقند کو پایہ تخت بنانکر ایک
طرف زیب زینت وال فریب عمارت اور عالیشان باغات وغیرہ سے عروں
وہر بنا دیا۔ تو دوسری طرف مصبوط قلعہ بندی اور فصیل و بروج مصبوطہ رین
حصن عالم کی قلعہ میں بدل دیا۔ توران کا مالک واحد بننے کے بعد اسکی
نظر ایران پڑ پری۔ جہاں چنگیزی سلطنت کے انشار کے بعد کئی باشناہیا
قائم ہو چکی تھیں۔ اس وقت عراق عجم اور خاص فاس کے علاقوں نے اذان سار
کے پا تخت تھے۔ اور عراق عرب اور آذربایجان پر ایمانی قبیلہ حکم تھا۔ ایران
خاص کی طرف رُخ کرنے سے پہلے تیمور نے مشرقی سرحدی صوبیات خراسان
سیستان اور زامبستان کو سخر کیا۔ پھر ایران پر فوج بخشی کی۔ اور یہ سال
میں اسکی تیزی سے فارغ ہو گیا۔ خاندان ساسکا علیزاد سو شاہ بلا منف بلہ
ملپع ہو گیا۔ اولینی بیٹی کا نخاع تیمور کے پوتے سے کردیا۔ ایمانی سلطان
احمد بر سر مقابله ہو کر مغلوب ہوا۔ اور ایران کے ساتھ ہی علاقوں جا جیا
شداد گیلان۔ آرمینیا۔ لبنا دیکر بلاروستان اور جزیرہ نما جمہوریت

